٣٥٨٧ع
الصدیق
٣٥٨٨ع
التبلیغ

الصدیق

یعنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات بطور انکی

سوانح عمری

مع نقشہ ملک عرب جس سے تیرہ سو برس پیشتر کے تاریخی مقامات معلوم ہو سکین

مؤلفہ و مرتبہ

حافظ عبدالرحمٰن سابق ملازم سررشتہ تعلیم پنجاب

سنہ ۱۹۰۱ع

مطبع روز بازار امرتسر مین منشی فاضل شیخ غلام محمد صاحب سپرنٹنڈنٹ

مطبع کے اہتمام سے شایع ہوئی۔

فہرست مطالب الصدیق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصدیق

دیباچہ

رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب باصفا مین سے مندرجہ حاشیہ چار ایسے بزرگوار ہوئے ہین کہ آپکے اِنتقال کے بعد مسند خلافت ان کے وجود سے یکے بعد دیگرے آراستہ ہوئی اور جو بیڑہ خدائے ذوالجلال کی توحید پہیلانے اور بنی نوع انسان کی باہمی اخوت بڑہانے کا نبی عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُٹھایا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے بزرگ ہاتھون سے اُسکو وہ تقویت عطا کی کہ عَلم توحید کا پھریرا عرب کی ریگستانی سرزمین سے بلند ہوکر قیصر کسرےٰ اور فغفور چین کی سرسبز سلطنتون تک لہرانے لگ گیا اور ابی سینیا کے کالے بھجنگ حبشیون کی بہائی بندی کا سلسلہ کاکیشیا کے گورے چٹے رنگ والون سے مستحکم طور پر قایم ہوگیا۔

(۱) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
(۳) حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ
(۴) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اِن چارون صحابون مین سے جو تاریخ اسلام مین حضرات خلفائے اربعہ کے نام سے مشہور ہین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور علی مرتضیٰ دو ایسے جلیل القدر اور ذی رُتبہ شخص گذرے ہین کہ انکی جان نثاریون کو دیکھکر مسلمانون کے دو بڑے فرقون اہل تسنن اور اہل تشیع کی نگاہین فضیلت اور خلافت بلافصل کیطرف دوڑ رہی ہین۔ اور اتفاق حسنہ یہ کہ ان دونو بزرگون کی زندگی مین چند ایسی خصوصیتین پائی جاتی ہین کہ ہر فریق کو انکی باہمی مشارکت کے باعث ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کے موقعے بہی ملگئے ہین مثلاً اولیت قبول اسلام۔ ہجرت مدینہ مین امداد۔

امامت حج اور تبلیغ آیات سورہ برأت وغیرہ۔ مگر اس پر فریقین نے وہ وہ طبع آزمائی کی ہے کہ مناظرہ کو مجادلہ اور مباحثہ کو مقاتلہ کی حد تک پہنچا دیا ہے اور اس قدر سخت زبانی سے کام لیا ہے کہ ایک معقول پسند آدمی کو ایسی تحریرون کا مطالعہ کرنا نہایت گران گذرتا ہے بلکہ بعض اوقات ان الفاظ کی بدولت اشتعال طبع کی نوبت بھی پہنچ جاتی ہے اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ان بزرگون کو جس قدر رسول خدا کے ظل حمایت مین ملکر بیٹھنے کی مسرت تھی سنی اور شیعہ کو اسی قدر بعد المشرقین کے فاصلہ پر رہنا پسند ہو گیا ہے۔ حالانکہ دونون فریق ایک خدا کے ماننے والے اور اسکے ایک نبی کا کلمہ پڑھنے والے ہین۔

مینے یہ حالات دیکھ کر دونون بزرگون کی سوانح عمریون کو علیحدہ علیحدہ قلم بند کیا ہے اور صرف انہی روایتون کو لیا ہے جو محققین کے نزدیک پختگی کو پہنچ چکی ہین۔ خوش اعتقاد مصنفون کی تحریرون کو جو فسانہ ہائے شبینہ کی کہانیون سے کچھہ زیادہ قابل وقعت نہین ہین بالکل چھوڑ دیا ہے۔ مسایل متنازعہ خصوصاً مسئلہ خلافت کی تاریخی روایات اور مذہبی تحقیقات کو ایسی وسیع الخیالی سے لکھا ہے جو اس رسالہ کے مناسب تہا۔ مدعا یہ ہے کہ صحابہ اور اہلبیت کے متبعین ان رسالون کو پڑہین اور بطور تاریخی واقعات ہر ایک بزرگ کی دینی خدمات پر غور کرین۔ جن کتابون سے مضامین لئے گئے ہین ان کی فہرست علیحدہ لکھدی ہے اور ایک نقشہ بہت صحیح اسکے ساتھ شامل کیا ہے جو آج سے تیرہ سو برس پیشتر کے تاریخی مقامات کا آئینہ ہے۔

اس کتاب کے پہلے ۴۴ اور آخری ۸ مضمون کو چھپنے سے پیشتر غزنوی خاندان کے فخر جناب مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی امرتسری کی نظر کیمیا اثر سے گذرنے کی عزت حاصل ہو چکی ہے۔

راقم

خاکسار عبد الرحمن ولد مولوی حافظ عمر الدین

صاحب ہوشیارپوری۔

اُن بڑی بڑی کتابون کی فہرست جن سے الصدیق کی تالیف مین مدد لیگئی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مضمون کتاب
۱	استیعاب	ابن عبدالبر اندلسی	تاریخ صحابہ
۲	اصابہ	ابن حجر عسقلانی	تاریخ صحابہ
۳	تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی	تاریخ صحابہ
۴	ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ دہلوی	تاریخ صحابہ
۵	سیرۃ ہشامی	ابن ہشام	سیر
۶	روضۃ الاحباب	میر جمال الدین	سیر
۷	تاریخ کامل	ابن اثیر جزری	تاریخ عالم
۸	کتاب العبر	ابن خلدون مغربی	تاریخ عالم
۹	المختصر	ابو الفداء حموی	تاریخ عالم
۱۰	معارف	ابن قتیبہ	ادب
۱۱	عقد الفرید	ابن عبد ربہ	ادب
۱۲	محاضرات الابرار	ابن عربی	ادب
۱۳	صحیح بخاری	ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری	حدیث
۱۴	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری	حدیث
۱۵	جامع ترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسی ترمذی	حدیث
۱۶	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی	تفسیر
۱۷	تفسیر بیضاوی	قاضی ناصر الدین	تفسیر
۱۸	قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ کرنے مین اکثر مقامات پر مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کے ترجمۃ القرآن سے مدد لی گئی ہے۔		

شیخ محسن دین صاحب مرحوم رئیس بوڑیوال ضلع امرتسر کے خاندان کے چشم و چراغ منشی بدرالدین صاحب معتمد رانی کرپا دیوی صاحب رئیسہ امرتسر کا دلی شکریہ ہے جنہوں نے چند نہایت عمدہ اور ضروری کتابین اپنے صرف سے بہم پہنچا کر اِس کام کے انصرام مین میری مدد کی۔

مؤلف الصدیق

اعلان ضروری

تاریخی رواتیین اور حدیثین جو اس کتاب مین درج ہوئی ہین اُن کا ترجمہ بطور حاصل مطلب اور موافق روزمرّہ اُردو کے لکھا گیا ہے لفظی ترجمہ کا لحاظ نہین رکھا گیا۔

مؤلف الصدیق

عذر مؤلف

اس کتاب کے چھپتے وقت بعض عربی عبارات کے اعراب اور لفظون کی کتابت مین اور چند اردو عبارات کی تحریر مین غلطیون کے صحیح کرنے سے چوک ہوگئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس فروگذاشت کی نسبت معاف فرمائین گے۔

مؤلف الصدیق

ابوبکر صدیقؓ کی سوانح عمری

باب اول - ابتدا سے زمانۂ اسلام تک

نام و نسب و ولادت عبداللہ نام - ابوبکر کنیت - صدیق لقب - ان کے والد ابو قحافہ قریش کے ایک معزز قبیلہ بنی تیم سے تھے شجرہ نسب یہہ ہے :- عبداللہ بن ابی قحافہ (عثمان نام) بن عامر - بن کعب - بن سعد بن تیم - بن مُرّہ جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین سے تھے اس صورت مین ابوبکر صدیق کا شجرہ ساتوین پشت مین رسول خدا سے جا ملتا ہے۔

+ ابوبکر صدیق اور دیگر خلفاء کرام کا جو خاندانی تعلق رسول خدا سے ہے وہ شجرہ نسب مندرجۂ ذیل سے بآسانی ظاہر ہوتا ہے

کعب

- کعب - مُرّہ - کلاب - قُصیّ - عبد مناف - ہاشم - عبدالمطلب - عبداللہ - محمد رسول اللہ
- عبدالمطلب - ابوطالب - علی مرتضی
- عبد مناف - عبد الشمس - اُمیّہ - ابی العاص - عفان - عثمان ذی النورین
- مُرّہ - تیم - سعد - کعب - عامر - ابو قحافہ - عبداللہ یعنی (ابوبکر صدیق)
- کعب - عدی - رزاح - قرط - رباح - عبدالعزی - نفیل - خطاب - عمر فاروق

ان کی والدہ کا نام ام سلمیٰ بنت صخر - بن عامر - بن کعب اور کنیت ام الخیر تھی -

نام

ابو بکر صدیق کا نام زمانہ جاہلیت* مین عبد الکعبہ تھا - رسول خدا نے عبد اللہ نام رکھا - امام نووی کا قول ہے هو الصحیح المشهور - چند مورخین نے ان کا نام عتیق بھی لکھا ہے مگر اس مین علما کا باہم اختلاف ہے بعض اسکو نام اور بعض لقب سے تعبیر کرتے ہین بہرکیف عتیق نام ہو یا لقب اسکی وجہ تسمیہ کی روایتین بہت دلچسپ ہین - ترمذی مین لکھا ہے کہ ایک دن ابو بکر صدیق رسول خدا کے پاس آئے آپنے کہا کہ ابو بکر انتم دوزخ کی آگ سے آزاد ہو اُس دن سے ان کا نام عتیق رکھا گیا -

ان ابا بکر دخل علی رسول اللہ فقال یا ابا بکر انت عتیق اللہ من النار فیومئذ سمی عتیقاً

ترمذی باب المناقب

ابن اثیر نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ حسن اور جمال کی خوبی کے باعث آپ کو عتیق کہتے تھے قیل لہ عتیق لرقتہ حسنہ وجمالہ اور لغوی معنی کے لحاظ سے یہ دونو توجیہات درست معلوم ہوتی ہین کیونکہ عتیق کے معنے ہین آزادہ و خوبرو شیخ ابن حجر عسقلانی نے کتاب اصابہ فی تمیز الصحابہ مین چند اور وجوہات بھی عتیق ہونے کی درج کی ہین -

لقب

ان کا لقب صدیق ہونے مین تمام امت کو اتفاق ہے مگر اُس سے ملقب ہونے کے زمانہ مین تھوڑا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ یہ لقب زمانہ جاہلیت مین آپ کی راست بازی کے سبب سے ملا تھا اور اکثرون کی یہ رائے ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اخبار مین سبقت کرنے سے یہ لقب عطا ہوا

قیل کان یلقب بہ فی الجاهلیۃ لما عرف منہ من الصدق - وقیل لمبادرتہ الی تصدیق رسول اللہ فیما کان یخبر بہ - تاریخ الخلفا

مگر اس مین شک نہین کہ اسکی شہرت سب سے پہلے شب معراج کی صبح کو ہوئی جبکہ رسول خدا نے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک وقت شب سیر کرنے کی کیفیت بیان کی تو پہلا شخص جس نے اس خبر کی تصدیق کی وہ ابو بکر تھا اور اس تصدیق کے باعث ان کا لقب صدیق مشہور ہو گیا

پیدایش

ابو بکر صدیق شہر مکہ مین عام الفیل** سے دو برس چھ مہینے بعد پیدا ہوئے تھے جو رسول

---

* اسلام سے کچھ عرصہ پیشتر کے زمانہ کو جاہلیت کہتے ہین - کیونکہ عرب کے لوگ اس زمانہ مین خدا کی وحدانیت اور پیغمبرون کی شرایع سے بالکل جاہل ہو گئے تھے ‡ مولف

** عام کے معنی سال کے ہین اور عام الفیل سے مراد وہ سال ہی جبکہ ابرہۃ الاشرم حاکم یمن نے ہاتھیون کی فوج لیکر مکہ پر چڑہائی کی تھی مولف

یہ دیکھو معارف ابن قتیبہ

خدا کا سال ولادت اور ۵۷۳ء کے مطابق ہوتا ہے اس صورت مین وہ رسول خدا سے ڈھائی برس چھوٹے تھے۔ شیخ ابن حجر مصنف اصابہ اور عام اہل سیر کے نزدیک یہی قول معتبر ہے مگر بخاری نے جو حدیث ہجرت مدینہ کے متعلق درج کی ہے اس سے اس بیان کی تائید نہین ہوتی بخاری کی روایت یہ ہے۔

رسول خدا مدینہ کو روانہ ہوئے تو اونٹنی پر ابو بکر کے آگے سوار تھے۔ ابو بکر بڈہے تھے اور آمد و رفت تجارت کے باعث پہچانے جاتے تھے رسول کریم جوان تھے اور عدم آمد و رفت کے باعث شناخت نہین ہوتے تھے۔	اقبل نبی الله الی المدینة وهو مردف ابا بکر وابو بکر شیخ یعرف ونبی الله شاب لایعرف۔ بخاری باب الہجرت

امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف مین لکھا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ابو بکر صدیق رسول خدا سے عمر مین بہت بڑے تھے

هذا الحدیث یدال علی ان ابا بکر کان اسنّ من رسول الله بمدة طویلة معارف ابن قتیبہ

واقعی اس حدیث مین **شیخ** کا لفظ جو **شباب** کے مقابلہ مین واقع ہوا ہے اپنے معانی کے لحاظ سے بالکل صاف ہے اور ابو بکر کی زیادتی عمر پر دلالت کرتا ہے۔

زمانہ جاہلیت کا قومی اعزاز

ابو بکر صدیق کے جو حالات زمانہ جاہلیت سے تعلق رکھتے ہین علمائے ان کے بیان کرنے مین کچھہ زیادہ توجہ نہین کی۔ مختلف کتابون سے کچھ کچھ پتہ چلتا ہے چنانچہ ایک واقعہ کی نسبت ابن عبد البر اندلسی نے لکھا ہے۔

ابو بکر زمانہ جاہلیت مین شرفا قریش کے درمیان ایک رئیس ذی وجاہت مانے جاتے تھے اور اس زمانہ مین دیات (خون بہا) کا کام ان کے متعلق تہا یعنی جب کسی قبیلہ مین قتل کا واقعہ پیش آتا اور قاتل و مقتول کے قبیلون مین فتنہ برپا ہوتا تو ابو بکر دیت کے کفیل ہو جاتے۔ اگر ان کے سوا کوی اور شخص	کان (ابو بکر) فی الجاهلیة وجیها رئیسا من رؤساء القریش والیہ کانت الاشناق فی الجاهلیة والاشناق الدیات کان اذا احمل شیئا قالت فیہ قریش صدقوه وامضوا حمالة وحمالة من قام معه ابو بکر وان احتملها غیره خذلوه ولم یصدقوه استیعاب

کفیل ہوتا تو فریقین رضامند نہ ہوتے اور فتنہ بدستور قایم رہتا۔

جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ اعزاز ایسا تہا کہ ابوبکر اس کے باعث قریش کے اُن دس خاندانون مین شمار کئے گئے ہین جو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونون مین مقتدر رہے۔ دیات (خون بہا) اور غرم (تاوان) کا کام ان کے متعلق تہا اور اسکی وجہ یہ تہی کہ قریش مین خاص کر کوئی ایک بادشاہ نہ تہا کہ کل امور اُسکے متعلق ہوتے اس لئے ملکداری کے کچہہ کچہہ فرائض بطور ولایت عامہ ہر خاندان کے رئیس کے متعلق ہوا کرتے تہے

ان ابا بکر الصدیق احد عشرة من قریش اتصل بهم شرف الجاهلیة والاسلام فکان الیه امر الدیات والغرم وذلک ان قریشا لم یکن لهم ملک ترجع الامور کلها الیه بل کان فی کل قبیلة ولایة عامة تکون لرئیسها۔ تاریخ الخلفا

* ان دس خاندانون کے نام مع اُن کے مناصب کے امام ابن عبد ربہ اندلسی نے حسب ذیل تحریر کئے ہین

نمبر شمار نام خاندان	نام منصب	بیان منصب اور نام صاحب منصب کا
(۱) بنی ہاشم	سقایۃ	حاجیون کو آب زمزم پلانا یہ کام عباس بن عبدالمطلب کے متعلق تہا
(۲) بنی امیہ	عقاب (رایۃ عسکر)	جسکے پاس یہ علم ہوتا شدت لڑائی کے وقت اسکو نکالتا اور قریش کے تمام لوگ اس علم کے نیچے اکٹہے ہو جاتے یہ کام ابوسفیان بن حرب کے پاس تھا
(۳) بنی نوفل	رفادۃ	بے نوا حاجیون کے واسطے سال بسال مال فراہم کرنا یہ کام حارث بن عامر کے متعلق تھا۔
(۴) بنی عبدالدار	سدانۃ۔ حجابۃ۔ لوا	خانہ کعبہ کی مجاوری اور کنجی برداری اور اس کا علم رکہنا یہ کام عثمان بن طلحہ کے متعلق تہا۔
(۵) بنی اسد	مشورے	قریش کا کوئی کام ان کی مشورہ کے بغیر نہ کرنا یہ کام زید بن زمعہ کے متعلق تھا۔
(۶) بنی تیم	دیت۔ غرم	خون بہا اور تاوان کا فیصلہ کرنا یہ کام ابوبکر بن ابو قحافہ کے متعلق تہا
(۷) بنی مخزوم	قبہ (خیمہ) اعنہ (رجیع عنان کو)	فوج کیواسطے سامان متعلقہ کا بہم پہنچانا اور قریش کے سوارون سے جنگی خدمات لینا۔ یہ کام خالد بن ولید کے متعلق تہا۔
(۸) بنی عدی	سفارۃ	لڑائی مین سفیر ہو کر جانا اور خاندانی عزت کے مباحثہ مین تقریر

پیشہ علمی قابلیت فیاضی نیک چلنی	ابوبکر صدیق بچپن سے مکہ مین رہنے اور تجارت کا پیشہ٭ کیا کرتے تھے۔ انکی تجارت ایک طرف یمن اور دوسری طرف شام تک پھیلی ہوئی تھی اور اس سے

ان کو خوب آمدنی ہوتی تھی۔ چنانچہ آگے چل کر معلوم ہوگا کہ قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار درہم نقد اُن کے پاس موجود تھا +

عرب کی تاریخ خصوصًا قریش کی نسب دانی جو اس زمانہ مین ایک اعلےٰ جوہر قابلیت سمجھا جاتا تھا اُس سے بخوبی واقف تھے اور ان تمام قابلیتون پر بڑے خوش خلق اور ملنسار تھے لوگون سے میل ملاپ بے تکلف جاری تھا ابن ہشام نے لکھا ہے۔

ابوبکر ایک تاجر خوش خلق اور ذی مُروّت تھے قریش ہر کام کے لئے بسبب ان کے علم۔ تجارت۔ اور	کان (ابوبکر) رجلا تاجرًا ذا خُلق ومعروف۔ وکان رجال قومہ

بقیہ حاشیہ صفحہ [illegible]

		کرنا۔ یہ کام عمر بن خطاب کے متعلق تھا۔
(۹) بنی جمح	ایسار	قریش کا ہر کام کے شروع مین کعبہ کے تیرون کے ذریعہ ان سے فال نکلوانا یہ کام صفوان بن امیہ کے متعلق تھا۔
(۱۰) بنی سہم	حکومت واموال محجرہ	حکومت اور بتون کے چڑھاوہ کا مال لینا یہ کام حارث بن قیس کے متعلق تھا

یہ مناصب ایام جاہلیت مین ہر بزرگ خاندان کو نسلاً بعد نسل بطور وراثت کے ملا کرتے تھے۔ ملخصًا از عقد الفرید مولف

٭ ہمارے ملک کے لوگ جو پیشون کو ذاتون کے ساتھ مختص سمجھتے ہین ان کو ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ کے حالات پر غور کرنا چاہیے کہ وہ قریش جیسی نامور اور اولوالعزم قوم سے ہو کر کیا کیا پیشے کرتے تھے۔

ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان (خلیفہ ثالث) بزازی کی دوکان کرتے تھے سعد بن وقاص تیر بنا کر بیچا کرتے تھے۔ زبیر بن عوام اور عمر بن عاص گوشت کی دوکان کرتے تھے۔ عثمان بن طلحہ (کعبہ کے کلید بردار) اور زبیر کے والد عوام درزی کا کام کرتے تھے۔ ولید بن مغیرہ آہنگری کا کام کرتے تھے۔ ان کے بعد ائمہ کرام کا بھی یہی حال رہا۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے اور امام شافعی بزازی کا کام کرتے تھے اسی طرح پر اور صحابہ کرام اور علماء سلف مختلف پیشون کے ذریعہ روزی کماتے تھے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ مذہب اسلام کی رو سے کوئی پیشہ یا صنعت کرنا موجب ذلت وحقارت نہین ہے +

ملخصًا از رسالہ فلاح دارین مصنفہ حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب رئیس دتاولی ضلع علیگڈہ۔ مولف

حسن معاشرت کے ان کے پاس آمدورفت رکھتے اور ان سے الفت رکھتے تھے۔

یاتونه ویالفونه لغیر واحد من الامر لعلمه وتجارته وحسن معاشرته

خوابون کی تعبیر کہنے مین اچھی واقفیت تھی۔ علم عروض و قوافی خوب جانتے تھے اور شعر عمدہ کہا کرتے تھے گفت و گو مین ان کی فصاحت بیانی مسلم تھی۔ چنانچہ جو خطبہ حصول خلافت کیوقت انہون نے کہے وہ عام و خاص مین مشہور اور اس کتاب کے چوتھے باب مین مذکور ہین۔ ان کی تاریخ دانی اور تعبیر گوئی کے حالات پانچوین باب مین لکھے گئے ہین جہان انکے اور علمی کارنامے درج ہین

فیاضی

خویش و اقارب سے ان کا حسن سلوک۔ غربا کی امداد۔ مہمانون کی خاطر مدارات عام و خاص مین مشہور تھی اور اُس کا چرچا اس قدر پھیل گیا تھا کہ جب قریش کی تکالیف کے باعث یہ مکہ کو چھوڑ کر ہجرت کر رہے تھے تو ابن دُغنہ ایک رئیس ان کو راستہ سے واپس لے آیا اور قریش کے سامنے ان کے قیام مکہ کی سفارش کرتے وقت ان کے قومی احسان اور تفضلات کو ان الفاظ سے بیان کرنا شروع کیا۔

ابوبکر ایسا شخص نہین ہے کہ وطن سے از خود نکل جائے یا نکلنے پر مجبور کیا جائے۔ تم ایسے شخص کو نکالنا چاہتے ہو جو روپیہ کما کر محتاجون کو دیتا ہے اقربا سے صلہ رحمی کرتا ہے درماندون کا بوجھ بٹاتا ہے مہمانون کی ضیافت کرتا ہے اور رفع مصایب مین مدد دیتا ہے۔

ان ابا بکر لا یَخرُجُ ولا یُخرَجُ۔ اتخرجون رجلا یکسب المُعدَم ویصِل الرّحِم ویحمل الکل ویقری الضَّیف ویعین علی نوائب الحق

بخاری باب الہجرۃ

نیک چلنی

شراب خوری باوجود یکہ زمانہ جاہلیت مین عام طور پر مروج تھی اور امرا خصوصیت کے ساتھ اس کے استعمال مین مستغرق رہتے تھے اور اس مدہوشی مین بیسیون قسم کی برائیان ان سے سرزد ہوتی تہین مگر یہ ساری عمر اپنے عقل خداداد کے باعث اس سے متنفر رہے۔ ایک مرتبہ لوگون نے ان سے پوچھا کہ کبھی آپ نے زمانہ جاہلیت مین شراب پی تھی۔ انہون نے کہا پناہ بخدا جب وجہ دریافت کی گئی تو کہا کہ مجھے اپنی آبرو اور مروت کی نگہداشت منظور تھی اور جو شخص شراب

هل شربت الخمر فی الجاهلیة فقال اعوذ بالله فقیل ولم قال کنت اصون عرضی واحفظ مروتی۔ فان من شرب الخمر کان

٭ اس ہجرت کا حال صفحہ ۱۸ مین مذکور ہے

پیے وہ اپنی آبرو اور مروت کو برباد کرتا ہے۔ | مضیعا فی عرضہ و مروتہ (تاریخ الخلفا)

مذہب | ان کے مذہبی حالات کی نسبت علمائے اسلام نے اس سے زیادہ کچھہ نہین لکھا
کہ بت پرستی جو زمانہ جاہلیت مین عام طور پر پھیلی ہوئی تھی یہ ہمیشہ اُس سے بچے رہے۔ یون تو
ان کی پرورش ایک ایسے خاندان مین ہوئی تھی جسکو بت پرستی کا سبق باپ دادا سے ورثہ
کے طور پر ملا تھا مگر اس کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھنا چاہئے کہ یہ پھر بھی اُس سے محفوظ رہے
قسطانی نے بخاری کی شرح مین ایک دلچسپ روایت اس کے متعلق لکھی ہے اور اس کا
سلسلہ دیگر مصنفین کے حوالہ سے ابوہریرہ تک پہنچایا ہے ماحصل اس کا یہ ہے۔

ایک دن مہاجرین اور انصار رسول خدا کے پاس جمع تھے کہ ابوبکر نے آپ کی زندگی کی قسم کھا کر کہا کہ مینے بت کو کبھی سجدہ نہین کیا عمرؓ بن خطاب اس بات کو سنکر جوش مین آگئے اور کہنے لگے کہ تم رسولؐ خدا کی زندگی کی قسم کھا کر کہتے ہو کہ مینے بت کو کبھی سجدہ نہین کیا حالانکہ تم نے زمانہ جاہلیت مین اتنے برس زندگی بسر کی۔ ابوبکرؓ نے اسکے جواب مین کہا کہ ایک روز میرا باپ ابو قحافہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مکان	اجتمع المهاجرون والانصار عند رسول الله - فقال ابوبكر وعيشك يارسول الله ان لم اسجد لصنم قط فغضب عمر بن الخطاب قال تقول وعيشك يارسول الله لم اسجد لصنم قط وقد كنت في الجاهلية كذا وكذا سنة فقال ابوبكر ان اباقحافة اخذ بيدي فانطلق بي الى مخدع فيه الاصنام فقال لي هذه الهتك الشم العلى فاسجد لها

مین لے گیا جس مین بت رکھے ہوئے تھے اور مجھسے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے اس کو سجدہ کرو۔

وہ تو یہ کہہ کر چلا گیا۔ اور مینے بت کے قریب ہو کر کہا مین بھوکا ہون مجھے کھانا کھلاؤ اُس نے کچھہ جواب نہ دیا۔ پھر مینے کہا مین برہنہ ہون مجھے کپڑا پہناؤ۔ اس کا بھی کچھہ جواب نہ ملا۔ تب مینے ایک پتھر اٹھا کر کہا کہ مین تجھہ پر پھینکتا ہون اگر تو معبود ہے تو اپنے آپ کو بچا وہ بت کچھہ نہ بولا اور	وخلاني ومضى - فدنوت من الصنم فقلت اني جائع فاطعمني فلم يجبني - فقلت اني عار فاكسني فلم يجبني - فاخذت صخرة فقلت اني ملق عليك هذه الصخرة فان كنت الها فامنع نفسك

مین نے پتھر دے مارا - اور وہ اوندہا ہو کر گر پڑا

فلم یجبنی - فالقیت علیہ الصخرۃ
فخر بوجھہ - قسطلانی جلد ۶ باب اسلام ابی بکر

باب دوم - قبول اسلام سے ہجرت تک

۱ سنہ نبوی

قبول اسلام

چالیس برس کی عمر مین جب رسول خدا نے نبوت کا اظہار کیا تو اس کے تہوڑے ہی دنون بعد ابوبکر صدیق شرف اسلام سے بہرہ یاب ہوئے ان سے پہلے صرف تین شخص یعنی رسول خدا کی بی بی خدیجہ+ اور آپ کے چچیرے بہائی علی++ ابن ابیطالب اور خدیجہ کے آزاد غلام زید بن حارث نے اسلام قبول کیا تھا اس وقت ابوبکر صدیق کی عمر ۳۷ یا ۳۸+ برس کی تہی - پس ابوبکر صدیق رضہ سابقین اولین مسلمانون سے ہین -

بی بی خدیجہ کے اول ایمان لانے مین تمام مورخین کو اتفاق ہے مگر علی مرتضی رضہ کے بارہ مین تھوڑا اختلاف ہے - چند علما کی یہ رائے ہے کہ پہلے مسلمان ابوبکر صدیق ہین اور چند علما کی یہ رائے ہے کہ پہلے مسلمان علی مرتضی ہین اور ہر فریق کے پاس اس معاملہ مین بڑے بڑے دلایل موجود ہین امام ابو حنیفہ

+ خدیجہ خویلد کی بیٹی اور قریش کی ایک معزز مالدار حسینہ اور عاقلہ عورت تہی - اس نے بیوگی کے زمانہ مین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دیانت اور قابلیت کا حال معلوم کر کے آپ سے شادی کر لی تہی شادی کے وقت خدیجہ کی عمر چالیس سال اور رسول کریم کی عمر پچیس سال کی تہی جب آپنے نبوت کا دعوے کیا تو سب سے پہلے آپکی رسالت پر یہی ایمان لائی تہیں

++ ابوطالب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تہے - خاندان بنی ہاشم کے رئیس اور قریش مین نہایت ذی وقار مانے جاتے تہے - ہر چند یہ قبول اسلام سے مشرف نہین ہوئے مگر یتیمی کے زمانہ سے جبکہ رسول خدا کی عمر ابہی آٹھ برس کی تہی ان کی پرورش کے متکفل ہوئے اور مرتے دم تک ہمیشہ ان کی حفاظت مین ساعی اور قریش کے دفع شر مین سرگرم رہے - مولف

+ یہ تخمینہ عمر کا عام روایات کے مطابق ہے مگر روایات مندرجہ صفحہ ۳ زیادتی عمر کی مقتضی معلوم ہوتی ہین - ابوبکر صدیق کا بڑہاپے مین ایمان لانا کچھہ ایسا زبان زد ہو چکا ہے کہ ساتوین صدی کا مشہور شاعر شیخ سعدی شیرازی بہی اسیکا موید ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎ نخستین ابوبکر پیر مرید - مولف

نے اس اوّلیت کے رفع تنازعہ پر ایک نہایت دلچسپ اور عاقلانہ فصیلہ دیا ہے جو سلیم الطبع آدمی کے واسطے ایک گونہ تسلی بخش ہے۔ وہ فرماتے ہین۔

مردون مین سے جس نے پہلے اسلام قبول کیا وہ ابو بکر صدیق رضی ہین اور بچون مین سے جو پہلے ایمان لائے وہ علی مرتضیٰ رض ہین اور عورتون مین سے جسکو پہلے یہ شرف حاصل ہوا وہ خدیجہ ہین۔

ان ابا بکر اول من اسلم من الرجال و علی اول من اسلم من الصبیان و خدیجة اول من اسلمت من النسا
تاریخ الخلفا

اس مقام پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مردون سے مراد احرار بالغین کی ہے اور اس قید کے لگانے سے یہ فائدہ ہے کہ زید بن حارث جو غلام تھے اولیت کی بحث سے علیحدہ سمجھے جائین۔

تاریخون مین یہ بات لکھی ہے کہ ابو بکر صدیق رض کو قبول اسلام سے پیشتر بھی رسول خدا کے ساتھ محبت تھی اور ایک عرصہ سے میل ملاپ کا تعلق آپ کے ساتھ جاری تھا۔ جس زمانہ مین رسول خدا اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ ملک شام کو گئے تو ابو بکر صدیق رض نے ایک غلام آپکے ساتھ کر دیا تھا اصابہ مین اس باہمی تعلق کی بابت یہ بھی لکھا ہے کہ رسول کریم کا نکاح بی بی خدیجہ رض کے ساتھ ہوا تو اس مین ابو بکر صدیق رض کی کوشش شامل تھی۔

ابو بکر صدیق کے قبول اسلام کو اکثر مورخین نے ہدایت غیبی قرار دیا ہے اور کئی واقعات اس کے متعلق تحریر کیے ہین۔ ان مین سب سے زیادہ مشہور واقعہ ایک خواب کا ہے۔

ازالۃ الخفا مین اس کی کیفیت یون لکھی ہے کہ ابو بکر صدیق بعثت سے پیشتر ایک مرتبہ تجارت کے واسطے ملک شام مین گئے ہوے تھے خواب مین دیکھا کہ ایک نور آسمان سے اترا اور کعبہ کی چھت پر گرا اور اس نور کا تھوڑا تھوڑا حصہ تمام اہل مکہ کے گھر مین پہنچا اور آخر کار وہ نور فراہم ہو کر پہلے کیطرح یکجا ہو گیا۔ اور پھر میرے گھر مین آیا اور مینے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ صبح کے وقت مینے ایک یہودی عالم سے اس کی تعبیر دریافت کی مگر وہ اس کی تہ کو نہ پہونچ سکا اور جواب مین کہنے لگا کہ یہ خواب وخیال ہے اور اس کا کچھ اعتبار نہین۔ کچھ مدت کے بعد جب مین پھر تجارت کے واسطے شام کو گیا اور بحیرا راہب کے دیر مین پہنچا تو اس سے اس خواب کی تعبیر دریافت کی۔ اس نے خواب کو سن کر پوچھا۔ تو کون ہے اور کہان سے ہے مینے اپنی ساری حقیقت اسکو کہہ سنائی۔ تب اس نے کہا اللہ تعالےٰ تم مین ایک پیغمبر پیدا کرے گا زندگی مین تو اس کا وزیر اور وفات کے بعد اس کا خلیفہ ہو گا اس کے بعد

ابو بکر صدیق مکہ کو واپس آگئے - پھر جب رسول کریم مبعوث ہوئے اور انہوں نے ابو بکر صدیق
کو اسلام کی دعوت کی اور ابو بکرؓ نے نبوت کا ثبوت طلب کیا تو آپ نے اس کے جواب مین ابو بکر کا
خواب دیکھنا اور یہودی عالم اور بحیرا راہب کا جواب دینا یہ سب واقعات بیان کئے ابو بکر اسکے
سنتے ہی مسلمان ہو گئے اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ پڑہا
ابو بکر صدیق کے اس آسانی کے ساتھ اسلام قبول کرنے پر وہ روایت موید ہے جو ابن
ہشام نے لکھی ہے -

رسول خدا نے کہا کوئی شخص ایسا نہین ہے کہ مینے اسکو
اسلام کی طرف بلایا اور اس نے ابتدا مین تردد اور
توقف نہ کیا ہو مگر ابو بکر کہ جب مینے اس کو دعوۃ اسلام
کی بلا تردد ایمان لے آیا -

قال رسول اللہ صلعم مادعوت احداً
الی الاسلام الا کانت لہ عنہ کبوۃ
وتردد ونظر الا ابا بکر ما عتم عنہ
حین ذکرتہ وما تردد فیہ

ابن ہشام جلد اول

اشاعت اسلام مین امداد

ابو بکر صدیق نے صرف اسی پر اکتفا نہین کی کہ خود مسلمان ہو گئے بلکہ اپنے دوستون
کو قبول اسلام کی ترغیب دینے اور ترقی اسلام مین روپیہ خرچ کرنے کو ہی اپنی زندگی کا بڑا مقصد
سمجھا - اسلام کی ابتدائی حالت مین جو امداد ابو بکر صدیق کی طرف سے اسکی اشاعت مین ظاہر ہوئی
اس کی تین بڑی یادگارین اسلامی تاریخ مین اپنی چمک دکھا رہی ہین یہ امداد اگرچہ مختلف سنین
مین عمل مین آئی تہی - مگر تسلسل مضمون کے لحاظ سے ان تینون کا یکجا بیان کرنا مناسب معلوم ہوا
(۱) عمائد قریش کو قبول اسلام پر توجہ دلانا - قریش کے شرفا جو ان کے یار دوست اور ان پر
بھروسہ رکھتے اور ان کے پاس آمد ورفت اور
نشست وبرخاست کیا کرتے تھے اُن کو
مسلمان ہونے کی ترغیب دی - جو لوگ ان کی دعا
اور رہنمونی سے اسلام لائے ان کی تفصیل یہ ہے
عثمان بن عفان خاندان بنی امیہ سے زبیر بن العوام
خاندان بنی اسد سے - عبدالرحمن بن عوف خاندان
بنی زہرہ سے - سعد بن ابی وقاص خاندان بنی زہرہ سے

فجعل یدعوا الی اللہ والی الاسلام
من وثق بہ من قومہ ممن یغشاہ
ویجلس الیہ - فاسلم بدعائہ فیما
بلغنی عثمان بن عفان - والزبیر بن
العوام - وعبدالرحمن بن عوف
وسعد بن ابی وقاص - وطلحۃ
بن عبداللہ فجاء بہم الی رسول اللہ حین

طلحہ بن عبد اللہ خاندان بنی تیم سے۔ | استجابوا لہ واسلموا وصلوا (ابن ہشام)

یہ لوگ اپنی ملک اور قوم مین معزز اور اپنے اپنے خاندان مین صاحب وجاہت تہے ان کا اسلام لانا کفر اور شرک کی ابتدائی شکست اور اشاعت اسلام کا پہلا موقعہ تہا - ان رؤساکی دلی عقیدت اور مالی امداد سے اسلام کی غریبانہ حالت کو بہت کچہہ ترقی اور فارغ البالی حاصل ہوئی نے الحقیقت ابو بکر صدیقؓ کا یہ کارنامہ تاریخ اسلام مین بہت اعلیٰ درجہ کا ہے۔

(۲) - اسلام کی ترقی مین روپیہ خرچ کرنا - ابو بکر صدیق کے پاس قبول اسلام کے وقت چالیس ہزار درم موجود تہا - اس تمام روپیہ کو رسول خدا کی خدمت گزاری - اسلام کی تقویت مسلمانون کی رفاہیت مین صرف کر ڈالا - ابو بکر صدیقؓ کی اس مالی خدمت گزاری کی تصدیق رسول خدا کے اُس کلام سے بخوبی ثابت ہوتی ہے جو آپ نے اپنے آخر ایام مین فرمایا تہا۔

اسلم ابو بکر ولہ اربعون الفا انفقہا کلہا علی رسول اللہ وفی سبیل اللہ

ابو بکر کے مال سے جو فایدہ مجہہ کو ہوا وہ کسی کے مال سے نہین ہوا

ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال ابی بکر - (ترمذی)

اور اسکی موید وہ روایت ہے جو بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا -

لوگون مین سے مال اور مصاحبت مین مجہہ پر بڑا احسان کرنیوالا ابو بکر ہے

ان امنّ الناس علیّ فی مالہ وصحبتہ ابو بکر - (بخاری ومسلم)

(۳) - نومسلم غلامون کا آزاد کرانا - اسلام کی صداقت پہیلنے کے باعث جو لوگ بتون سے منحرف ہو کر خدائے واحد کی عبادت پر جہک گئے تہے کفار قریش اُن سے سخت مخالفت کرتے تہے اور اُن مین سے جو لوگ بے خان ومان تہے ان کو بے انتہا تکلیفین پہنچاتے تہے اس قسم کے نومسلم جس جس قبیلہ مین تہے قبیلہ قبیلہ والون نے ان پر سختی شروع کی - ان کو قید کرتے تہے اور مکہ کے ریتلے میدان مین مار پیٹ اور بہوک پیاس کی سزا دیتے تہے تاکہ اُن کو اپنے دین سے پہر ا دیئن -

فوثبت کل قبیلۃ علی من فیہا من المستضعفین المسلمین فجعلوا یحبسونہم ویعذبونہم بالضرب والجوع والعطش برمضاء مکۃ والنار لیفتنوا عن دینہم - ابن اثیر

کہ جب دوپہر کی دہوپ کڑکتی تو امیہ بن خلف اُس کو مکّے کے کنکریلے میدان مین چت لٹا دیتا اور ایک بہاری پتہر اس کی چہاتی پر رکہواتا اور کہتا کہ یہی حال رہیگا یہان تک کہ تو مر جائے یا محمد کے دین کو چہوڑ کر لات اور عزّی کی پرستش کرے مگر بلال اُس وقت مین احدٌ احدٌ کہتے تہے یعنے خدا واحد ہے۔

وکان امیة ابن خلف یخرجه اذا حمیت الظهیرة فیطرحه علی ظهره فی بطحاء مكة ثم یامر بالصخرة العظیمة فتوضع علی صدره ثم یقول له لا یزال هکذا حتی تموت او تکفر بمحمد و تعبد اللات و العزّٰی وهو یقول فی ذلك البلاء احد احد

اسلام کی اس غربت اور کفار کے اس تشدّد کے زمانہ مین ابوبکر صدّیق نے مسلمانون سے یہ سلوک کیا کہ اس قسم کے سات غلام جن کو اسلام قبول کرنے کے باعث تکلیف دی جاتی تہی خرید کر آزاد کر دیا

اعتق ابوبکر سبعة کانوا یعذبون فی الله فیهم بلال و عامر بن فهیرة

جن مین سے بلال اور عامر بن فہیرہ تہا۔ اس کی تفصیل اصابہ مین درج ہے۔

جس قدر غلام ابوبکر صدیق نے آزاد کرائے عموماً کنگال اور کمزور تہے۔ یہ حال دیکہ کر ان کے والد ابو قحافہ نے کہا کہ تم کمزور غلامون کو آزاد کراتے ہو اگر تم کو یہی کام منظور رہے تو بہتر ہے کہ بہادر غلامون کو آزاد کراؤ تاکہ وقت پر تمہارے کام آئین ابوبکر نے کہا اباجان مجہے تو اس کام سے صرف خدا تعالے کی خوشنودی مقصود ہے

یا بنی انی اراك تعتق رقابا ضعافا فلو انك اذ فعلت ما فعلت اعتقت رجالا جلدا یمنعونك و یقومون دونك فقال ابوبکر یا ابت انی انما ارید ما ارید لله عزوجل

اشاعت اسلام مین برداشت مصائب

اسلامی مقاصد کی اشاعت مین صرف زر کے علاوہ بعض اوقات اپنی جان کو مصائب مین ڈالدیا۔ اور پہران مصائب کو دلی خوشی سے برداشت کیا۔ روضة الاحباب مین لکہا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ابتدائے بعثت مین چپکے چپکے لوگون کو اسلام کی دعوت کیا کرتے تہے اور طالبان حق کو ہدایت کی راہ مخفی طور پر بتلاتے تہے ابوبکر صدیق رض اس عرصہ مین ہمیشہ اظہار دین اور اشاعت اسلام کی درخواست کرتے رہے مگر آپ کفار کی کثرت اور مومنین کی قلت کے باعث اس مین متامل ہوتے اور اشارت غیبی کا انتظار کرتے۔ جب ابوبکر صدیق کی الحاح کو پہنچ گئی تو آپ اس کو منظور کر کے مسجد حرام مین تشریف

لائے - رؤسا قریش کی ایک زبردست جماعت وہان موجود تھی ابو بکر صدیق نے بے دہڑک اس مجمع مین کھڑے ہو کر ایک خطبہ پڑہا - اور نہایت فصاحت و بلاغت سے توحید کی خوبیون شرک کی برائیون - بت پرستی کے انجام بد کو بیان کیا - کفار قریش اس کے سننے سے بھڑک اٹھے اور ابو بکر کی طرف جھکے - نہایت سختی سے ان کو مارپیٹ اور گالی گلوج شروع کی - لات مکے سے اس قدر زدوکوب کی ان کے چہرہ کی ہیئت متغیر ہو گئی - بنو تیم (خاندان ابو بکر) کو جب اس حال کی اطلاع ہوئی تو فوراً موقعہ پر پہنچے اور ان کو یہان سے نکال کر گھر لیگئے کچھ دیر کے بعد جب ہوش آیا تو انہون نے شربت پلانا چاہا مگر انہون نے نہ مانا اور کہا جبتک مین رسول خدا صلعم کی خدمت مین حاضر نہ ہولون ہر گز کچھ کھاؤن پیون گا نہین - رات کے وقت جب رستے کفار کی آمد و رفت سے خالی ہوئے تو یہ لوگ ابو بکر کو اٹھا کر رسول کریم کی خدمت مین لے گئے - آپ ان کا یہ حال دیکھ کر بہت متاسف ہوئے اور ہمدردی کا اظہار فرمایا -

رسول خدا کی حمایت مین برداشت مصائب

جب رسول خدا نے بتون کی مذمت اور شرک کی برائی بیان کرنے مین علے الاعلان وعظ شروع کی تب سے قریش سخت مخالف ہو گئے اور آپ کی ایذا رسانی کے درپے ہوئے ان مواقع پر کئی مرتبہ ابو بکر صدیق نے آپ کی حمایت مین تکلیفین برداشت کین اور کفار کے مقابلہ مین سینہ سپر ہوئے چنانچہ کتب سیر اور احادیث مین متعدد واقعات اس کے متعلق درج ہین -

ایک واقعہ عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ رسول خدا نماز پڑہ رہے تھے کہ عقبہ بن معیط آیا اور آپ کے گلے مین چادر ڈال کر زور سے کھینچنے لگا - اس حال مین ابو بکر صدیق آپہنچے اور عقبہ کو آپ سے دور کیا - اور یہ آیۃ پڑھی (ترجمہ) کیا تم صرف اتنی بات پر ایک شخص کے قتل کے درپے ہو کہ وہ خدا ہی کو اپنا پروردگار بتاتا ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کیطرف سے تمہارے پاس معجزے لیکر ہی آیا ہے -

قال رأیتُ عقبۃ ابن ابی معیط جاء الی النبی وھو یصلےؐ فوضع رداءہ فی عنقہ فخنقہ خنقا فجاء ابو بکر حتی دفعہ عنہ وقال اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم - بخاری

ابو بکر کا یہ حال دیکھکر کسی نے کہا یہہ کون ہے اس وقت حاضرین نے بہلائی نفر کے باعث

جواب دیا ھذا ابن قحافۃ المجنون یعنے یہ ابو بکر دیوانہ ہے۔

دوسرا واقعہ ابو بکر صدیق کی بیٹی اسمٰا سے منقول ہے کہ مشرک مسجد حرام مین بیٹھے ہوئے تہے اور باہم رسول خدا کا ذکر کرتے تہے اور جو کچھہ کہ آپ ان کے بتون کے حق مین کہتے اس کا بہی مذکور ہو رہا تہا کہ اسی اثنا رمین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین آئے اور لوگ آپ کیطرف اٹھے اور آپکا دستور تہا کہ کفار جو کچھہ پوچھتے اس کا جواب سچ سچ کہہ دیتے تہے انھون نے کہا کیا تم ہمارے معبودون کے حق مین یہ یہ باتین نہین کہتے ہو آپنے کہا ہان کہتا ہون - یہ سنتے ہی سب کے سب آپسے لپٹ گئے تب ایک شخص چلاتا ہوا ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے رفیق کی خبر لو - ابو بکر صدیق مسجد مین آئے تو دیکہا کہ لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہین - اس وقت آپ نے یہ آئیت پڑہی - (ترجمہ اس کا اوپر مذکور ہوچکا) کفار اس کے سنتے ہی رسول خدا کو چہوڑ کر ابو بکر پر پل پڑے اور ان کو مارنا شروع کیا - اس کے بعد ابو بکر گہر آئے اور کیفیت یہ تہی کہ سر کے بالون پر جدھر ہاتھہ رکہتے بال وہان سے ہاتھ کے ساتھہ گہسٹتی ہوئے چلے آتے اور وہ یہی کہے جاتے تہے اے خدا تو بزرگ اور بابرکت ہے۔

قالت کان المشرکون قعوداً فی المسجد فتذاکروا رسول اللہ وما یقول فی الھتہم فبینما ھم کذالک اذ دخل رسول اللہ المسجد فقاموا الیہ وکانوا اذا سألوہ عن شیٔ صدقہم فقالوا الست تقول فی الھتنا کذا وکذا قال بلی فتشبثوا بہ باجمعہم فاتی الصریخ الی ابی بکر فقیل لہ ادرک صاحبک فخرج ابو بکر حتے دخل المسجد فوجد رسول اللہ والناس مجتمعون علیہ فقال ویلکم اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم؂ - قالت فلھوا عن رسول اللہ صلعم واقبلوا علے ابی بکر یضربونہ قالت فرجع الینا فجعل لا یمس شیأ من غدائرہ الا جاء معہ وھو یقول تبارکت یاذا الجلال والاکرام۔ استیعاب

ان کے سوا ایک اہم اور خاص واقعہ رفاقت غار کا ہے جس کا بیان ترتیب سنین کے لحاظ سے صفحہ ۱۹ مین درج ہے۔

ہجرت حبشہ — **۵ نبوی** جب کفار مکہ کی سختیان رسول خدا کے اصحاب پر حد سے زیادہ ہوگئین اور آپ کو ان کے دیکہنے سے نہایت قلق گذرا تو آپنے بنوت کے پانچوین سال مین اپنے دوستون

؂ سیپارہ ۲۴ سورہ مومن آیت ۲۸ -

کو اجازت دی کہ ملک حبشہ کو چلے جائین کہ وہان کا بادشاہ عادل ہے اور اس کے زیر حکومت کوئی شخص کسی پر زیادتی نہین کرسکتا اور جبتک جناب باری سے کوئی صورت امن و آسایش کی نہ ہو تب تک وہین ٹھہرے رہین۔

حبشہ کا ملک افریقہ مین واقع ہے اور عرب کے لوگ سمندر سے پار ہو کر وہان جاتے ہین۔ آجکل یہ ملک ابی سینیا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتین کل پندرہ آدمی مخفی طور پر مکہ سے نکل کر حبشہ کو چلے گئے۔ ان مہاجرین مین سب سے پہلے ہجرت کرنے والے حضرت عثمان تھے جو اپنی بیوی رقیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ پھر اس کے تھوڑے عرصہ بعد کچھ اور لوگ جنہون نے قبول اسلام سے بڑی بڑی تکلیفین برداشت کی تھین ان سے جا ملے۔† ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مہاجرین حبشہ کی تعداد ابتدا سے لیکر ۸۸ مرد اور ۱۱ عورتون تک پہنچ گئی تھی۔ اور اس تعداد سے خوردسال بچے علیحدہ تھے۔

ہرچند اس ہجرت کی اجازت عام ہونے کے باعث بہت سے صحابہ حبشہ کو چلے گئے تھے اور ابو بکر صدیق کو جو ایذائین کفار مکہ کیطرف سے اسلام کی اشاعت اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت کے باعث پہنچ رہی تھین وہ بھی کچھ کم نہ تھین مگر ابو بکر صدیق کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ترک رفاقت کسی صورت سے گوارا نہ ہوئی اور حسب دستور سابق مکہ مین رہتے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بجالانے کو اپنے فخر کا باعث سمجھتے رہے۔

سنہ ۶ نبوی

حضرت حمزہ اور عمر فاروق رضہ کا اسلام لانا۔

مسلمانون کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ نبوت کے چھٹے سال مین یہ دو نو بزرگوار شرف اسلام سے بہرہ یاب ہوئے ان مین سے حضرت حمزہ خاندان بنی ہاشم کے ایک معزز رکن اور رشتہ مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا اور نہایت جری و جنگجو تھے۔ عمر فاروق خاندان بنی عدی کے نامور ممبر اور عرب جاہلیت مین

---

† کفار قریش کو عام مسلمانون سے اس درجہ عداوت ہوگئی تھی کہ اونہون نے ان مہاجرین کی مخالفت کیواسطے اپنے سفیرون کو بہت سے تحائف دیکر نجاشی والئے حبشہ کے پاس بھیجا۔ مگر ان کی شکایات پیش ہونے پر جو تقریر جعفر بن ابی طالب نے اسلام کے اصولون پر نجاشی کی اجازت سے بیان کی وہ ایسی موثر اور محققانہ تھی کہ نجاشی اسکو سنکر بہت خوش ہوا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر ناکام واپس آئے۔ ؛ مولف۔

مفاخرہ+ اور منافرہ کے باعث صاحب امتیاز اور ہیبت وصیانت رائے کے باعث ذی وقار تہے اور اسے پہلے اسلام اور رسول خدا کے سخت مخالف تہے۔ حضرت حمزہ تین دن پہلے اور حضرت عمر فاروق ان کے تین دن بعد ایمان لائے۔

مہاجرین حبشہ کے چلے جانے سے مسلمانان مکہ کی جماعت مین جو ایک گونہ کمی ہوگئی تہی حضرت حمزہؓ اور عمر فاروق کا اسلام انکی تلافی کا باعث ہوگیا اور مسلمانون کی حالت مین ایک نمایان انقلاب معلوم ہونے لگا۔ اب کوئی شخص رسول خدا کے پاس جانے اور ان کو ایذا پہنچانے کی جرات نہین کرسکتا تہا۔ حضرت حمزہؓ کی بہادری اور عمرؓ کی ہیبت سے لوگ خوف کہاتے تہے۔ اور مسلمان جو اس سے پیشتر گہرون مین چھپ کر عبادت کیا کرتے تہے اب کھلم کھلا کعبہ مین نماز پڑہنے لگ گئے۔ عمرؓ فاروق کے قبول اسلام تک ۳۹ مسلمان تہے اور ان کے شمول سے چالیس کی تعداد پوری ہوگئی۔

ابو طالب اور خدیجہ کی وفات۔

سنہ ۱۰ نبوی

حضرت حمزہ اور عمر فاروق کے قبول اسلام سے جس قدر تقویت مسلمانون کو ہوئی تہی افسوس کہ ابو طالب اور خدیجہ کی وفات نے اسی قدر اس کو مضمحل کردیا۔ نبوت کے دسوین سال مین پہلے ابو طالب اور پہر ان کے چند روز بعد بی بی خدیجہ فوت ہوئین۔ یہ دونون رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے حامی اور مددگار تہے

کفار قریش کو جو عداوت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے تہی وہ ابو طالب اور خدیجہ کی زندگی مین کچھ ایسی خطرناک نہ تہی مگر ان دونون کے انتقال کے بعد کفار کے حوصلے بڑھ گئے چنانچہ آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ابو بکر صدیق جو ہجرت حبشہ کے وقت مکہ مین بے فکر بیٹھے رہے تہے اب ان کو اور باقی ماندہ سب صحابہ کو مکہ کا چھوڑنا ضروری ہوگیا۔

+ منافرت اور مفاخرت خاندانی عزت کے مباحثہ کو کہتے ہین۔ مدعا اس مباحثہ کا یہ ہوتا تہا کہ دوسرے قبیلون کی بزدلی اور عیوب اور اپنی قوم کی بہادری و اوصاف اور حسب نسب کی بڑائیان بیان کیجاتی تہین۔ یہ رسم زمانہ جاہلیت مین عام تہی اور اس کے ذریعہ شعرا کو طبع آزمائی کا خوب موقع ملتا تہا۔ عرب جاہلیت کے ملکی مناصب جو اس سے پیشتر صفحہ ۴ مین درج ہو چکے ہین ان کے دیکہنے سے معلوم ہوگا کہ عمر فاروق کا خاندان قریش کے سامنے ایک خاص قعت کی نگاہ سے دیکہا جاتا تہا اور سفارت کا منصب انکے متعلق تہا۔ مولف۔

سنہ ۱۲ نبوی

تصدیق معراج

نبوت کے بارہوین سال جب رسول خدا صلعم کو معراج کا شرف حاصل ہوا تو عام لوگ اِس خبر کے سننے سے ڈگمگا گئے اور بعض دین سے منحرف ہوگئے مگر ابوبکر صدیق کے استقلال مین ذرہ فرق نہین آیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے۔ کہ اس شب کی صبح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین ابوجہل جو ایک معزز قریش اور اسلام کا سخت دشمن تھا وہان سے گذرا اور بتمسخر کے طور پر کہنے لگا کہ آج بھی کوئی نئی بات حاصل ہوئی ہے آپ نے کہا کہ ہان آج شب کو بیت المقدس اور وہان سے آسمانون تک مینے سفر کیا ہے۔ اس نے کہا کہ رات کو یہ سفر اور صبح مکہ مین۔ آپ نے کہا ہان ایسا ہی تھا ابوجہل نے یہ بات سن کر قریش کو پکارا۔ لوگ اکٹھے ہوئے تو تعجب کے طور پر آپ کی زبان سے یہ وقعہ ان کو سنوایا۔ بعض نے مانا اور بعض نے نہ مانا بعض نے تالیان پیٹنی شروع کین اور بعض نے حیران ہوکر سر پر ہاتھ رکھہ لیا۔ اور جو لوگ ضعیف الایمان تھے وہ دین سے منحرف ہوگئے اُس وقت چند اشخاص ابوبکر صدیق کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارا رفیق یون یون کہتا ہے۔ ابوبکر رضؓ نے کہا کہ اگر یہ بات رسول خدا نے کہی ہے تو سچ ہے اور جس

فمر به ابوجهل فقال له كالمستهزئ هل استفدت الليلة شيئا فقال نعم اسرے بی الليلة الى بيت المقدس قال ثم اصبحت بين ظهرانينا۔ فقال نعم۔ فخاف ان يخبر بذلك عنه فيجحده النبی فقال اتخبر قومك بذلك فقال نعم۔ فقال ابوجهل يا معشر بنی كعب بن لوی هلموا فاقبلوا نحو النبی۔ فمن بين مصدق ومكذب ومصفق وواضع يده على راسه وارتد الناس ممن كان امن به وصدقه۔ وسعى رجال من المشركين الى ابی بكر فقالوا ان صاحبك يزعم كذا وكذا۔ فقال ان قال ذلك فقد

٭ رسول خدا کا مکہ سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرنا قرآن مجید سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ ۱۵ سیپارہ مین فرماتا ہے سبحان الذی اسرے بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى (خدا پاک ہے جو راتون رات اپنے بندہ کو خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک لیگیا) مگر اس سیر کی کیفیت مین علمار اسلام کو باہم اختلاف ہے۔ ایک فریق اس امر کا معتقد ہے کہ یہ سیر روحانی بطور رویا کے تہا۔ اور دوسرا فریق اس امر کا قائل ہے کہ کل سیر جسمانی اور بیداری مین تہا جمہور اہل اسلام کا اتفاق اس پر ہے کہ جسمانی تہا ابن ہشام نے فریقین کے اقوال کو مفصل لکھا ہے۔ مؤلف

حال مین کہ مین انکی امر مین تصدیق کرتا ہون کہ آسمان سے صبح و شام ان کو خبر آتی ہے تو میرے لئے یہ کوئی عجیب خبر نہین -

صدق - انی لاصدقہ بما ہو ابعد من ذلک اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ وروحۃ - ابن اثیر

ہجرت ابو بکر

سنہ ۱۳ نبوی

ابو بکر صدیق قبول اسلام سے بارہ سال تک رسول خدا کے پاس مکہ مین حاضر رہے ہر چند اس عرصہ مین کئی قسم کی تکالیف پیش آئین مگر ان کے استقلال مین اس سے کوئی گھبراہٹ نہین واقع ہوئی - آخر کار جب کفار کی روز افزون عداوت کے باعث آزادی کے ساتھ فرایض مذہبی کے ادا کرنے مین دقت معلوم ہوئی تو نبوت کے تیرہوین سال یہ بھی ہجرت کے ارادہ پر حبشہ کو روانہ ہوئے - امام بخاری نے باب الہجرۃ مین اس قصہ کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے - خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ابو بکر حبشہ کو جا رہے تھے کہ مقام برک الغماد پر قبیلۂ قارہ کا رئیس ابن دغنہ ان کو ملگیا اور پوچھنے لگا کہ تم کہان جاتے ہو - انہون نے قریش کے تشدد سے ترک مکہ کا ماجرا بیان کیا اور یہ کہا کہ اب مین دنیا مین پھر کر آزادی کے ساتھ خدا کی عبادت کرنا چاہتا ہون - ابن دغنہ چونکہ ان کی فیاضی اور مہمان نوازی سے واقف تھا اس ارادہ سے مانع ہوا اور کہنے لگا کہ تم شہر کو واپس چلو اور وہین خدا کی عبادت کرو مین تمہاری حفاظت کا ذمہ وار ہون - ابو بکر اس کے ساتھ واپس آئے - ابن دغنہ شرفاء قریش کے پاس گیا اور ابو بکر کے اوصاف کو ان الفاظ سے بیان کرنا شروع کیا -

ابو بکر ایسا شخص نہین ہے کہ وطن سے از خود نکل جائے یا نکلنے پر مجبور کیا جائے وہ روپیہ کما کر محتاجون کو دیتا ہے اقربا سے صلہ رحمی کرتا ہے درماندون کا بوجھ بٹاتا ہے مہمانون کی میزبانی کرتا ہے اور مصائب مین مدد دیتا ہے

ان ابا بکر لا یخرج ولا یخرج اتخرجون رجلا یکسب المعدم ویصل الرحم ویحمل الکل ویقری الضیف ویعین علی نوائب الحق - بخاری باب الہجرۃ

قریش نے ابن دغنہ کی پناہ دہی کو تسلیم کر کے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ ابو بکر اپنے گھر مین خدا کی پرستش کرے اور وہین نماز پڑھا کرے بلند آواز سے نہ پڑھے کہ ہمکو اپنی عورتون اور بچون کے فتنہ مین پڑنے کا اندیشہ ہے - ابن دغنہ نے یہ سارا قصہ ابو بکر کو جا کر سنا دیا ابو بکر چند روز تک تو ایسا کرتے رہے مگر پھر صبر نہ کر سکے اپنے گھر کے صحن مین ایک مسجد بنائی

اور اس مین نماز اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا - قریش کی عورتین اور بچے حیب ابوبکر کے پڑھنے کی آواز سُنتے ان کے پاس جاکر اکٹھے ہو جاتے اور حیران ہوتے - ابوبکر کا یہ حال تھا کہ وہ رقیق القلب اور کثیر البکا آدمی تھا جب قرآن پڑھتا بے اختیار اس کی آنکھون سے آنسو بہنے شروع ہو جاتے - قریش نے اس خبر سے گھبرا کر ابن دغنہ سے فریاد کی - اس نے ابوبکر سے کہا کہ تم اپنے عہد سے پھر گئے اور قریش میری ذمہ واری کو واپس کرنا چاہتے ہین - پس یا تو قریش کی شرط پر رضامند ہو جاؤ یا میری حفاظت کو واپس کرو - ابوبکر نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ خدا کا ذکر تو مین ترک نہین کر سکتا البتہ تمہاری ذمہ واری واپس کرتا ہون اور مجھے خدا و رسول کی ذمہ واری مین رہنا پسند ہے -

کان ابوبکر رجلا بکاءً لا یملک عینیہ اذا قرء القرآن (بخاری)

انی اراد الیک جوارک وارضی بجوار اللہ - بخاری باب ہجرۃ -

رفاقت غار اور ہجرت مدینہ — سنہ ۱۳ نبوی

ابوبکر صدیقؓ کی زندگی مین سب سے بڑا اور مشہور واقعہ رفاقت غار کا ہے جو مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے زمانہ مین واقع ہوا - صحابہ کرام بارہ برس سے کفار مکہ کی تکالیف برداشت کر رہے تھے - اس عرصہ مین کچھ صحابہ حبشہ کی جانب بھی ہجرت کر کے چلے گئے - ادھر ابوطالب کی زندگی مین جس قدر امن کی صورت رسول خداؐ کی ذات کے واسطے تھی ان کی وفات سے وہ بھی جاتی رہی تھی - رسول کریم اس حالت بے کسی اور ہجوم مصائب مین امداد غیبی کے منتظر تھے کہ تیرہویں سال نبوت مین یک بیک اہل مدینہ کے قبول اسلام اور اظہار اطاعت اور وعدہ رفاقت سے آپ کو تسلی کی صورت ہوئی - تب آپ نے مکہ سے ہجرت کا مصمم ارادہ کر کے اپنے اصحاب باوفا کو مدینہ٭ مین چلے جانے کی اجازت دی -

٭ مدینہ کو دار الہجرت قرار دینے کی یہ وجہ ہوئی تھی کہ سال ۱۱ سال کے وعظ و نصیحت سے جب مکہ والون پر کچھ اثر نہ ہوا اور طائف مین بنی ثقیف کیطرف سے بھی کوئی صورت قبول اسلام کی نظر نہ آئی تو رسول کریم نبوت کے گیارہوین سال اس فکر مین ہوئے کہ حج کے زمانہ مین غیر ملک کے لوگون کو دین اسلام کی تلقین کرین - چنانچہ اس سال مین مدینہ کے چند اشخاص جو حج کو آئے ہوئے تھے ان مین سے چھ آدمی آپکے مواعظ سن کر نور اسلام سے بہرہ یاب ہوئے اور وطن مین پہنچ کر پیغمبر خدا کی تعلیم کا ذکر کیا یہ حال دیکھکر

تمام صحابہ نوبت بہ نوبت روانہ ہونے شروع ہو گئے اور
جو لوگ ملک حبش کو ہجرت کر گئے تھے وہ بھی اس خبر کو
سنکر مدینہ کی جانب عازم ہوئے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم مکہ مین اجازت ہجرت کے منتظر تہے اس وقت
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس علی مرتضے اور ابوبکر
صدیق کے سوا اور کوئی نہ تہا ابوبکر اکثر اوقات ہجرت
کی اجازت طلب کرتے تہے مگر رسول خدا یہی
کہتے تہے کہ جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالے تمہارا کوئی
رفیق بنا دے تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپکے
ہمراہ ہونے کی امید ہوئی۔

فهاجر من هاجر قبل المدينة
ورجع عامة من كان هاجر بارض
الحبشة الى المدينة - بخاري -
لم يتخلف معه بمكة احد من المهاجرين
الا من حبس او فتن الا علي ابن
ابي طالب وابو بكر ابن ابي قحافة وكان ابو بكر
كثيرا ما يستاذن رسول الله في الهجرة
فيقول له رسول الله لا تعجل لعل الله يجعل
لك صاحبا فيطمع ابو بكر ان يكونه
ابن هشام

صحابہ کو مدینہ کیطرف ہجرت کرتے ہوئے دیکھکر قریش کے دلون مین کھٹکا پیدا ہوا اور
یہ سمجھے کہ پہلے مکہ کے لوگ تنہا تہے اب اہل مدینہ ان کے شامل ہو گئے ہین مبادا مکہ کے مہاجر اور
مدینہ کے انصار ملکر ہمپر حملہ کرین اور سابقہ تکالیف کا بدلہ لین اس واسطے اکابر قریش نے ایک

چند اور طبایع بہی ادہر متوجہ ہوئین - چنانچہ اگلے سال ان نومسلمون مین سے پانچ اشخاص پہر حج کو آئے
تو اوس اور خزرج کی طرف سے سات آدمیون کو بطور وکیل کے ہمراہ لائے اور یہ بہی مشرف باسلام ہوئے -
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مکتوم اور مصعب بن عمیر کو قران مجید اور ارکان اسلام کی تعلیم
کے واسطے ان لوگون کے ہمراہ بہیجدیا - ان دو برسون مین جو خوبیان دین اسلام کی اہل مدینہ کو معلوم ہوئی
تہین نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ تیرہوین سال مین جب مدینہ کے لوگ حج کو آئے تو ایکدم ۷۳ مرد اور ۲ عورتون نے
آپ سے بیعت کے بعد التجا کی کہ اگر آپ اور آپ کے اصحاب ہمارے شہر مین چلین تو ہم اپنے ہتیارون سے
آپ کی اور آپ کے اصحاب کی حفاظت ویسی ہی کرینگے جیسی کہ اپنی اولاد اور ازواج کی کرتے ہین
اہل مکہ کی تکالیف کا حال اور قساوت قلب کی کیفیت تو آپ تیرہ برس سے دیکھہ رہے تہے
اب مدینہ والون کی جو یہ حسن عقیدت دیکھی تو آپ کو مکہ سے مدینہ جانے پر توجہ ہوئی - پس مدینہ
والون کی بیعت گویا اس ہجرت کی بنیاد تہی - مولف -

کیٹی رسول خدا کے برخلاف دار ندوہ میں کی اور بہت مباحثہ کے بعد رسول خدا کے قتل کی تجویز قرار پائی - ادہر رسول خدا کو بہی اس واقعہ کی اطلاع اور مکہ سے ہجرت کرنے کی اجازت ہوگئی رسول خدا بتیاری ہجرت کے ارادہ سے دوپہر کے وقت ابو بکر صدیق کے مکان پر گئے

ہجرت کی اجازت ہونے اور ان کی رفاقت مین مدینہ کو سفر کرنے کا اظہار فرمایا - ابو بکر صدیق اپنی معیت کا حال سن کر بہت خوش ہوئے یہان تک کہ فرط

قال رسول اللہ صلعم فانی اذن لی فی الخروج فقال ابوبکر الصحابۃ یا رسول اللہ قال نعم - بخاری باب الہجرۃ

خوشی سے ان کے آنسو جاری ہوگئے - پہر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مینے دو اونٹنیان پہلے سے مہیا کر رکہی ہین - اس پر دونو صاحبون نے عبد اللہ بن اریقط کو جو عرب کے مشرکین سے تہا رہنمائی کے واسطے اجورہ دار مقرر کیا اور دونو اونٹنیان اس کے سپرد کین کہ تین راتون کے بعد ان کو غار ثور پر لے آئے جو مکہ سے دکہن کی جانب ڈہائی کوس کے فاصلہ پر ہے اور اس قرارداد کے بعد رسول خدا اپنے مکان پر تشریف لے گئے -

رات کے وقت جب قریش کے چند نوجوان دار ندوہ کی تجویز کے موافق رسول خدا کے دولت خانہ کے گرد مجتمع ہوئے اور وقت کا انتظار کرنے لگے تو رسول خدا نے علے مرتضی کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود چپکے سے نکل کر ابو بکر صدیق کے گہر جا پہنچے - ابو بکر صدیق کی بیٹی عائشہ

کا بیان ہے کہ ہمنے ان دونون کے واسطے سامان سفر تیار کیا اور توشہ دان مین زاد راہ رکہدیا اسماء بنت ابو بکر نے اپنے کمربند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر کا منہ تیار کیا پہر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رض دونون جبل ثور کی غار مین جا پہنچے -

قالت عائشۃ فجہزناہما احث الجہاز وصنعنا لہما سفرۃ فی جراب فقطعت اسماء بنت ابی بکر قطیعۃ من نطاقہا فربطت بہ فم الجراب - ثم لحق رسول اللہ وابو بکر بغار فی جبل ثور - بخاری

ابو بکر کا غار کی دیکہ بہال کرنا

امام فخر الدین رازی نے لکہا ہے کہ جب رسول خدا اور ابو بکر صدیق غار کے دروازہ پر پہونچے تو پہلے ابو بکر صدیق غار مین داخل ہوئے تاکہ اسکی جانچ پڑتال کرین - رسول خدا نے کہا کیا کرتے ہو -

فلما وصلا الغار دخل ابو بکر الغار اولا یلتمس ما فی الغار - فقال

+ دار ندوہ مکہ مین ایک مکان تہا جس مین قریش مشورہ کیواسطے جمع ہوا کرتے تہے - مولف -

جواب دیا کہ غارون مین کیڑے مکوڑے اور درندے اکثر ہوا کرتے ہین - سو اگر کوئی ایسا جانور ہو تو اسکا اثر مجھہ تک پہونچے اور آپ بچ رہین -

لہ النبی مالک - فقال الغار ان مأوی السباع والھوام فان کان فیہ شئ کان بی لا لک - تفسیر کبیر جلد ۴

کفار کا غار تک پہنچ جانا

صبح کے وقت جب قریش کو معلوم ہوا کہ قاتل ناکام پھر آئے اور رسول خدا بچ کر نکل گئے تو انہون نے آپ کے سر مبارک پر انعام مقرر کر کے چارون طرف سوار دوڑائے یہ لوگ ایک دو مرتبہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے اس قدر قریب آ گئے تھے کہ ابوبکر صدیق رضہ نے ان کو دیکھ لیا اور رسول خدا سے کہا کہ اگر ایک انہین سے اپنے پانون کیطرف دیکھے تو ہمکو دیکھ لیگا رسول کریم نے فرمایا کہ ابوبکر ان دو آدمیون کے ساتھہ تیرا کیا گمان ہے جن کا تیسرا خدا ہو -

لو ان احدھم نظر تحت قدمیہ لابصرنا - فقال ما ظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثھما - بخاری باب المناقب

اقامت غار کی کیفیت

ایام اقامت غار مین کفار قریش کی کارروائیون کی خبر رسانی اور دیگر معاملات کے واسطے ابوبکر صدیق نے جو انتظام کر رکھا تھا امام بخاری نے اُس کی نسبت لکھا ہے

رسول خدا اور ابوبکر تین رات تک غار مین چھپے رہے عبداللہ ابن ابی بکر رات کے وقت آپ کے پاس رہتا تھا - اور آخر شب کو آپ سے رخصت ہو کر بوقت صبح قریش سے مکہ مین جا ملتا اور جو خیالات ان سے سنتا شام کے وقت جبکہ اندھیرا ہوتا - رسول خدا کو آ کر سنا دیتا - عامر بن فہیرہ ابوبکر کی دودھیل بکریان وہان چرایا کرتا تھا اور عشار کے وقت غار مین پہنچا آتا تھا رات کے وقت دونو ان کا دودھ پیتے رہتے یہان تک اخیر رات کو عامر آواز دیتا اور تین رات تک یہی کرتا رہا -

اس عرصہ مین کفار قریش کی تلاش کا کھٹکا

فکمنا فیہ ثلث لیال یبیت عندھما عبداللہ ابن ابی بکر - فیدلج من عندھما بسحر فیصبح مع قریش بمکۃ کبائت فلا یسمع امرا یکتادان بہ الا وعاہ حتے یاتیھما بخبر ذلک حین تختلط الظلام فیرعی علیھما عامر بن فہیرۃ مولی ابی بکر منحۃ من غنم فیریحھا علیھما حین تذھب ساعۃ من العشاء فیبیتان فی رسل وھو لبن منحتھما ورضیفھما حتی ینعق بھا عامر بن فہیرۃ بغلس یفعل ذلک

کم ہوگیا اور تیسرے دن عبد ابن اریقط اونٹنیان | فی کل لیلۃ من تلک اللیالی الثلث (بخاری)

لیکر بہی آگیا - تب ایک اونٹنی پر رسول خدا اور ابو بکر رض آگے پیچہے سوار ہوے اور دوسری اونٹنی

پر عبد اللہ اور عامر اور سب ملکر مدینہ کو روانہ ہوے - امام بخاری نے اس سفر کی یہ کیفیت لکہی ہے -

ابو بکر بڈہا تہا اور آمد رفت تجارت کے باعث اس کو ہر ایک شخص پہچانتا تہا اور رسول خدا نوجوان تہے اور عدم آمد رفت تجارت کے باعث پہچانے نہین جاتے تہے - پس جو شخص ابو بکر سے ملتا اور پوچہتا کہ تمہارے آگے کون ہے تو جواب دیتے کہ یہ میرا رہنما ہے - لوگ اس سے رستہ دکہانیوالا مراد

ابو بکر شیخ یعرف ونبی اللہ شاب لایعرف فیلقی الرجل ابا بکر فیقول یا ابا بکر من ھذا الرجل الذی بین یدیک فیقول ھذا الرجل یھدینی الطریق فیحسب الحاسب انہ انما یعنی بالطریق وانما یعنی سبیل الخیر (بخاری)

سمجہتے تہے اور ابو بکر کی مراد نیکی کا رہنما ہوتی تہی - غرض اس تدبیر سے منزل بمنزل کوچ کرتے ہوے مدینہ مین جا داخل ہوئے -

رفاقت غار کا ذکر قرآن مجید مین

رسول خدا کا مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے اور ابو بکر صدیق کا غار مین آپ کے رفیق ہونے کا جو واقعہ مذکور ہوچکا ہے اس کا مختصر ذکر قرآن مجید مین بہی آیا ہے چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے -

اگر تم لوگ پیغمبر کی مدد نہ کروگے تو کچہہ پروا نہین خدا اس کی مدد اس وقت مین کرچکا ہے جب کافرون نے اس کو مکہ سے نکالا تو صرف دو آدمی اور انہین دوسرا پیغمبر تہا اور وہ دونو غار مین تہے اس وقت

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ✢

پیغمبر نے اپنے ساتہی کو کہا کچہہ فکر نہ کر وبیشک اللہ ہمارے ساتہہ ہے

ہرچند اس آیت مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نہین دیا گیا مگر غار کے جو واقعات اس مین درج ہین وہ بہت صفائی سے بتلا رہے ہین کہ رفیق غار کا اشارہ ابو بکر صدیق کیطرف ہے امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے سیاق اور سباق پر استدلال کر کے چند عجیب نتیجے نکالے ہین جو انصاف پسند طبائع کی غور اور فکر کے لائق ہین -

✢ سیپارہ ١٠ سورۂ توبہ آیت ٤٠ -

(۱) جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے خوف قتل سے غار کی جانب روانہ ہوئے تو اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سچے اور پکے ایماندار ہونے کا آپ کو قطعی یقین نہ ہوتا تو آپ ان کو اس خوفناک سفر مین ہرگز اپنے ہمراہ نہ لیجاتے۔

(۲) یہ ہجرت باری تعالے کی اجازت سے ہوئی تھی اور ہجرت سے پیشتر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین مخلصین کی ایک جماعت موجود تھی جو نسب مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زیادہ قریب تھی پس اگر خدا کی طرف سے اس موقعہ پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے جانے کی اجازت نہوتی تو ظاہر ہے کہ آپ ایسے خوفناک واقعہ مین ان کو ہمراہ نہ لیجاتے۔

(۳) اللہ تعالے نے ابوبکر کو رسول کریم کا صاحب اور رفیق بیان کیا۔

(۴) اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مین جو معیت واقعہ ہوئی ہے وہ خدا کی حفاظت۔ نصرۃ نگہبانی اور اعانت کی ہے اور رسول کریم نے اس معیت مین اپنے آپ اور ابو بکر کو شریک ظاہر کیا۔

انه علیه السلام لما ذهب الی الغار لاجل انه کان یخاف الکفار من ان یقصدوا علی قتله فلولا انه علیه السلام کان قاطعا علی باطن ابی بکر بانه من المومنین المحققین الصادقین الصدیقین والا لما اصحبه فی ذلک الموضع۔ تفسیر کبیر جلد ۴

ان الهجرة کانت باذن الله تعالے وکان فی خدمة رسول الله جماعة من المخلصین وکانوا فی النسب الی شجرة رسول الله اقرب من ابی بکر فلولا ان الله تعالے امره بان یستصحب ابابکر فی تلک الواقعة الصعبة الهائلة والا لکان الظاهر ان لا یخصه بهذه الصحبة

تفسیر کبیر جلد ۴

انه تعالے وصف ابا بکر بکونه صاحبا للرسول۔ تفسیر کبیر جلد ۴

ان المراد من هذه المعیة (ان الله معنا) المعیة بالحفظ والنصرة والحراسة والمعونة۔ وبالجملة فالرسول علیه السلام شرک بین نفسه وبین ابی بکر فی هذه المعیة

موسے کی ہجرت سے مقابلہ جس طرح رسول کریم نے کفار مکہ کے تشدد سے ہجرت کی اسی طرح موسےٰ نے بھی فرعون بادشاہ مصر کی تکالیف سے اپنا وطن چھوڑ دیا تھا۔ اور جس طرح رسول

کریم کے رفیق راہ اس سفر مین ابو بکر صدیق تہے ویسے ہی موسےٰ کے ساتھ ہی ان کی قوم بنی اسرائیل تہی اور رسول کریم کی طرح موسے علیہ السلام کا بہی تعاقب کیا گیا تہا چنانچہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ پہر جب دونون جماعتین ایسی قریب ہوئین کہ ایک دوسرے کو دیکہنے لگین تو موسے علیہ السلام کے لوگ کہنے لگے کہ اب تو دشمن نے ہم کو آلیا۔ موسےٰ نے کہا ہرگز نہین کیونکہ میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور کوئی دم مین وہ مجہہ کو مخلصی کا راستہ دکہلائے گا۔

فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ سیپارہ ۱۹ سورۃ شعراء
قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ
سیپارہ ۱۹ سورۃ شعراء آیت ۶۲

اِن موقعون پر جو الفاظ دونون مقدس پیغمبرون کی زبان سے اللہ تعالے نے بیان کئے ہین علمائے محققین نے ان کا باہم مقابلہ کرکے یہ فرق نکالا ہے کہ موسے علیہ السلام نے اپنے رفقار کو كَلَّا سے مخاطب کیا جو عرب کے محاورہ مین زجر اور توبیخ کا لفظ ہی اور معیت الٰہی کو اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ مین صرف اپنے ساتھ بیان کیا۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کلام کو لَا تَحْزَنْ سے شروع کیا جو تسلی اور محبت کا لفظ ہے اور معیت الٰہی مین اپنے رفیق کو بہی شریک کیا اور کہا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

پس ان دونون آیات سے جس طرح رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی علوشان موسےٰ سے بڑہی ہوئی پائی جاتی ہے ویسے ہی ابو بکر صدیق کا مرتبہ بہی اصحاب موسےٰ سے فایق معلوم ہوتا ہی

باب (۳) سوم ۔ قیام مدینہ سے وفات رسول خدا تک

مدینہ کا دخول اور قیام

جب ابو بکر صدیق رسول خدا کے ہمراہ مدینہ مین پہنچے تو ربیع الاول کا مہینہ یوم دوشنبہ تہا اور ماہ مذکور کی پہلی یا دوسری یا بارہوین یا تیرہوین تاریخ تہی اور یہ واقعہ سنہ ہجری

٭ اس سے پیشتر جو واقعات درج ہوئے ہین وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ابتدائے سے بعثت شمار ہوتے تہے مگر اس کے بعد جو واقعات لکہے جائین گے ان کا حساب سنہ ہجری سے ہوگا آغاز رسول خدا کی ہجرت مکہ سے شروع ہوتا ہے جو سنہ ۶۲۲ء کے مطابق ہے مؤلف۔

کے پہلے سال مین شمار کیا گیا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر سنکر مدینے کے لوگ جوق جوق استقبال کے واسطے آئے اور آپ کو شہر مین لیگئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے محلہ قبا مین قیام فرمایا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محلہ سنخ مین حبیب بن لیساف خارجہ بن زید ابو بکر کی مہمانداری کے کفیل ہوئے۔

امام بخاری نے رسول کریم اور ابو بکر کے درمیان داخلہ مدینہ کے متعلق یہ عجیب سرگذشت لکھی ہے۔ رسول کریم ایک درخت کے سایہ مین چپ چاپ بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق لوگون سے بات چیت کرنیکے واسطے کہڑے ہوئے۔ انصار مین سے جس شخص نے رسول خدا کو پہلے نہین دیکھا تہا جب وہ آتا تو ابو بکر صدیق کے پاس ٹہر جاتا اتنے مین دہوپ رسول خدا کے سر پر آگئی اور ابو بکر صدیق نے چادر کا سایہ کیا تو اس وقت لوگ سمجھے کہ رسولؐ خدا یہ ہین۔ بخاری باب الہجرۃ

فقام ابو بکر للناس وجلس رسول اللہ صامتا فطفق من جاء من الانصار ممن لم یر رسول اللہ یحیی ابا بکر حتی اصابۃ الشمس رسول اللہ فاقبل ابو بکر حتی ظلل علیہ بردائہ نعرف الناس رسول اللہ عند ذلک

اہل وعیال کا مکہ سے آنا جب عبد اللہ بن اریقط مکہ کو واپس گیا اور ابو بکر صدیق کے بیٹے عبد اللہ کو اطلاع دی تو وہ مدینہ کو روانہ ہو لیا۔ اس سفر مین بی بی عایشہ (جنکی تہوڑے دنون بعد رسولؐ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی) اور اس کی مان اُم رومان عبد اللہ کے ہمراہ تہی اُنکے پہنچنے پر ابو بکر صدیق نے محلہ سُنخ مین مستقل سکونت اختیار کر لی تہی۔ ابن خلدون

مسلمانون کی امداد منجملہ چالیس ہزار درم کے جو قبول اسلام کے وقت ابو بکر صدیق کے پاس تہے مدینہ کے آنے پر صرف پانچہزار باقی رہ گئے تہے۔ یہ روپیہ اونہون نے غریب مسلمانون کی مہمانی اور اعانت مین صرف کرنا شروع کیا۔ اصحاب صفہ کے خورد ونوش مین جو فراخ حوصلگی ان کی طرف سے عمل مین آتی رہی اسکے تفصیلی حالات بخاری۔ (باب علامات النبوۃ) اور مسلم (باب الطعام) سے بخوبی معلوم ہوتے ہین۔ اصابہ ابن حجر

صحابہ مین بہائی چارہ اسی سال رسولؐ کریم نے مہاجرین اور انصار مین بہائی چارہ قایم کیا روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ ۴۵ مہاجر اور ۴۵ انصار یا دونو فریق سے پچاس پچاس

آدمی منتخب ہوئے۔ اور رسول کریم نے مسجد نبوی مین بیٹھ کر ان کا بہای چارہ قایم کیا۔ ان جوڑیوان مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خارجہ بن زید انصاری کے بہای بنائے گئے تھے اس کے علاوہ ایک بہای چارہ خاص مہاجرین مین کرایا گیا جس مین انصار کا کچھہ دخل نتہا اس موقعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضہ باہم بہای تجویز ہوئے تھے۔

ترمذی مین لکھا ہے کہ علے مرتضے رضی اللہ عنہ اس بہای چارہ سے رہ گئے تھے جب وہ آئے اپنا بہای تجویز نہ ہونے پر اظہار تاسف کیا تو رسول کریمؐ نے اپنا بہای چارہ ان سے قایم کیا اور فرمایا انت اخی فی الدنیا والاخرۃ۔

غزوات یعنے لڑائیان رسول کریم کے مدینہ مین داخل ہونیکے بعد آپ کی وفات تک جو گیارہ برس کا عرصہ گذرا ہے اسمین کفار مکہ اور عربکے یہود و نصاریٰ کے ساتھہ کئی مرتبہ لڑائیون کا اتفاق ہوا اور اس کے علاوہ بعض اور معاملات بہی پیش آئے جنمین ابوبکر صدیقؓ اور دیگر اولوالعزم صحابہ سب آپکے شریک اور جان نثار تھے۔ یہ لڑائیان صحابہ کرام کی مجموعی خدمتگذاریون کا ایک مرقع ہے جو مختلف الالوان نقش ونگار سے آراستہ دکھای دیتا ہے۔ کوئی تیغ دودستی سے کام لے رہا ہے کوئی حسن تدبیر سے مخالفین کا حوصلہ پست کر رہا ہے کوئی روپیہ کی مدد دے رہا ہے۔ غرض جو جس سے بن آیا اس کو لیکر اسلام کی تائید مین ہمہ تن مستعد نظر آتا ہے۔ ہمنے اسی بنیاد پر ہر ایک بزرگوار کی نمایان خدمات کو کسی حاشیہ کے بغیر اس کے حالات مین درج کر دیا ہے البتہ واقعات کے عام فہم ہونیکی غرض سے لڑائیون کی ابتدای کیفیت اور ان کے وجوہات کو بہی لکھدیا ہے ※

لڑائیون کی وجوہات لڑائیون کا ذکر کرنے سے پیشتر مختصراً اس امر کا بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے

※ ابو الفدا اسمعیل نے اپنی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مین لکھا ہے کہ رسول خدا کو ایام ہجرت سے زمانہ وفات تک کفار کے ساتھ ۱۹ یا ۲۶ یا ۲۷ لڑائیان لڑنے کا اتفاق ہوا مگر انمین سے قتال کی نوبت صرف نو لڑائیون مین پہنچی تہی جن کے یہ نام ہین۔ (۱) بدر (۲) احد (۳) خندق (۴) مصطلق (۵) قریظہ (۶) خیبر (۷) فتح مکہ (۸) حنین (۹) طایف اور سبسے آخری لڑائی تبوک کی تہی ان مین سے جنگ بدر نے مسلمانون کو کفار پر غالب کر دیا اور فتح مکہ نے تمام عرب پر مسلمانون کا سکہ بٹہا دیا۔ مولف

کہ کوئی ہوس ملک گیری ان لڑائیون کا باعث نہ تہی اور نہ مذہب اسلام کا بزور شمشیر پہیلانا ان سے مقصود تہا بلکہ ہر طرح پر اپنی حفاظت کرنا اور امن کا قایم رکہنا مد نظر تہا۔ جو مضامین اس کتاب کے باب دوم مین بیان ہو چکے ہین اگرچہ واقعات کا تہوڑا تہوڑا حصہ (بلحاظ تعلق کتاب ہذا) ہونیکے باعث کل معاملہ کی آگاہی کا باعث نہین ہو سکتے مگر پہر بہی جو کچہہ بیان کیا گیا ہے اس سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ کفار مکہ کو رسول خدا ؐ اور ان کے اصحاب سے کسقدر بغض اور عداوت تہی اور اس عداوت کے باعث کیا کیا تکلیفین اور اذیتین رسول خدا اور صحابہ کو انہون نے پہنچائی تہین ہر چند ایک مرتبہ صحابہ کی جماعت کثیر نے حبشہ کو ہجرت کی اور پہر دوسری مرتبہ باقیماندہ لوگ مدینہ کو ہجرت کر کے چلے آئے مگر کفار کا غصہ فرو نہ ہوا اور آخرکار وہ رسول کریم کی قتل کے درپے ہوئے اور مکہ سے نکل آنے پر بہی تلاش کی کوشش جاری رکہی۔ ان حالات مین رسول کریم کا ان کے ہاتہہ سے بچکر مدینہ مین مع رفقا کے آجانا اور یہان کے لوگون کا آپ کی مدد کرنا ان کی سخت ناگواری کا باعث ہوا۔ اور جو عداوت مہاجرین مکہ سے ان کو تہی وہ مدینہ کے انصار کے ساتہہ بہی ہو گئی اور سب سے بڑا خوف کفار مکہ کو یہ تہا کہ اگر مسلمان زیادہ قوی ہو جائینگے تو مکہ پر حملہ کرینگے۔ اسکے علاوہ مدینہ کے جو لوگ ایمان نہین لائے تہے وہ بہی انصار سے ناراض ہو گئے چنانچہ چند معزز لوگ مدینہ چہوڑ مکہ کو چلے گئے اور قریش سے جا ملے ایسی حالت مین رسول کریم مہاجرین اور انصار کو اپنی اور مدینہ کی حفاظت اور امن و امان قایم رکہنے کیواسطے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تہا کہ امور ذیل کو اختیار کرتے۔

(۱)۔ اس بات کی خبر رکہنا کہ قریش مکہ کیا کرتے ہین اور کس منصوبے مین ہین۔

(۲)۔ جو قومین کہ مدینہ مین یا مدینہ کے اردگرد رہتی تہین ان سے امن کا اور قریش کی مدد نہ کرنے کا معاہدہ کرنا اور عہد شکنی کی حالت مین ان سے مقابلہ کرنا۔

(۳)۔ جو مسلمان مکہ مین بہ مجبوری رہ گئے تہے اور موقع پاکر وہان سے بہاگ آنا چاہتے تہے ان کے بہاگ آنے پر جس قدر ہو سکے ان کی اعانت کرنا۔

(۴)۔ جو گروہ قریش کا مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کو نکلے یا کسی طرح پر احتمال ہو کہ وہ مدینہ پر آنے والا ہے تو ہتیارون سے اس کا مقابلہ کرنا۔

غزوات مابعد مین معلوم ہوگا کہ ہر لڑائی کے واسطے کوئی نہ کوئی وجہ ان امور چارگانہ سے ضرور تہی۔

سنہ ۲ ہجری

غزوہ بدر

یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ چشمہ بدر پر ہوئی تھی جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی صفرا کے قریب واقع ہے اور سمندر کا کنارہ وہان سے ایک رات بسے کا رستہ ہی اس کے ابتدائی وجوہات یہ ہین کہ رسول کریم نے رجب ۲ھ مین دس بارہ آدمیون کی ایک جماعت اپنے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جحش کی زیر کمان اس غرض سے بھیجی تھی کہ مکہ کے قریب جاکر قریش کی حرکات و سکنات کو دیکھین اور اُن کے ارادہ سے خبر دین۔ مقام نخلہ پر پہنچے ہوئے ان کو دو دن گزرے تھے کہ قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ طائف کا مال تجارت لئے ہوئے آپہنچا۔ عبداللہ اور ان کے ساتھیون نے برخلاف حکم ان پر حملہ کر دیا ایک آدمی مارا گیا اور دو گرفتار ہوئے۔ جب یہ لوگ لوٹ کا مال اور قیدیون کو ہمراہ لیکر مدینہ مین پہنچے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس کاروائی سے تاسف ہوا آپنے قیدیون کو چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا اپنے پاس سے دیدیا۔ مدعا یہ تھا کہ مکہ والون کو اشتعال نہ ہو مگر قریش کی طبائع مین جو اشتعال پہلے سے بھرا ہوا تھا وہ اس سے نہ رک سکا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنیکے ارادہ کو سخت تحریک ہوئی۔ اسی اثنا مین ان کو یہ خبر پہنچی کہ قریش کا قافلہ جو ابوسفیان بن حرب کے ساتھ شام سے مکہ کو آرہا تھا اور جسمین بہت سامال و اسباب تھا مسلمان اس پر حملہ کرنا چاہتے ہین۔ اگرچہ یہ خبر نفس الواقع صحیح نہ تھی مگر اس نے آگ پر تیل کا کام کیا اور قافلہ بچانے اور مدینہ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے جنگ کی تیاری شروع کی ادھر مدینہ مین بھی یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ قریش بڑی آمادگی کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہین اس واسطے رسول خدا بھی حفظ ماتقدم کے لحاظ سے جنگ کی فکر مین ہوئے مگر اس وقت یہ مشکل پیش آئی کہ مدینہ مین رہکر دشمنون کا مقابلہ نہین ہوسکتا تھا کیونکہ آپ اس شہر مین ابھی تازہ وارد مسافرون اور مہاجرون کی طرح پناہ گزین تھے اور گو بعض قبائل مسلمان بھی ہو گئے تھے مگر شہر کے مالک کفار تھے۔ جن کو قریش مکہ سے اگرچہ کسی قسم کی ہمدردی نہ ہو مگر کم از کم بیرونی حملہ سے شہر کی امن اور آسایش مین خلل واقع ہونے کا خیال تو ضرور ہوگا اس واسطے رسول کریم کو مناسب معلوم ہوا کہ مدینہ سے باہر جاکر قریش سے لڑائی کرین۔

اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنے کے لایق ہے کہ شام کا قافلہ جس کے ساتھ ابوسفیان تھا سمندر کے کنارہ ہوکر نکل گیا تھا اور بدر مین نہین آیا تھا۔ چنانچہ جب ابوجہل لوگون کو لیکر مکہ سے نکلا تو اس سے کہا گیا کہ قافلہ بچ کر چلا گیا ہے اب واپس چلنا چاہئے مگر اس نے نہ مانا اور بدستور لڑائی کے ارادہ پر قایم رہا۔

اس لڑائی مین قریش کی فوج ایک ہزار اور مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے۔ تاریخ اسلام مین یہ پہلی لڑائی ہے جو کفار کی طرف سے پوری تیاری کے ساتھ مسلمانون کی مقابلہ مین ہوئی اور جس مین مومنین کی قلت اور کفار کی کثرت کے باعث مسلمانون کی حالت معرض امتحان مین تھی۔ اس نازک موقعہ پر ابوبکر صدیق کو یہ امتیاز حاصل ہوا کہ لکڑیون کا ایک عریش (چھپر) جو صحابہ کرام نے سعد بن معاذ کی تجویز سے رسول خدا کی نشست کے واسطے بنایا تھا اسمین صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ہمنشین تھے ان کے سوا اور کوئی صحابی اسمین نہ تھا۔

معہ فیہ ابوبکر الصدیق لیس معہ فیہ غیرہ
ابن ہشام جلد اول

رسول کریم نے جب کفار کی شدت کا حال عریش پر سے معاینہ کیا تو کمال عجز اور زاری کے ساتھ جناب الٰہی مین سربسجود ہوکر دعا مانگنی شروع کی۔ آپ ابھی اس حالت مین تھے کہ ابوبکر صدیق نے پیچھے سے لپٹ کر عرض کی کہ بس کیجئے آپ کی اتنی دعا کافی ہے۔

صحیح مسلم مین اس واقعہ کی کیفیت یون بیان کی گئی ہے جنگ بدر کے دن رسول خدا نے کفار کو دیکھا تو وہ ایک ہزار اور آپکے اصحاب تین سو انیس تھے تب آپ نے قبلہ رخ ہوکر دونون ہاتھ پھیلائے اور پکار کر دعا کرنے لگے۔ بار خدایا جو وعدہ تونے مجھ سے کیا ہے اس کو پورا کر اگر مسلمانون کی یہ جماعت ہلاک ہوئی تو روئے زمین پر خدائے واحد کی پرستش نہ ہوگی۔ آپ ہاتھ پھیلائے ہوئے برابر

لما کان یوم بدر نظر رسول اللہ صلعم الی المشرکین وہم الف واصحابہ ثلثمائۃ وتسعۃ عشر رجلا۔ فاستقبل نبی اللہ القبلۃ ثم مد یدیہ فجعل یہتف بربہ اللہم انجز لی ما وعدتنی۔ اللہم ائت ما وعدتنی۔ اللہم ان تہلک ہذہ العصابۃ من اہل الاسلام لا تعبد فی الارض فما زال یہتف بربہ ماداً

یہی دعا کئے جاتے تھے کہ آپ کی چادر کندھون پر سے
گر پڑی - ابوبکر نے اس کو کندھون پر ڈالدیا
اور پیچھے سے لپٹ کر فرمانے لگے - حضور آپکی
اتنی دعا کافی ہے - اللہ تعالے نے جو وعدہ
آپ سے کیا ہے اس کو پورا کریگا اسوقت یہ آیت نازل
ہوئی (ترجمہ) یہ وقت تھا کہ تم اپنے پروردگار کے
آگے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی
اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتون سے تمہاری
مدد کرین گے -

يديه مستقبل القبلة حتى سقط
رداؤه عن منكبيه فاتاه ابو بكر فاخذ
رداءه فالقاه على منكبيه ثم التزمه
من وراءه قال يا نبي الله كفاك
مناشدتك ربك فانه سينجز لك
ما وعدك فانزل الله عز وجل اذ
تستغيثون ربكم فاستجاب لكم انى
ممدكم بالف من الملائكة مردفين
فامده الله بالملائكة صحيح مسلم باب الجهاد

آخر بڑے گھمسان کی لڑائی کے بعد مسلمانون کو پوری کامیابی ہوئی جیسا کہ علی مرتضی کی روایت
عمری مین مذکور ہے - ۷۰ آدمی قتل اور اسی قدر قیدی گرفتار ہو کر آئے ان کی رہائی
و سزادہی کے بارہ مین رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور
عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حضور یہ ہماری
برادری اور کنبہ کے لوگ ہین میری رائے یہ ہے کہ کچھ فدیہ لیکر انکو چھوڑ
دیا جائے تاکہ ہم مسلمانون کو کفار کے مقابلہ مین طاقت ہو
اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے ان لوگون کو اسلام کیطرف ہدایت کرے
عمر فاروق کی رائے ان کے برخلاف تھی انہون نے
کہا مین ابو بکر سے متفق نہین ہون میری رائے یہ ہے
کہ جو جسکا رشتہ دار ہے وہ اس کے حوالہ کیا جائے
تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کرے عقیل کو علی کے

يا نبي الله هم بنو العم والعشيرة ارى
ان تاخذ منهم فدية فتكون لنا قوة
على الكفار فعسى الله ان يهديهم للاسلام
ما ارى الذي رأى ابو بكر ولكني ارى صحيح مسلم باب الجهاد
ان تمكنا فنضرب اعناقهم فتمكن عليا من
عقيل فيضرب عنقه وتمكني من فلان نسيبا لعمر فاضرب
عنقه فان هؤلاء ائمة الكفر وصناديدها

حوالہ کیجئے وہ اس کی گردن کو اڑادے اور میرا فلان عزیز مجھے دیجئے کہ مین اس کو مار ڈالون کیونکہ
یہ لوگ کفر کے پیشرو ہین - رسول خدا نے ابو بکر اور عمر دونون کی رایون کو قابل وقعت سمجھ کر فرمایا
کہ عمر کی مثال انبیا مین سے نوح اور موسی کی ہے اور ابو بکر کی مثال ابراہیم اور عیسی علیہما السلام کے

نوح نے کہا اے پروردگار کسی کافر کو زمین پر پہر بنا ہیوا الامت
چہوڑ ۔ موسٰی نے کہا ای خدا انکے مالون کو مٹا دے اور انکے
دلون کو سخت کر کہ وہ ایمان نہ لائین گے جبتک عذاب
دردناک نہ دیکہہ لین ۔ ابراہیم نے کہا جو میرا تابع ہو وہ مجہہ سے
ہے اور جو نافرمانی کرے پس تو بیشک بڑا گناہ بخشنے والا
اور مہربان ہے عیسیٰ نے کہا اگر تو ان کو سزا دے تو
وہ تیرے بندے ہین اور اگر بخش دے تو زبردست
اور صاحب حکمت ہے ۔

قال نوح الرب لا تذر علی الارض
من الکفرین دیارا ۔ قال موسی
ربنا اطمس علی فواھهم واشدد علی
قلوبهم فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم
قال ابراهیم فمن تبعنی فانه منی ومن
عصانی فانك غفور الرحیم قال
عیسی ان تعذبهم فانهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت العزیز الحکیم

مگر عمل ابوبکر صدیق کی رائے پر کیا کہ اکثر مسلمان اسکی طرف مائل تہے ۔

غزوہ احد

یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ کوہ احد پر ہوی تہی جو مدینہ سے دو ڈہائی کوس کے فاصلہ
پر ہے ۔ قریش نے جنگ بدر مین جو شکست پائی تہی اس کا بدلہ لینے کی آگ ان کے دلون مین
بہڑک رہی تہی ۔ پس ابوسفیان تین ہزار سپاہ لیکر مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور مسلمانون
کی تعداد صرف سات سو تہی ۔ ابتدا مین علی مرتضی اور لشکر اسلام نے ایسی جرأت دکہائی کہ فتح کی
صورت ہو گئی اور قریب تہا کہ میدان جنگ کفار سے خالی ہو جاوے مگر اس اثنا مین ان تیراندازون
کی سوء تدبیری سے جو گہاٹی پر متعین تہے لشکر اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور جنگ کی صورت کچہہ سے
کچہہ ہو گئی اسکی تفصیل علی مرتضی کی سوانح عمری مین مذکور ہے ۔

صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس وقت رسول خدا کے پاس صرف سات انصار اور دو قریش
رہ گئے اور باقی سب صحابہ ادہر ادہر منتشر ہو گئے اور رسول کریم زخمی ہو کر ایک گڑہے مین گر گئے
اس حالت مین جب صحابہ کو پتہ لگا تو آپ کی طرف دوڑے ۔ جو لوگ آپ کی مدد کے واسطے
گڑہے پر پہنچے ان مین ابوبکر صدیق بہی شامل تہے ۔ ابن ہشام کا بیان ہے

جب مسلمانون نے رسول کریم کو پہچانا تو آپ کو اٹہایا اور آپ
ان کے ساتھ درہ کی جانب روانہ ہوے اس وقت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فلما عرفوا المسلمون رسول اللہ
نهضوا به ونهض معهم نحو الشعب
معه ابوبکر الصدیق وعمر ابن الخطاب

علی مرتضے رضی اللہ عنہ طلحہ بن عبید اللہ - زبیر بن العوام - حارث بن الصمہ اور مسلمانون کی ایک جماعت آپکے ساتھ ہتی -

وعلی بن ابی طالب وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن الصمۃ ورھط من المسلمین - ابن ہشام

خاتمہ جنگ کے بعد جب رسول کریم کو مدینہ مین پہنچنے پر لشکر کفار کی واپسی کا حال معلوم ہوا تو آپنے ان کے تعاقب کی تجویز کی - امام بخاری نے لکہا ہے کہ -

احد کے دن جب رسول خدا پر یہ مصائب گذرین اور مشرکین وہان سے لوٹے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لوگ پہر واپس آئین اس پر آپنے فرمایا کہ کون ان کے پیچہے جائیگا پس ستر آدمی تعاقب کے واسطے گئے جن مین ابو بکر اور زبیر شامل تہے -

لما اصاب نبی اللہ ما اصاب یوم احد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یذھب اثرھم فانتدب منہم سبعون رجلا کان فیہم ابو بکر والزبیر
بخاری باب للمغازی

سنہ ۵ ھ

غزوہ خندق اس لڑائی کا دوسرا نام جنگ احزاب ہے یہ خاص مدینہ مین ہوئی تہی اس لڑائی کے وجوہات یہ ہین کہ بنی نضیر کے یہودی جو سنہ ۴ ھ مین اپنی بد عہدی کے باعث جلاوطن کردیے گئے تہے انتقام پر امادہ ہوے اور ان کے چند سردار بنی وائل کے کئی رئیسون کو ساتھ لیکر مکہ مین پہنچے - اور ابو سفیان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابہارا - وہ چار ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر مکہ سے نکلا - راستہ مین غطفان کنانہ اور قبائل صحرائی کے لوگ اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے اور قریب دس ہزار کے مخالفین کا لشکر جمع ہوگیا - رسول کریم نے شہر کے باہر جا کر لڑنا خلاف احتیاط سمجہا اور مدینہ کے گرد خندق کہود کر مورچے باندہ لئے اس لڑائی مین فوج کا ایک دستہ ابو بکر صدیق کے زیر کمان تہا - جس کے ذریعہ انہون نے خندق کی ایک جانب کی خوب حفاظت کی - چنانچہ ایک مسجد ان کی یادگار مین ابتک وہان بنی ہوئی ہے آخر بڑے معرکہ کے بعد مسلمانون کو کامیابی ہوئی جس کے مفصل حالات علی مرتضے کی سوانح عمری مین مذکور ہین -

سنہ ۵ ھ

غزوہ مصطلق و قریظہ پہلی لڑائی بنی مصطلق کے ساتھ اور دوسری قریظہ کے ساتھ ہوئی تہی اور غزوہ مصطلق کا واقعہ بعض کے نزدیک غزوہ خندق سے پہلے کا ہے ان دونون

نوح نے کہا اے پروردگار کسی کافر کو زمین پر بسا ہوا مت چھوڑ۔ موسیٰ نے کہا ای خدا انکے مالون کو مٹا دے اور انکے دلون کو سخت کر کہ وہ ایمان نہ لائین گے جبتک عذاب دردناک نہ دیکھہ لین۔ ابراہیم نے کہا جو میرا تابع ہو وہ مجھہ سے ہے اور جو نافرمانی کرے پس تو بیشک بڑا گناہ بخشنے والا اور مہربان ہے عیسیٰ نے کہا اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے بندے ہین اور اگر بخش دے تو زبردست اور صاحب حکمت ہے۔	قال نوح رب لا تذر على الارض من الكفرين ديارا - قال موسى ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم قال ابراهيم فمن تبعني فانه مني ومن عصاني فانك غفور رحيم قال عيسى ان تعذبهم فانهم عبادك وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم

مگر عمل ابوبکر صدیق کی رائے پر کیا کہ اکثر مسلمان اسکی طرف مایل تہے۔

غزوۂ احد یہ لڑائی قریش مکہ کے ساتھ کوہ احد پر ہوی تہی جو مدینہ سے دو ڈہائی کوس کے فاصلہ پر ہے۔ قریش نے جنگ بدر مین جو شکست پائی تہی اس کا بدلہ لینے کی آگ ان کے دلونمین بہڑک رہی تہی۔ پس ابوسفیان تین ہزار سپاہ لیکر مدینہ پر حملہ کرنیکے واسطے روانہ ہوا اور مسلمانون کی تعداد صرف سات سو تہی۔ ابتدا مین علی مرتضیٰ اور لشکر اسلام نے ایسی جرأت دکہائی کہ فتح کی صورت ہوگئی اور قریب تھا کہ میدان جنگ کفار سے خالی ہوجاوے مگر اس اثنا مین ان تیراندازون کی سوء تدبیری سے جو گہاٹی پر متعین تہے لشکر اسلام کو بہت نقصان پہنچا اور جنگ کی صورت کچہہ سے کچہہ ہوگئی اسکی تفصیل علی مرتضیٰ کی سوانح عمری مین مذکور ہے۔

صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس وقت رسول خدا کے پاس صرف سات انصار اور دو قریش رہ گئے اور باقی سب صحابہ ادہر ادہر منتشر ہوگئے اور رسول کریم زخمی ہوکر ایک گڑہے مین گرے اس حالت مین جب صحابہ کو پتہ لگا تو آپ کی طرف دوڑے۔ جو لوگ آپ کی مدد کے واسطے گڑہے پر پہنچے اُن مین ابوبکر صدیق بہی شامل تہے۔ ابن ہشام کا بیان ہے

جب مسلمانون نے رسول کریم کو پہچانا تو آپ کو اٹہایا اور آپ اُن کے ساتھ درہ کی جانب روانہ ہوئے اس وقت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ	فلما عرف المسلمون رسول الله نهضوا به ونهض معهم نحو الشعب معه ابوبكر الصديق وعمر ابن الخطاب

علی مرتضے رضی اللہ عنہ طلحہ بن عبید اللہ - زبیر بن العوام - حارث بن الصمہ اور مسلمانون کی ایک جماعت آپکے ساتھ تہی -

وعلی بن ابی طالب وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر بن العوام والحارث بن الصمۃ ورھط من المسلمین - ابن ہشام

خاتمہ جنگ کے بعد جب رسول کریم کو مدینہ مین پہنچنے پر لشکر کفار کی واپسی کا حال معلوم ہوا تو آپنے ان کے تعاقب کی تجویز کی - امام بخاری نے لکہا ہے کہ -

احد کے دن جب رسول خدا پر یہ مصائب گذرین اور مشرکین وہان سے لوٹے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا یہ لوگ پہر واپس آئین اس پر آپنے فرمایا کہ کون ان کے پیچہے جائیگا پس ستر آدمی تعاقب کے واسطے گئے جن مین ابو بکر اور زبیر شامل تہے -

لما اصاب نبی اللہ ما اصاب یوم احد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یذہب اثرہم فانتدب منہم سبعون رجلا کان فیہم ابو بکر والزبیر
بخاری باب المغازی

سنہ ۵ ھ

غزوہ خندق

اس لڑائی کا دوسرا نام جنگ احزاب ہے یہ خاص مدینہ مین ہوئی تہی اس لڑائی کے وجوہات یہ ہین کہ بنی نضیر کے یہودی جو سنہ ۴ ھ مین اپنی بدعہدی کے باعث جلاوطن کردیے گئے تہے انتقام پر آمادہ ہوے اور ان کے چند سردار بنی وائل کے کئی رئیسون کو ساتھ لیکر مکہ مین پہنچے - اور ابو سفیان کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ابہارا - وہ چار ہزار آدمیون کو ہمراہ لیکر مکہ سے نکلا - راستہ مین غطفان کنانہ اور قبائل صحرائی کے لوگ اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے اور قریب دس ہزار کے مخالفین کا لشکر جمع ہوگیا - رسول کریم نے شہر کے باہر جاکر لڑنا خلاف احتیاط سمجہا اور مدینہ کے گرد خندق کہود کر مورچے باندہ لئے اس لڑائی مین فوج کا ایک دستہ ابو بکر صدیقؓ کے زیر کمان تہا - جس کے ذریعہ انہون نے خندق کی ایک جانب کی خوب حفاظت کی - چنانچہ ایک مسجد ان کی یادگار مین ابتک وہان بنی ہوئی ہے آخر بڑے معرکہ کے بعد مسلمانون کو کامیابی ہوئی جس کے مفصل حالات علی مرتضے کی سوانح عمری مین مذکور ہین -

سنہ ۵ ھ

غزوہ مصطلق و قریظہ

پہلی لڑائی بنی مصطلق کے ساتھ اور دوسری قریظہ کے ساتھ ہوئی تہی اور غزوہ مصطلق کا واقعہ بعض کے نزدیک غزوہ خندق سے پہلے کا ہے ان دونون

لڑائیون مین کوئی ایسا واقعہ پیش نہین آیا جس کو جنگ کی حیثیت سے ابوبکر صدیق کے ساتھ خاص علاقہ ہو

سنہ ۶ھ

صلح حدیبیہ

حدیبیہ ایک گانون کا نام ہے جو مکہ سے ایک پڑاؤ کی مسافت پر ہے - رسول خدا حج کے ارادہ سے مکہ کو آرہے تھے اور چودہ سو صحابی آپ کی ہمراہ تھا - جب حدیبیہ پر پہنچے تو قریش دخول مکہ سے مزاحم ہوے اور تفحص حالات کے واسطے عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بہیجا - اس نے رسول خدا کے سامنے کچھ بیباکانہ گفتگو شروع کی اور کہا - عرب کے اوباش فراہم ہوئے ہین اور تو ان کو اپنے کنبہ کی بربادی کیواسطے لایا ہے وہ ہی قریش ہین جو بال بچون اور عورتون سمیت نکلے ہین اور جنہون نے چیتون کی کہالین پہن لی ہین اور خدا سے عہد کیا ہے کہ تو جبرًا مکہ مین کبہی داخل نہین ہوسکیگا - خدا کی قسم مین تو ان اوباشون کو کل ہی تم سے علیحدہ ہوتے دیکہونگا

اجتمعت اوشاب الناس ثم جئت بهم الى بيضتك لتفضها بهم انها قريش قد خرجت معها العوذ المطافيل قد لبسوا جلود النمور يعاهدون الله لا تدخلها عليهم عنوة ابدًا - وايم الله لكأني بهؤلاء قد انكشفوا عنك غدا ابن هشام

ابوبکر صدیق اس تقریر کے سننے سے غضبناک ہوگئے اور جواب مین کہا تو لات کا بظر چوس کیا ہم رسول خدا کو چھوڑ کر بہاگ جائین گے - اُمصُص بظر اللات انحن ننکشف عنه

اگرچہ یہ فقرہ ایک گونہ خلاف تہذیب تہا مگر اس سے عروہ پر بڑا اثر ہوا اور مسلمانون کے جوش کو بہی ترقی ہوئی - اور نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی گرم جوشی کا حال جب عروہ نے واپس جا کر قریش سے بیان کیا تو ان کے دلون پر مسلمانون کی بہت کچھ ہیبت چہا گئی اور صلح پر آمادہ ہوگئے -

بیعت رضوان

صلح سے پیشتر - اتفاقیہ ایک ایسا معاملہ پیش آگیا تہا جس سے لڑائی کا احتمال غالب ہوگیا تہا تب رسول خدا نے ایک درخت کیکر کے تلے بیٹھ کر ثبات عزم اور ایفائی عہد کے واسطے صحابہ سے بیعت لی جو بیعت الرضوان کے نام سے مشہور ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بیعت مین شامل تھے - اس بیعت مین شریک ہونیوالون کی فضیلت قرآن مجید مین مذکور ہے اللہ تعالے فرماتا ہے -

ﺫ لات ایک بت کا نام ہے اور لات کا بظر چوسنا عرب کے محاورہ مین ایک قسم کی دشنام ہے - مولف -

اے پیغمبر جب مسلمان ایک کیکر کے درخت تلے تمہارے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کر رہے تہے خدا یہ حال دیکھکر ان مسلمانون سے خوش ہوا اور اس نے انکی دلی عقیدت کو جان لیا اور انکو اطمینان قلب عنایت کیا اور اس کے بدلہ مین ان پر سر دست فتح دی۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا۔ سیپارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۸

سنہ ۷ ھ

غزوہ خیبر یہ لڑائی خیبر مین ہوی تہی جو مدینہ سے آٹھ پڑاؤ شام کیطرف ہے۔ اہل خیبر جن مین وہ تمام یہودی بہی جا ملے تہے جو مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تہے ہمیشہ مسلمانون سے لڑنے کی تیاریان کرتے تہے اور انہون نے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف* کر لیا تہا اور اپنے قلعون کی مضبوطی پر جو شمار مین دس تہے بہت نازان تہے۔ جب ان لوگون کی آمادگی جنگ نے زیادہ شہرت پائی تو رسول خدا نے اس فساد کے مٹانے کا ارادہ کیا اور مدینہ سے چڑہائی کی ابو بکر صدیق ایک روز فوج لیکر مقابلہ کے واسطے گئے تہے مگر بلا فتح واپس آئے۔ اس لڑائی کے مفصل حالات علی مرتضیٰ کی سوانح عمری مین مذکور ہین۔

سنہ ۸ ھ

فتح مکہ حدیبیہ مین جو صلح قرار پائی تہی اس کے شرائط مین ایک یہ امر بہی تھا کہ جو قومین چاہین اس معاہدہ مین رسول کریمؐ کے ساتھ شامل ہو جائین اور جو قومین چاہین قریش کے معاہدہ مین داخل ہو جائین چنانچہ بنو خزاعہ رسول کریمؐ کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ معاہدہ مین شریک ہوئے مگر پورے دو برس بہی نہ گذرے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ساتھ اپنی پرانی عداوت موقوف شدہ کو پہر تازہ کیا اور قریش مکہ نے برخلاف شرائط معاہدہ ہتھیار بھیجنے سے بنو بکر کی مدد کی اور بعض سرداران قریش خود بہی بہ تبدیل لباس اُن کے شریک ہو گئے۔ اور ان سب نے ملکر بنو خزاعہ کے بہت سے لوگون کو قتل کیا اور بے انتہا زیادتی کی جب نوبت یہان تک پہنچ گئی تو بنو خزاعہ نے لاچار ہو کر رسول کریمؐ سے مدد کی درخواست کی پس قریش کی عہد شکنی کے باعث مکہ پر چڑہائی کی تجویز قرار پائی دس ہزار آدمی رسول کریمؐ کے ہمراہ تہا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے اور عورات کو دیکھا کہ گہوڑون کے منہ پر سے اڑ رہیون کے ساتھ گرد و غبار پونچھ رہی ہین تو آپنے ابو بکر صدیقؓ کی طرف دیکھ کر

* جب ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے حمایت کا معاہدہ کرتا تہا تو ایسے معاہد کو حلیف کہتے تہے۔ مولف

فرمایا کہ حسان بن ثابت نے جو شعر اس موقعہ کے متعلق کہے تھے وہ پڑھکر سناؤ۔ اس وقت آپنے یہ شعر پڑھکر سنائے میری سواریان ہلاک ہون اگر تم ان کو کدا کے انتہا پر غبار اڑاتے ہوئے نہ دیکھو وہ اونٹنیان باگون پر زور کرتی ہوئی چڑہ ہین گی اور ان کے کندہون پر خون کے پیاسے برچھے ہونگے ہمارے گہوڑے ایکدوسرے پر سبقت کرتے ہوئے آگے بڑہینگی اور عورتین اپنی اوڑہنیون سے ان کے موہنہ پونچہتی ہونگی (ان اشعار کے بعض لفظون مین نسخون کا اختلاف ہے موجودہ اشعار صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ہین) یہ اشعار سنکر آپنے فرمایا کہ جہان سے حسان نے کہا ہے وہین سے داخل ہونا چاہیئے۔

ثَکِلْتُ بُنَیَّتِی اِن لَم تَرَوْهَا
تُثِیرُ النَّقعَ غَایَتُهَا کَدَاءُ
یُبَارِینَ الاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ
عَلَی اَکتَافِهَا الاَسَلُ الظِّمَاءُ
تَظَلُّ جِیَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ
تُلَطِّمُهُنَّ بِالخُمُرِ النِّسَاءُ

اسی دن ابوبکر صدیق رض کے والد ابو قحافہ مشرف باسلام ہوئے کیفیت اسکی یہ ہے جب رسول کریم مکہ مین داخل ہوئے اور مسجد مین تشریف لائے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے والد ابو قحافہ کی ٹہیا پکڑے ہوئے لائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھکر فرمایا کہ اس بڈہے کو گہر مین رہنے دیا ہوتا کہ مین اسی جگہہ اس کے پاس آتا۔ ابوبکر نے عرض کی کہ حضور آپکے وہان تشریف لیجانے سے اس کا آپکے پاس آنا زیادہ مناسب ہے پس آپ نے ابو قحافہ کو اپنے سامنے بٹہایا اور ان کے سینہ پر اپنا ہاتھ پہیرا اور کہا مسلمان ہو جاؤ تب وہ اسلام لے آیا۔

فلما دخل رسول الله مكة دخل المسجد فاتى ابو بكر بابيه يقوده فلما راه رسول الله قال هلا تركت الشيخ في بيته حتى اكون انا اتيه فيه قال ابو بكر يا رسول الله هو احق ان يمشي اليك من ان تمشي انت اليه فاجلسه بين يديه ثم مسح صدره ثم قال اسلم فاسلم

ابن ہشام

نوٹ: اہل مکہ نے جو تکالیف رسول خدا اور مسلمانون کو دی تہین ان کے مقابلہ مین بانئے اسلام کی نرمی اور عفو کا اندازہ اس سے بخوبی ہو سکتا ہے جو صحیح مسلم مین لکھا ہے جب آپ مکہ مین داخل ہوئے تو آپنے منادی کرا دی (۱) جو شخص ابو سفیان کے گہر مین چلا جاوے (۲) جو شخص ہتیار ڈالدے (۳) جو شخص اپنے گہر کا دروازہ بند کرلے ان سب کے واسطے امن ہے اور صحابہ نے اس حکم کی تعمیل ویسی ہی عمدگی سے کی جیسی کہ ایک باتہذیب جماعت کو کرنی چاہیے۔ انتہی۔ مولف

؎ کدا مکہ کی ایک گہاٹی کا نام ہے۔

غزوہ حنین | حنین ایک وادی درمیان مکہ اور طائف کے ہے۔ فتح مکہ کے بعد قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے رسول کریم سے لڑائی کا ارادہ کیا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوئے۔ مسلمان بارہ ہزار اور کفار تعداد مین چار ہزار تھے مگر خدا کی قدرت کہ پہلے ہاتھ مسلمانون کو ہزیمت کی صورت ہوئی۔ اس سخت حالت مین صرف چند صحابہ رسول کریم کی ہمراہ ثابت قدم رہے تھے۔ ابن ہشام مین لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی بھی انہین تھے اسکا مفصل حال علی مرتضےٰ کی سوانح عمری مین مذکور ہے۔

غزوہ طائف | حنین سے واپس آکر رسول کریم صلعم نے طائف کی طرف کوچ کیا کیونکہ بنی ثقیف نے طائف کے قلعون مین جاکر پناہ لی تھی مگر اس لڑائی مین کوئی جنگی معاملہ خصوصیت سے ابوبکر صدیق رضی کے متعلق پیش نہین آیا۔

غزوہ تبوک | تبوک ایک قصبہ شام اور وادی القرار کے درمیان واقع ہے جو اس زمانہ مین ہرقل بادشاہ روم کے ماتحت تھا۔ رسول کریم صلعم کو یہ خبر ملی کہ رومیون نے شام مین بہت کثرت سے لوگ جمع کئے ہین اور ہرقل نے ایک برس کے خرچ کے لائق رسد ان کو دیدی ہے اور عیسائیون کے بہت سے قبیلے ان کے ساتھ شریک ہوگئے ہین اسوسطے رسول کریم صلعم نے فوج کشی کا حکم دیا جنگ تبوک اگرچہ ان لڑائیون مین شمار نہین ہوا جنمین نوبت بہ قتال پہنچی ہو مگر بعد مسافت شدت گرما اور تنگ حالی لشکر کے باعث تاریخ اسلام مین مشہور مانا گیا ہے اور یہہ آخری جنگ ہے جسمین رسول خدا اپنی ذات خاص سے شریک ہوئے تھے ابوبکر صدیق رضی اس معرکہ مین آپکے ہمرکاب اور علم بردار تھے تیاری جنگ سے پیشتر رسول خدا نے ذی ثروت صحابہ کو امداد لشکر کیواسطے بہت توجہ دلائی تھی۔ ترمذی مین لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی نے اس موقع پر اپنا کل مال امداد لشکر کیواسطے رسول خدا صلعم کی نذر کر دیا تھا عمر فاروق یہ واقعہ دیکھکر کہا کرتے تھے کہ مین ابوبکر صدیق پر کبھی سبقت نہین حاصل کرسکونگا

حج کی امارت | نوین سال رسول خدا صلعم نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا لیکن آپ سُن چکے تھے کہ عرب کے کفار عادات زمانہ جاہلیت کے مطابق ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کرتے ہین اس لئے آپنے ایسی حالت مین ان کے شامل ہو کر طواف کرنا پسند نہ کیا اور خود ارادہ حج ملتوی کرکے ابوبکر صدیق رضی کو امیر الحاج مقرر کیا۔ جب وہ روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ بیس اونٹ قربانی کے رسول خدا کی معہ عشرین بدنۃ لرسول اللہ

سنہ ۹ھ

طرف سے تہے اور پانچ اونٹ اپنی طرف سے اور
تین سو آدمی ہمراہ تہے - ابو بکر رضہ ابہی مقام ذوالحلیفہ
تک پہنچے تہے کہ آپنے علی مرتضی کو یہ حکم دیکر ان کے پیچہے روانہ
کیا کہ خانہ کعبہ مین جاکر سورہ برات کی چند آیتین مشرکین
کو سنائین - یہ حال دیکہکر ابو بکر وہین سے واپس ہوئے اور
رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول
اللہ میرے متعلق کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے آپ نے کہا
نہین مگر بات یہ ہے کہ احکام پہنچانے کا میرا ذمہ ہے
اگر مین نہون تو کوئی شخص جو میرا قریب ہو اس کو
ادا کرے - کیا تم اس فضیلت پر رضامند نہین ہو کر
تم غار مین میرے رفیق تہے اور حوض کوثر پر میرے

ولنفسه خمس بدنات وكان في
ثلثمائة رجل فلما كان بذي الحليفة
ارسل رسول الله في اثره عليًا وامره
بقراءة سورة براءة على المشركين - فعاد
ابو بكر وقال يا رسول الله انزل فيّ شيء
قال لا ولكن لا يبلغ عني الا انا او رجل
مني الا ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في
الغار وصاحبي على الحوض - قال بلى
فسار ابو بكر اميرا على الموسم فاقام للناس
الحج وحجت العرب الكفار على عادتهم
في الجاهلية - ابن اثير

ہمراہ ہوگے - ابو بکر صدیق رضہ نے کہا سچ ہے - پہر ابو بکر رضہ بدستور امیر حج ہوکر روانہ ہوگئے لوگون کو حج کرایا اور کفار نے
اپنی عادت زمانہ جاہلیت کے موافق حج کیا -

علی مرتضی نے قرآن مجید کے جو احکام اس موقعہ پر سنائے اسکا بیان ان کی سوانح عمری مین مذکور ہے
نیز وہ روایات جو ابو بکر رضہ کے پیچہے علی مرتضی کی بہیجے جانے اور تبلیغ آیات احکام کر ان کی سپرد ہونیکی
متعلق شاہ ولی اللہ صاحب نے امام احمد اور محمد ابن اسحاق کے حوالہ سے بہت وضاحت کے ساتھ
بیان کی ہین اس موقعہ پر درج ہونگی -

تنبیہ - اس قصہ سے حضرات اہل تشیع کا یہ قیاس ہے کہ علی مرتضی کی روانگی سے ابو بکر صدیق رضہ
کی معزولی مقصود تہی لکن واقعات تبلا رہے ہین کہ اس موقعہ پر دو کام تہے (۱) امارت حج جس کا
انصرام ابو بکر صدیق رضہ کے متعلق تہا (۲) تبلیغ احکام الہی مندرجہ سورہ براۃ جو علی مرتضی کی تفویض ہوا
تہا - پس دونون صاحبون نے اپنی اپنی خدمات رسول خدا کے حکم کے موافق پوری کین - دیکہو
ابن خلدون جلد دوم -

سنہ ۱۰ ھ

حجۃ الوداع — یہ حج رسول خدا کی زندگی مین سب سے آخری تہا اور اسیواسطے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہین

حبب رسول خدا مدینہ سے حج کے ارادہ پر روانہ ہوئے تو ابو بکر صدیقؓ اُس سفر مین آپ کی ہمراہ تہے اور دونون صاحبون کا سامان سواری اور بار برداری مشترک تہا شاہ ولی اللہ صاحب نے اسماء بنت ابو بکر کے حوالے سے لکہا ہے کہ جب ہم حج کے ارادہ پر روانہ ہوئے تو رسول کریم اور ابو بکر کی سواری اور سامان سفر یکجا تہا اس حج پر رسول کریم نے بہت سی مواعظ اور نصائح جو لوگون کو سنائے تہے وہ آپنے سب سنے۔

قالت خرجنا مع رسول اللہ صلعم حجاجا
وان زمالۃ رسول اللہ وزمالۃ ابی بکر ولعدہ حاکم

نماز کی امامت

گیارہوین سال رسول خدا کی طبیعت علیل ہوئی۔ اس علالت کے زمانہ مین آپنے ابو بکر کو حکم دیا کہ وہ مسلمانون کو نماز پڑہائین۔ نماز پڑہانے کی روائتین بخاری۔ موطا۔ ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی وغیرہ کتب حدیث مین بہت وضاحت سے درج ہین اس جگہہ بنظر اختصار صرف ایک حدیث لکہی جاتی ہے۔

امام بخاری نے ابو موسیٰ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول کریم بیمار ہوئے اور ان کے مرض مین شدت ہوئی تو فرمایا کہ ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑہائے عائشہ نے کہا وہ رقیق القلب آدمی ہے جب آپ کی جگہہ کہڑا ہوگا تو نماز نہین پڑہا سکے گا۔ تب آپنے کہا نہین ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑہائے انہون نے پہر اعادہ کیا تو رسول کریم نے سہ بارہ بہی وہی بات کہی اور فرمایا کہ تم تو یوسف علیہ السلام کے پاس بیٹہنے والیان ہو۔ پہر آپ نے ابو بکر کو بلوایا اور انہون نے آپ کی زندگی مین لوگون کو نماز پڑہائی۔

قال مرض النبیؐ فاشتد مرضہ فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس قالت عائشۃ انہ رجل رقیق اذا قام مقامک لم یستطع ان یُصلّی بالنّاس قال مری ابا بکر فلیصل بالناس فعادت فقال مری ابا بکر فلیُصلِّ فانّکنّ صواحب یوسف فاتاہ الرسول فصلی بالناس فی حیاۃ النبیؐ۔ بخاری باب الامامت

تنبیہ رسول خدا کے آخری زمانہ مین مسجد کی امامت ابو بکر صدیق کے متعلق رہنے سے لوگ یہ قیاس کرتے ہین کہ رسول خدا نے اپنے بعد ابو بکر کا خلیفہ ہونا مناسب سمجہا تہا۔ یہ مضمون خلافت کی بحث مین کسی قدر وضاحت سے بیان کیا گیا ہے دیکہو صفحہ ۵۵ و ۵۶۔

رسول خدا کی وفات پر استقلال

جب رسول خدا کا انتقال ہوا اور گہر والون کے رونے چلانے کی آوازین مسجد مین پہنچین تو صحابہ اس کے سننے سے بدحواس ہوگئے اور منافقون نے کہنا شروع

بی بی عائیشہ نے اُن کو خبر بھجوائی تو گھوڑے پر سوار
ہو کر آے پہلے مسجد مین گئے مگر کسی سے بات چیت
نہین کی پھر بی بی عائیشہ کے پاس گئے رسول کریم پر
اس وقت ایک چادر اڑاہائی ہوئی تھی اس کو چہرہ
پر سے اٹھا کر دیکھنے لگے جب معلوم ہوا کہ آپ کی روح نکل
چکی ہے تو جھک کر ماتھے کو چوما اور رو کر کہا کہ میرے
ماں باپ آپ پر قربان ہون آپ پر دو موتون کا
کبھی اجتماع نہ ہوگا جو موت آپ کے لئے مقرر تھی وہ پیش آگئی

ان عائشۃ اخبرتہ ان ابا بکر اقبل علی
فرس من مسکنہ بالسنح حتی نزل فدخل
المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی
عائیشۃ فتیمم رسول اللہ وھو مغشی بثوب
حبرۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ
فقبلہ وبکی ثم قال بابی انت و امی واللہ
لا یجمع اللہ علیک موتتین اما الموتۃ
التی کتبت علیک فقد متھا (بخاری باب مرض النبی)

اس کے بعد ابو بکر صدیق رضؓ مسجد مین آئے اور دیکھا کہ لوگون کا ہجوم ہو رہا ہے اور عمر فاروق رضی
اللہ عنہ بہت زور سے تقریر کر رہے ہین کہ رسول خدا فوت نہین ہوئے ۔ تاریخ ابو الفدا اور ابن اثیر
مین اس موقع کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جب رسول کریمؐ فوت ہوئے تو عمر فاروق رضؓ تلوار کھینچکر کھڑے
ہو گئے اور کہنے لگے ۔ منافقین گمان کرتے ہین کہ رسول خدا نے وفات پائی قسم بخدا آپ فوت
نہین ہوئے بلکہ حضرت عیسٰیؑ کی طرح آسمان پر تشریف لیگئے ہین ۔ خدا کی قسم رسول کریم بہت جلد
واپس آئینگے اور جو لوگ آپکی وفات کا دعوے کرتے ہین ان کے ہاتھ اور پاؤن کاٹ
ڈالینگے ۔ اگر کوئی شخص میرے سامنے یہ ذکر کریگا تو مین اُسکی گردن اُڑا دونگا ۔
باوجودیکہ اکابر صحابہ اس موقع پر موجود تھے مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ واقعہ کی اصلیت بیان
کر کے لوگون کے خیالات پاک سو کرتا ۔ تائید غیبی ابو بکر صدیق رضؓ کی مددگار ہوئی ۔ اور اُنہون
نے اس کے متعلق تقریر شروع کی ۔ امام بخاری نے لکھا ہے کہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی وفات کے متعلق وہی باتین کر رہے تھے آپ نے عمر
فاروق سے کہا کہ بیٹھ جاؤ انہون نے بیٹھنے سے انکار کیا
پھر لوگ عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہوئے اس پر ابو بکرؓ

ان ابا بکر خرج و عمر یکلم الناس فقال
اجلس یا عمر و ۔ فابی عمر ان یجلس
فاقبل الناس الیہ و ترکوا عمر
فقال ابو بکر اما بعد من کان منکم

نے حمد و نعت کے بعد یون تقریر کی - جو شخص محمد کی عبادت کرتا تھا سو محمد تو یقیناً مر چکے اور جو شخص خدا کی عبادت کرتا تھا وہ خدا زندہ ہے پھر یہ آیت پڑہی (ترجمہ) اور محمد اس سے بڑہکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور بس - ان سے پہلے اور بہی رسول ہو گذرے ہین - اگر محمد ؐ اپنی موت سے مر جائین یا مارے جائین تو کیا تم الٹے پیرون کفر کیطرف لوٹ جاؤگے اور جو الٹے پیرون کفر کیطرف لوٹ جاے گا وہ خدا کا کچہہ بہی نہین بگاڑ سکیگا -

يعبد محمدًا فان محمدًا قد مات ومن كان منكم يعبد الله فان الله حى لا يموت قال الله عز وجل وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئا

اس حدیث کے راوی عبد اللہ ابن عباس کہتے ہین قسم بخدا جب تک ابو بکر صدیق نے یہ آیت نہین پڑہی کسیکو یہہ خیال بھی نہ تہا کہ اللہ تعالی نے یہہ آیت نازل کی ہے پس سب لوگون نے ابو بکر سے یہہ آیت سنی اور اسکے بعد مینے دیکھا کہ ہر ایک اسی آیت کو پڑہ رہا تھا -

والله لكان الناس لم يعلموا ان الله انزل هذه الاية حتى تلاها ابو بكر فتلقاها منه الناس كلهم فما اسمع بشرا من الناس الا يتلوها - بخاری شریف جلد ۲

باب چہارم - خلافت +

بیعت سقیفہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے انتقال سے پیشتر مذہب اسلام کی نیابت یا عرب کی حکومت پر کسی شخص کو صراحت سے نامزد نہین کیا تہا اور آپ کی نعش ابہی گہر کے اندر پڑی ہوئی تہی اور ہنوز تجہیز و تکفین کا کچہہ بندوبست نہین ہوا تہا کہ انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ مین رسول کریم کی جانشینی کی سلسلہ جنبانی شروع کر دی - ابن اثیر نے ان واقعات

+ خلافت کیا چیز ہے اور خلیفہ کے متعلق کیا فرائض ہو سکتے ہین - اسپر اخبار علیگڈہ گزٹ مورخہ ۵ - جون ۱۸۹۷ء مین ایک محققانہ آرٹیکل چھپا ہے اس آرٹیکل کا جو حصہ مضمون زیر بحث کے متعلق ہے وہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے - (باقی صفحہ ۴۲ پر)

خلافت کے معنے جانشین ہونیکے ہین - اور خلیفہ اس شخص کو کہتے ہین جو کسی کا جانشین ہو

سورہ آل عمران آیت ۱۳۸ - پارہ ۴ ع ۵

کی کیفیت یون لکھی ہے - انصار کی تحریک سے سعد بن عبادہ انصاری سقیفہ مین گیا اور باوجود بیمار ہونے کے خلافت کے استحقاق پر ایک طولانی تقریر کی - اور اس مین بیان کیا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک مکہ مین اسلام کی دعوت کی مگر معدودے چند کے سوا کوئی ایمان نہ لایا - اور جو لوگ ایمان لائے وہ بھی رسول کریم کی حمایت اور کفار کا دفع مصائب پورے طور سے

نفسِ مضمون صفحہ ۲۷

مگر خلافت ایک مذہبی لفظ ہو گیا ہے اور خلیفہ بھی ایک مذہبی عہدہ خیال کیا جاتا ہے ابتدا اسکی رومن کیتھولک مذہب سے ہوئی - سب سے بڑا افسر سینٹ پیٹرز چرچ کا حضرت عیسی علیہ السلام کے حواری سینٹ پیٹرز کا جانشین سمجھا جاتا ہے جس کو پوپ کہتے ہین -

رومن کیتھولک کے اعتقاد مین پوپ معصوم ہے یعنی اس سے کوئی غلطی نہین ہوتی - رومن کیتھولک کا یہ اعتقاد ہے کہ پوپ کو دین اور دنیا اور نجات آخرت تین باتون کے اختیار حاصل ہین اور ہر ایک پوپ کو برابر یہ اختیارات ہوتے ہین یہان تک کہ اس زمانہ مین بھی جو ہولی پوپ ہے اسکو بھی یہی اختیار حاصل ہین +

دنیوی امور مین اختیار ہونا تو ایک ظاہری امر ہے - دینی اختیار ہونے سے یہ مراد ہے کہ جو حکم وہ دینی امور مین صادر کرے وہی مانا جاوے - خواہ وہ پہلے احکام دینی کے موافق ہو یا برخلاف اور گو کہ اس نے ناجائز امر کو جائز یا جائز امر کو ناجائز عموماً کر دیا ہو یا کسی خاص شخص کے لئے کر دیا ہو -

نجات آخرت سے یہ مراد ہے کہ اس کو لوگون کے گناہ معاف کر دینے کا جبکہ وہ پوپ کے سامنے اپنے گناہ بیان کرین اور معافی چاہین بالکل اختیار ہے اور جب پوپ ان گناہون کو معاف کرے تو وہ شخص ایسا ہی پاک و صاف ہو جاتا ہے کمن لا ذنب لہ اور آخرت مین ان گناہونکی بابت کچھ ان سے مواخذہ نہ ہوگا -

اور یہ بھی پوپ کو اختیار ہے کہ مرے ہوئے لوگون کو گناہون سے نجات دے اور بہشت مین داخل کرے اسی لئے پوپ کی ٹوپی گول اور لمبی ہوتی ہے اس کی چوٹی پر صلیب کی صورت بنی ہوئی ہوتی ہے اور ٹوپی کے گرد تین تاج ہوتے ہین پہلے تاج سے دنیوی اختیار مراد ہے اور دوسرے تاج سے دینی اختیار اور تیسرے تاج سے آخرت کا اختیار -

باقی صفحہ ۲۳ پر

نہ کرسکے مگر جب آپ مدینہ مین تشریف لائے تو انصار نے آپ کی اعانت ۔ اسلام کا اعزاز
اور اعدائے دین سے جہاد کیا یہان تک کہ اسلام عرب مین پہیل گیا اور قبائل عرب کفر
اور بت پرستی کو چہوڑکر آپ کے مطیع ہوئے اور آخری وقت تک رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
انصار سے رضامند رہے ۔ پس لوگون کی مداخلت سے پیشتر ہم کو خلافت کا بندوبست
کرلینا چاہیئے انصار نے جواب دیا کہ ہم تمہاری خلافت پر متفق ہین ۔ اور اگر مہاجرین سبقت
اسلامیہ ۔ بجا آوری خدمات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ۔ ترک وطن ۔ اور آپ کی قرابت
قریبہ کے باعث اس مین کچہہ تعرض کرین گے تو پہر ایک امیر ہم مین سے منتخب کیا جائیگا اور
ایک امیر اُن مین سے اور اس کے بغیر ہم کسیطرح رضامند نہ ہون گے ۔ سعد بن عبادہ نے کہا
دو امیرون کا ہونا یہ پہلی کمزوری ہے ۔

(۲۴) [illegible]

مسلمانون مین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے جانشین قرار پائے اور ان کو خلیفہ رسول اللہ کا لقب بہی ملا مگر وہ ایسے خلیفہ نہین تہے جیسا کہ
رومن کیتہولک اپنے پوپون کو خلیفہ سمجہتے ہین یعنی ان کو دینی اختیارات کچہہ نہین تہے ۔ نہ وہ حرام کو
حلال کرسکتے تہے نہ حلال کو حرام ۔ صرف ان کا کام یہ تہا کہ جو دینی احکام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمائے ہین ان کی تعمیل اور تعلیم کی کوشش کرین اور مسلمانون کے گروہ کی جو ضروریات ہین انکو
پورا کرین ۔ اور مطلق ان کو اختیار نہ تہا کہ کسی دینی حکم کو منسوخ کرین یا کوئی نیا حکم دین مین جاری کرین
اور آخرت کا ان کو اختیار مطلق نہین تہا ۔ نہ وہ کسی کے گناہ معاف کرسکتے تہے نہ کسی کو بخشوا سکتے تہے
ہول پوپ جو دینی حکم دیتا تہا اس مین کسی کو چون وچرا کرنے کی مجال نہ تہی مگر اسلام مین
جن کو خلیفہ کہا جاتا ہے ان کے احکام دینی مین ہر شخص کو حق تہا کہ اگر وہ خدا اور رسول صلے اللہ
علیہ وسلم کے حکمون کے برخلاف ہون تو ان کو نہ مانین اور اس پر حجت کرین ۔ غرضکہ جن کو
مذہب اسلام مین خلیفہ کہا جاتا ہے ان کو خلافت فی النبوۃ یعنے مذہبی احکام کے وضع
کرنے کا حق حاصل نہین تہا ۔ بلکہ وہ صرف خلیفۃ النبی تہے جس سے یہ مراد ہے
کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کو قایم رکہین اور مسلمانون کے حالات
کی اصلاح کرین ۔

سقیفہ مین یہ گفت و گو ہو رہی تہی کہ ایک انصاری نے عمر فاروق رضہ کے پاس آکر

بیان کیا کہ مدینہ کے اعیان سقیفہ بنی ساعدہ مین اس غرض سے مجتمع ہوے ہین کہ سعد بن

عبادہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین تجویز کرین - اگر تم کو اس بات کا کچھہ خیال ہے جلدی پہنچو

عمر فاروق رضہ نے ابوبکر صدیق رضہ کو آمادہ کیا اور دونون ملکر روانہ ہوے - مگر علی مرتضی اور چند

بنی ہاشم اور زبیر جو رسول کریم کی تجہیز و تکفین کا انتظام کر رہے تہے بدستور اپنے کام مین مصروف

رہے یہ لوگ سقیفہ کو جا رہے تہے کہ راستہ مین ابو عبیدہ جراح اور چند دیگر مہاجرین ان سے

مل گئے اور یہ سب متفق ہوکر سقیفہ مین پہنچے - وہان سعد بن عبادہ کو دیکہا کہ کمبل اوڑہے

ہوے بیٹہا ہے اور انصار اس کے گرد و پیش فراہم ہین اور تجویز خلافت کی فکر کر رہے ہین ابہی

مہاجرین کو بیٹہے ہوے تہوڑی دیر گزری تہی کہ ایک انصاری نے کہڑے ہوکر اپنے فضایل

بیان کرنے شروع کئے - یہ حال دیکہہ کر عمر فاروق رضہ کچہہ تقریر کرنا چاہتے تہے اور ان کا بیان

ہے کہ مین نے کچہہ عمدہ الفاظ اس موقعہ پر کہنے کے واسطے سوچ رکہے تہے مگر ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ نے روک دیا - اور خود ایک برجستہ اور فصیح تقریر مناسب وقت بیان کی

اور تمام مطالب جو میرے ذہن مین تہے ان سب کو زیادہ عمدگی سے ادا کیا - مورخ

مذکور نے اس تقریر کو ان الفاظ مین بیان کیا ہے -

ان اللہ قد بعث فینا رسولًا شہیدًا علی امتہ لیعبدوہ و یوحدوہ وہم یعبدون من دونہ الہۃ شتی من حجر وخشب فعظم علی العرب ان یترکوا دین اباۂہم فخص اللہ المہاجرین الاولین من قومہ بتصدیقہ والمواساۃ لہ والصبر معہ علی شدۃ اذی قومہم وتکذیبہم ایاہ وکل الناس لہم مخالف زارٔ علیہم فلم یستوحشوا

اللہ تعالے نے ہم مین سے ایک پیغمبر مبعوث کیا جو اپنی امت پر اس بات کا گواہ ہے کہ وہ خدائے واحد کی عبادت کرین اس سے پیشتر یہ لوگ پتہر اور لکڑی کے مختلف معبودون کی پرستش کرتے تہے عرب کے لوگون کو اپنے باپ دادا کا دین چہوڑنا سخت گران گذرا - پس اللہ تعالے نے مہاجرین اولین کو اس کی قوم مین سے خاص کیا اسکی تصدیق و غمخواری کرین اور قوم کی شدت تکالیف اور ان کے جہٹلانے پر صابر رہین - اگرچہ تمام لوگ ان کے برخلاف تہے

نوٹ اس جگہہ سے جو واقعات شروع ہوئے ہین انکا اکثر حصہ صحیح بخاری کتاب المحاربین مین بہی درج ہے ۔ مولف

اوران پرجنجہلاتے تھے مگر اپنی کمی تعداد اور لوگون کی شدت عناد سے کبھی خائف نہین ہوتے تھے پس مہاجرین پہلے شخص ہین جنہون نے اس سرزمین مین خدا کی پرستش کی اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ اپنے پیغمبر کے مددگار اور اس کے خویش اور اسکے بعد سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہین کوئی شخص ظالم کے سوا ان سے نزاع نہین کریگا اور اے گروہ انصار تم وہ لوگ نہین ہو جو مہاجرین کی دینی بزرگی اور سبقت فی الاسلام مین تمہین کسیطرح کا عذر ہو۔ اللہ تعالی تم سے اُن کے دین اور ان کے رسول کے باعث رضامند ہے اور تمہاری جانب اس کی ہجرت کو پسند کیا۔ ہمارے نزدیک مہاجرین اولین کے بعد کوئی شخص تمہارے رتبہ کا نہین ہے۔ پس ہم امیر اور تم وزیر ہو۔ تم کسی مشورہ سے علیحدہ نہین کئے جاؤگے اور نہ کوئی کام تمہارے بغیر انصرام پاے گا۔

لقلة عددهم وشنف الناس لهم فهم اول من عبد الله فی هذه الارض وآمن بالله وبالرسول وهم اولیاءه وعشیرته واحق الناس بهذا الامر من بعده لا ینازعهم الا ظالم و انتم یا معشر الانصار من لا ینکر فضلهم فی الدین ولا سابقتهم فی الاسلام رضیکم الله انصارا لدینه ورسوله وجعل الیکم هجرته فلیس بعد المهاجرین عندنا بمنزلتکم فنحن الامراء وانتم الوزراء لا تفاوتون بمشورة ولا تقضی دونکم الامور

جب ابوبکر صدیق رضہ تقریر کر چکے تو انصارمین سے حباب بن منذر نے ان کے برخلاف اپنی راے کا اظہار شروع کیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کی تردید پر آمادہ ہوئے دونو مین سخت کلامی کی نوبت پہنچ گئی اور شور و غل کی آواز سے مکان گونج اوٹھا۔ حباب کو یہہ اصرار تھا کہ پیغمبر خدا کا ایک جانشین ہم مین سے ضرور ہونا چاہیئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ دو امیرون کی تقرری کے برخلاف تھے کہ دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد کا معاملہ مشہور ہے۔ آخر دونون فریق کی گفت وگو مین مجادلہ کی نوبت پہنچ گئی اور قتال ہونے کے قریب تھا چنانچہ سعد بن عبادہ بھی شور و غل مین لوگون کے پاؤن تلے کچلتے کچلتے بچ گیا۔ ابوعبیدہ نے اس حالت مین انصار کو مخاطب کرکے کہا اے گروہ انصار تم وہ لوگ ہو جنہون نے سب سے پہلے اسلام کی نصرت کی۔ پس تم کو سب سے پہلے انحراف نہ کرنا چاہیئے۔ اس پر بشیر بن سعد انصاری نے کہا ہمنے اشاعت اسلام

اور خدمت گزاری رسول کریم مین جو کوشش کی ہمین اس سے صرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی مقصود تہی کوئی دنیاوی فایدہ مدنظر نہ تہا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قریش مین سے تہے ان کا جانشین اُنہی کی قوم مین سے ہونا چاہیئے اور ہم جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار تہے ویسے ہی اس کے جانشین کے بہی مددگار رہین گے - قسم بخدا مخالفت کرنا مناسب نہین تب ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا کہ یہ عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ ہے ان مین سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرلو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی کہ رسول کریم اُسکی شان مین امین ھذہ الامۃ فرما چکے تہے ابو عبیدہ کو ابوبکر صدیق رضہ اس کام کے واسطے زیادہ لائق معلوم ہوئے - پہر دونون نے بالاتفاق ابوبکر رضہ کو پسند کیا پہلے بشیر نے بیعت کی - اور پہر حاضرین کی بیعت شروع ہوگئی

بعض واقعات پر رائے سقیفہ بنی ساعدہ کی سرگذشت پڑہنے سے یک بیک انسان کے دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضہ رسول کریم صلعم کی تجہیز و تکفین کو چہوڑ کر خلافت کا معاملہ سلجہانے کے واسطے مجمع انصار مین جا شریک ہوئے کیا انکے نزدیک رسول کریم کی تجہیز و تکفین کوئی اہم کام نہ تہا بادی النظر مین یہ سوال قابل غور معلوم ہوتا ہے لیکن جو لوگ قبائل عرب کے اشتعال طبع اور ان کی جنگ✣ جو عادات سے واقف ہین

✣ زمانہ جاہلیت کے بیباک عربونکا یہ حال تہا کہ چہوٹی چہوٹی باتون پر مشتعل ہو کر نہایت بے رحمی کے ساتہ صدہا سال تک معرکہ آرائی اور خونریزی جاری رکہتے تہے اور اس آگ کا چنگارا ایک گہر سے نکل کر بے شمار قومون مین شعلہ زن ہوتا تہا - اس قسم کی لڑائیان جو عرب جاہلیت مین گزری ہین انکی تعداد کسی نے سترہ سو اور کسی نے بارہ سو لکہی ہے -

مولوی الطاف حسین صاحب حالی نے عربون کے عادات اور بعض مشہور لڑائیون کے حالات کو اپنے مُسدّس مین نہایت پر اثر الفاظ مین بیان کیا ہے - چار بند ان کے مُسدّس سے نمونہ کے طور پر اس جگہ لکہے جاتے ہین -

(۱)

چلن ان کے جتنے تہے سب وحشیانہ	ہر اک لوٹ اور مار مین تہا یگانہ
فسادون مین کٹتا تہا ان کا زمانہ	نہ تہا کوئی قانون کا تازیانہ ✣
وہ تہے قتل و غارت مین چالاک ایسے	درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

اور اس بات کو بہی اچھی طرح جانتے ہین کہ اس کے بعد ہم جو قسم معاملات پر بنی امیہ اور بنی عباس کے زمانہ مین کس قدر خون ریزیان ہوئین تو ان کو اس سوال کے حل کرنے مین کچھ تامل نہ ہوگا کہ سقیفہ بنی ساعدہ کی کیفیت سنکر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہان جانا اور اپنے آپ کو اس مخاطرہ مین ڈالنا نہایت دور اندیشی پر مبنی تہا در حالیکہ تجہیز و تکفین کا معاملہ علی مرتضی زبیر اور بنی ہاشم کے سے جلیل القدر اشخاص کے ہاتہون مین نہایت خوبی اور اسلوبی سے انصرام پا رہا تہا۔ اگر یہ دونون صاحب اس وقت تجہیز و تکفین مین مصروف رہتے اور انصار کی اس کارروائی سے چشم پوشی کرتے تو ظاہر ہے کہ مختلف اقوام عرب جنکو زمانہ جاہلیت کا باہمی بغض و عناد اور وحشیانہ شور و فساد ترک کیے ہوئے ابہی بہت عرصہ نہ گزرا تہا ان مین خانہ جنگیون کی بنیاد از سر نو قایم ہو جاتی اور اس زور سے فتنہ کی آگ بہڑکتی کہ اسلام کی نو تعمیر عمارت کی دہجیان اڑجاتین اور جو عروج اور شہرت اس انتظام سے حاصل ہوا اس کا دیکہنا ملت اسلامیہ کو شاید بمشکل نصیب ہوتا۔ اگر غور سے دیکہا جاوے تو ان حضرات کی یہ کارروائی مصلحت وقت کے

(۲) نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صد ہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وان شرارا — تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

(۳) وہ بکر اور تغلب کی باہمی لڑائی — صدی جس مین آدھی انہون نے گوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی — تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوی ملک و دولت کا تھا وہ — کرشمہ ایک ان کی جہالت کا تھا وہ

(۴) اسی طرح ایک اور خونریز بیدا — عرب مین لقب حرب داحس ہے جسکا
رہا ایک مدت تک آپس مین برپا — بہا خون کا ہر طرف جس سے دریا
سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی نے — کہ گھوڑ دوڑ مین چیند کی تھی کسی نے

بند نمبر ۳ کی لڑائی کی بابت لکھا ہے کہ یہ جنگ جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اس کی یہ تہی کہ ایک شخص کا اونٹ کہیت مین چلا گیا۔ کہیت والی۔ عورت نے اسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ اس بات

لحاظ سے ہر طرح قابل تحسین تھی۔

مہاجرین اور انصار مین جو اختلاف کثیر اس موقع پر ہوا اسکی وجہ سوا اسکے اور کچھہ نہ تھی کہ عربون کی طبایع مین آزادی کا ایک قدرتی جوش تھا جس کے باعث وہ اپنے قبیلے کے سوا کسی دوسرے کے زیر حکومت رہنا ناپسندیدگی کا موجب سمجھتے تھے ورنہ ذاتی غرض اس خلافت سے کسی کو مقصود نہ تھی۔ دیکھو بشیر انصاری نے صرف دینی مقاصد کے لحاظ سے مکہ والون کو لایق قرار دیا اور مکہ والون مین سے ابو بکر صدیق رضہ نے عمر فاروق اور ابو عبیدہ رضہ کو منتخب کیا۔ عمر فاروق رضہ نے ابو عبیدہ کو اپنے پر ترجیح دی اور ابو عبیدہ نے ابو بکر کو سب سے بہتر خیال کیا اور آخر کار ان کے اتفاق رائے سے یہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

بیعت سقیفہ کا ناگہانی کہلانا ابو بکر صدیق کی بیعت جو سقیفہ بنی ساعدہ مین یک بیک منعقد ہوئی چونکہ پہلے سے جماعت مسلمانان کا مشورہ اس کے واسطے نہین لیا گیا تھا اس لئے بعض اشخاص اسکو بیعت ناگہانی قرار دیکر لفظ فلتۃً سے تعبیر کرتے اور کئی قسم کے خیالات اس کی نسبت ظاہر کیا کرتے تھے چنانچہ امام بخاری کی ایک طولانی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دبی ہوئی آگ کی چینگاڑیان عمر فاروق رضہ کے اخیر زمانہ خلافت تک سلگتی نظر آتی ہین عمر فاروق رضہ جبکہ آخری حج کر رہے تھے کسی شخص نے یہ خیالات ان کے گوش گزار کئے جسکا جواب انہون نے مدینہ مین پہنچکر یہ دیا کہ ابو بکر صدیق کی بیعت اگرچہ فلتۃً تھی مگر اللہ تعالے نے اُسکے شر سے بچا لیا اور مسلمانون کے حق مین اس کا نتیجہ بخیر ہوا گویا اس کو حسن اتفاق سمجھنا چاہئے لکن اس کے بعد جو شخص ایسا کریگا مسلمان اس کو جان سے مار ڈالین گے بیعت لینے والا اور بیعت کرنے والا دونون قتل سے خائف ہین گے۔ اس موقعہ پر جو تقریر عمر فاروق رضہ نے کی تھی اس کے الفاظ یہ ہین۔

سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبیلے اسمین شریک ہو گئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا بند نمبر ۲ کی لڑائی کی بابت لکھا ہے۔ کہ یہ جنگ سنہ ۵۶۹ء سے سنہ ۶۳۱ء تک جاری رہی۔ داحس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا جاتا تھا کہ ایک شخص نے بڑھ کر اُسے بدکا دیا۔ اتنی بات

باقی حاشیہ صفحہ ۴۹ پر

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مین سے کوئی یہ بات کہتا ہے کہ اگر عمر رضہ مر جائے تو مین فلان شخص سے بیعت کر لون کوئی اس دہوکہ مین نہ آوے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت بے مشورہ اور ناگہانی تہی اور خاتمہ کو پہنچی - یاد رکہنا چاہئیے کہ یہ بیعت گو ایسی ہی تہی مگر اللہ تعالے نے اس کے شر سے بچالیا - اور تم مین سے کوئی ایسا نہین ہے کہ ابوبکر صدیق رضہ کی مانند لوگ اسکی طرف جھکین جو شخص بدون مشورہ مسلمانون کے بیعت کرے نہ اس کی بیعت ہوگی نہ اس کے تبوع کی بسبب خوف قتل ان دونون کے - اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلا شبہ بعد وفات رسول کریم کے ہم سب سے افضل ہین -

ثم انه بلغنی ان قائلا منکم یقول واللہ لو مات عمر بایعت فلانا فلا یغترن امرء ان یقول انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وتمت - الا وانها قد کانت کذلک ولکن اللہ وقی شرها ولیس منکم من تقطع الاعناق الیه مثل ابی بکر - من بایع رجلا غیر مشورۃ من المسلمین لا یبایع هو ولا الذی تابعه تغرۃ ان یقتلا وانه قد کان من خیرنا حین توفی اللہ نبیه -

بخاری کتاب المحاربین باب رجم حبلی

بیعت عام سقیفہ بنی ساعدہ مین جو انتخاب ہوا چونکہ وہ سرسری طور کا تہا اس واسطے اگلے روز اس کے استحکام کی غرض سے عمر فاروق ادائے نماز کے بعد منبر پر چڑہے اور رسول کریم کی وفات اور ابوبکر صدیق رضہ کی فضیلت بیان کرنے کے بعد صحابہ کو بیعت عام پر توجہ دلائی - امام بخاری نے اسکی کیفیت یہ لکہی ہے -

انس سے روایت ہے کہ رسول خدا کی وفات کی صبح کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھا اور ابوبکر صدیق رضہ خاموش بیٹھے تہے عمر فاروق نے کہا مجھے امید تہی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابہی اور جئین گے اور ہمارے پیچھے رہین گے مراد انکی یہ تہی کہ آپ سب کے آخر فوت ہون گے) اب اگر وہ فوت ہو گئے ہین تو کچھ اندیشہ نہین کیونکہ اللہ تعالے نے

عن انس ابن مالک رضہ انه سمع خطبۃ عمر الاخرۃ حین جلس علے المنبر وذلک الغد من یوم توفی النبی فتشهد عمر وابوبکر صامت لا یتکلم قال عمر کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلعم حتی یدبرنا یرید بذلک ان یکون اخرهم) فان یک محمد قد

لفظ حائشہ البارین ترا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اس وقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے ؛-

تم مین ایک نور (قرآن) پیدا کیا ہے جس سے تم
ہدایت پا سکتے ہو اور اسی نور سے خدا تعالے نے اپنے
رسول کو ہدایت دی تہی - ابو بکر صدیقؓ غار مین رسول کریم کے رفیق
نمبر دو تم پر حکومت کرنیکو سب مسلمانون سے زیادہ مستحق ہین
لوگو اٹہو اور ابو بکر سے بیعت کرو اور حالانکہ کچھہ لوگون
نے قبل ازین سقیفہ مین ان سے بیعت کی تہی اور
بیعت عام منبر پر تہی -

مات فان الله تعالے قد جعل بین
اظهرکم نورا تهتدون به هدی
الله محمدا وان ابا بکر صاحب رسول الله
ثانی اثنین فانه اولی المسلمین باموركم
فقوموا فبایعوه - وکان طائفة منهم
قد بایعوه قبل ذلك فی سقیفة بنی ساعدة
وکانت بیعت العامة علی المنبر
بخاری کتاب الاحکام باب الاستخلاف

یہ بیعت سہ شنبہ کے دن چودہوین ربیع الاول سنہ گیارہ ہجری مطابق ۶۳۲ء کو ہوئی
اور اس وقت ابو بکر صدیق کی عمر مطابق تحقیقات سال ولادت صاحب اصابہ کے ۶۱ برس
کی تہی اور حسب استدلال ابن قتیبہ کے اس سے بہی زیادہ -
ابن ہشام نے لکہا ہے کہ جب بیعت عام ہو چکی تو ابو بکر صدیق نے صحابہ کی دلداری اور تسلی
کے واسطے اسی دن یہ تقریر کی -

بیعت پر دو خطبہ

لوگو! مین تمہارے کامون پر والی بنایا گیا ہون
مگر مین تم سے کسیطرح بہتر نہین ہون جب مجہ سے
کوئی عمدہ کام ہو تو اوس مین میری مدد کرو اور جب
کوئی برائی ظاہر ہو تو مجہے سیدہا کرو - راستبازی امانت
ہے اور جہوٹ بولنا خیانت ہی - تم مین کا ضعیف
میرے نزدیک قوی ہے جبتک مین اس کا حق نہ
دلوا دون اور تم مین کا قوی میرے نزدیک ضعیف
ہے جبتک مین اس سے حق نہ لیلون - جو لوگ جہاد
فی سبیل اللہ چہوڑ دین گے خدا ان کو ذلیل کریگا -
اور جس قوم مین بدکاری پہیلے گی خدا ان پر بلا نازل
کریگا مین جس کام مین خدا اور رسول کی اطاعت کرون تم بہی

ایها الناس فانی قد ولیت علیکم
ولست بخیرکم - فان احسنت
فاعینونی وان اسأت فقوّمونی
الصدق امانة والکذب خیانة
والضعیف فیکم قوی عندی حتی
ازیح علیه حقه انشاء الله والقوی
فیکم ضعیف عندی حتی آخذ
الحق منه انشاء الله - لا یدع قوم
الجهاد فی سبیل الله الا ضربهم الله بالذل
ولا تشیع الفاحشة فی قوم قط الا عمهم الله
بالبلاء - اطیعونی ما اطعت الله ورسوله فاذا عصیت الله

کرو جب مین انکی نافرمانی کرون تو پہر تمپر میری کوئی اطاعت نہین - اُٹھو نماز پڑہو خدا تعالے تم پر رحم کرے -

ورسوله فلا طاعة لی علیکم قوموا الی صلوتکم یرحمکم الله

ابن ہشام جلد ۳ واقعہ سقیفہ

دوران بیعت مین بعض اشخاص نے جو ابوبکر صدیق کے حصول خلافت کی نسبت کچھ کچھ خیالات ظاہر کیئے تہے ان کے جواب مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر یہ تہی -

قسم بخدا مجھہ پر کوئی وقت رات دن مین ایسا نہین گذرا جسمین خلافت کا مینے لالچ کیا ہو یا اس کی کسی قسم کی خواہش کی ہو یا کبہی پوشیدہ اور علانیہ اللہ تعالے سے اس کی درخواست کی ہو مگر صرف فتنہ کے خوف سے مینے اُسے قبول کیا مجھے اس خلافت مین کوئی راحت نہین میرے گلے مین ایک امر عظیم کا پٹہ ڈالا گیا ہے جس کے تحمل کی مجھہ مین طاقت نہین مگر اللہ تعالے کی مدد سے -

واللهِ ما كنتُ حريصا على الامارة يوما ولا ليلة قطّ ولا كنتُ راغبا فيها ولا سئلتها الله فی سرٍّ ولا علانية ولكني اشفقتُ من الفتنة ومالی فی الامارة راحة - لقد قلّدتُ امرا عظيما مالی به من طاقةٍ ولا يدٍ الا بتقوية الله

تاریخ الخلفاء

ابن عبد ربہؒ نے لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر وفات سب سے پہلے ابن قیس مخزومی کے ذریعہ مکہ مین پہنچی تہی ابو قحافہ نے پوچھا کہ رسول کریم کے بعد کون حاکم مقرر ہوا اُسنے کہا تمہارا بیٹا ابوبکر - تب ابو قحافہ نے کہا کیا بنی ہاشم اس بات پر رضامند ہو گئے ابن قیس نے کہا ہان تب ابو قحافہ نے کہا سچ ہے - جسکو خدا عطا کرے کوئی اس کا روکنے والا نہین اور جس سے خدا روک لے کوئی اس کو عطا کرنے والا نہین -

لا مانع لما اعطى الله ولا معطى لما منع الله - عقد الفرید جلد دوم

علی مرتضی کی علیحدگی بیعت سے

تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ رسول خداؐ کی وفات کے دوسرے دن عمر فاروق کی بیعت کرنے کے بعد مدینہ کے مہاجر اور انصار نے ابوبکر صدیق سے بیعت کرنی شروع کر دی مگر بنی ہاشم کی ایک جماعت زبیر ابن العوام عتبہ بن ابی لہب - خالد بن سعید مقداد بن عمر - سلمان فارسی - ابی ذر - عمار بن یاسر - براء بن عازب - اُبیّ بن کعب یہ سب علی مرتضی

کے ہمراہ ہوگئے اور عتبہ نے اس موقعہ پر یہ شعر کہے۔
مین نہین جانتا تہا کہ خلافت اور حکم بنی ہاشم سے
جاتا رہے گا۔ خصوصًا ابو الحسن (علی مرتضی) سے
جو ایمان اور سبقت فی الاسلام مین سب لوگون
سے اول اور قرآن وسنت رسول جانتے مین سب
سے زیادہ عالم ہین اور جنہون نے آخر وقت رسول
خدا سے ملاقات کی اور حضرت جبریل نے غسل اور
کفن دینے مین اسکی مدد کی علی مرتضی وہ شخص ہے
کہ اس مین وہ سب خوبیان ہین جو قوم مین پائی
جاتی ہین اور قوم کو بہی اس کا یقین ہے مگر جو خوبیان
اس مین ہین وہ قوم مین نہین۔

ما كنت احسب ان الامر منصرف
عن هاشم ثم منهم عن ابي حسن
عن اول الناس ايمانا وسابقة
واعلم الناس بالقران والسنن
وآخر الناس عهدا بالنبي و
من جبريل عون له في الغسل
والكفن من فيه ما فيهم
لا يمترون به وليس في
القوم ما فيه من الحسن

ابو الفدا

پہر رفتہ رفتہ سب نے بیعت کر لی مگر علی مرتضی کی بیعت کے زمانہ مین علماء کا اختلاف ہے شاہ ولی اللہ
صاحب نے ازالۃ الخفا مین ابو عبد اللہ حاکم مصنف مستدرک کے حوالہ سے اور شیخ جلال الدین سیوطی
نے تاریخ الخلفا مین سعد اور بیہقی کے حوالہ سے لکہا ہے کہ علی مرتضی کی بیعت مجمع عام مین اسی دن
عمل مین آئی تہی ان مصنفین کی روایات یہ ہین۔
جب ابو بکر صدیق منبر پر کہڑے ہوئے اور نظر کی تو قوم
مین علی مرتضی کو نہ پایا تو ان کی بابت دریافت کیا۔
چند انصار جا کر ان کو ہمراہ لائے۔ تب ابو بکر صدیق
نے کہا اے رسول خدا کے چچا زاد بہائی اور آپکے
داماد کیا تم مسلمانون کی جماعت کو متفرق کرنا چاہتے
ہو انہون نے کہا اے خلیفہ رسول سرزنش نہ
کیجئے اور بیعت کر لی اسی طرح جب زبیر بن عوام
کو حاضر نہ پایا تو ان کی بابت بہی دریافت کیا اور لوگ

فلما قعد ابو بكر على المنبر نظر في وجوه
القوم فلم ير عليا فسال عنه فقام
ناس من الانصار فاتوا به فقال ابو بكر
ابن عم رسول الله وختنه اردت
ان تشق عصا المسلمين فقال
لا تثريب يا خليفة رسول الله فبايعه
ثم لم ير الزبير بن العوام
فسال عنه حتى جاؤا به فقال ابن عمة

ان کو بے آئے اسوقت ابوبکر صدیق نے کہا اے
رسول خدا کی پھوپھی زاد بھائی اور ان کے حواری کیا
تم مسلمانون کی جماعت کو متفرق کرنا چاہتے ہو انہون نے
کہا اے خلیفہ رسول سرزنش نہ کیجیے اور بیعت کر لی —

رسول الله وحواریه اردت ان
تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب
یا خلیفة رسول الله مثل فقوله فبایع

دیگر مورخین نے اس وقت بیعت کرنے سے انکار کیا ہے - چنانچہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے
جمعی از اہل تواریخ اورده اند که چون از مہم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق از وجوه مہاجر و اعیان
انصار مجمعی ساختہ فرستاد و علی مرتضی را دران مجلس طلبید - وے اجابت فرموده دران مجمع
حاضر شد و در محلی لائق خود بنشست و از موجب طلب خویش پرسید - عمر فاروق رضی الله عنه گفت
موجب آنست که میخواہم که چنانچه اصحاب یا ابوبکر رضی الله عنه بیعت کرده اند تو ہم بیعت کنی علی گفت
من ہمان سخن که شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردانم راست گوئید که
بحضرت رسالت که اقرب بود کیست عمر فاروق گفت ترا نگزاریم تا بیعت نکنی علی فرمود اول این
سخن مرا جواب با صواب بگوئید بعد ازان بیعت جوئید - ابوعبیده گفت ای ابوالحسن تو بواسطہ سبقت در
اسلام و فضل و قرابت قریبه با سید انام علیه الصلوۃ والسلام سزاوار حکومت و خلافتی - ولکن چون صحابہ بر ابوبکر
اجماع و اتفاق نموده اند مناسب آنست که تو نیز قدم در دایره وفاق در آری - علی گفت ای ابوعبیده تو
امین ابن امتی بقول رسول مختار و بمقتضی امانت و براستی در گفتار و کردار موصوفی که حق سبحانه و تعالی
بخاندان نبوت کرامت فرموده در بند آن مباشید که بجاے دیگر نقل کنید - مہبط قرآن و وحی
و محل امر و نہی - و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم ماییم و بواسطہ این امور خلافت را شایستہ و امارت
را سزاییم - بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابوالحسن اگر این داعیه که تو امروز ظاہر میکنی پیش ازین معلوم
مردم شدے ہر آئینہ که با تو مضایقه و منازعه نمیکردند و با تو بیعت می نمودند ولکن چون در خانه خود نشستی و در
اختلاط با مردم بستی ایشان را گمان این شده که تو از خلافت کناره میکنی و دفع اعتنای این امور از خود
چاره میکنی اکنون که جماعتے مسلمانان کسے دیگر را قبول کرده اند پیشوائی از پے در می آئی و خود را مطرز دیگر
می نمائی - علی فرمود اے بشیر تو روا میداری که من جسد اطہر و قالب انور سید عالم را غسل ناداده و تجہیز و تکفین

نوٹ صاحب روضۃ الاحباب کی یہ روایت موافق تحریر اعثم کوفی کے ہے جو اس نے ابوبکر صدیق کے حالات مین درج کی ہے - مولف

وے نمودہ واز دفن وے فراغت حاصل نہ کردہ دم در طلب خلافت وحکومت زدی و باہم
در منازعت وخصومت شدے۔ ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم واستوار و ہر یکے از آنہا
مقابل صد کلمہ بل ہزار ست از راہ رفق ومدارا در آمد وگفت اے ابوالحسن مرا این گمان بود کہ ترا
بامن درین امر مضایقہ نباشد۔ واگر میدانستم کہ از بیعت بامن تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکردم
الکنون کہ مردم بامن اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ
باشی واگر حالا توقف کنی وخواہی کہ درین امر تفکر وتحمل نمائی ہیچ جرمے تو نیست پس علی از مجلس
برخاست ومتوجہ خانہ خویش گشت :

اب یہ دونون روائتین باہم متضاد ہین صحیح مُسلم کی روایت جو علی مرتضیٰ کی بیعت کے متعلق
جمہور علما مین مقبول اور علی مرتضےٰ کی سوانح عمری مین مذکور ہے اگر اس کو صحیح سمجہا جاوے تو انکی بیعت
بی بی فاطمہ رضہ کے انتقال کے بعد عمل مین آئی ہے جو رسول کریمؐ کی وفات کے چہہ ماہ بعد کا واقعہ
ہے اور اس صورت مین ابو عبداللہ حاکم بیہقی† اور سعد کی روائتین کچہہ بہی قابل التفات نہین ہو سکتین
علی مرتضیٰ رضہ کا اتنی مدت بعد بیعت کرنا کچہہ اس وجہ سے نہ تہا کہ ان کو ابوبکر صدیق کی قابلیت
خلافت مین کچہہ اعتراض ہو بلکہ صرف اس وجہ سے تہا کہ وہ اپنے آپ کو احق بالخلافت سمجہتے تہے
چنانچہ روضۃ الاحباب کی روائیت مندرجہ سابق اور صحیح مسلم کی روایت جو علی مرتضیٰ کی سوانح
عمری مین مذکور ہے یہ دونون اس معاملہ کی موید ہین۔ رہی یہ بات کہ اگر علی مرتضیٰ سقیفہ بنی ساعدہ
کی مجلس مین شریک ہوتے تو عامہ خلائق کا میلان کس طرف ہوتا ایک ایسا سوال ہے جس پر
رائے زنی کرنا بعید از وقت ہے اور یہ بات کہ دونون بزرگون مین سے احق† بالخلافت کون تہا
اس کا فیصلہ بہی دشوار ہے لیکن اگر اس امر پر غور کی جائے کہ دونون بزرگ اپنے اپنے زمانہ مین فرض

† یہ بات یاد رکہنی کے لائق ہے کہ علماء محققین نے کتب حدیث کی صحت اور ضعف کے لحاظ سے جو ان کے طبقات
مقرر کئے ہین انہین صحیح مسلم اور بخاری کو پہلے درجہ پر رکہا ہے جنکی سب حدیثین صحیح ہین اور حاکم وبیہقی وغیرہ اشخاص
کی تصانیف کو تیسرے درجہ مین جنمین احادیث صحیح حسن ضعیف اور متہم بالوضع یعنے جہوٹی روائتین بہی ہین
شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے رسالہ عجالہ نافعہ مین اس بحث کو بڑی تفصیل سے لکہا ہے اس سے
معلوم ہوگا کہ مسلم کے مقابلہ مین حاکم اور بیہقی اور سعد کی روائتین بہت گر گئیا میل کی ہین۔ مولف باقی حاشیہ صفحہ ۵۵

† دیکہو حاشیہ صفحہ ۵۵۔

خلافت کے ادا کرنے مین کہان تک کامیاب ہوئے۔ مسلمانون کا امن وآسایش اور اسلامی ترقیات
کس درجہ تک ظہور پذیر ہوئین۔ یہ ایسے واقعات ہین جن کو پڑہکر ہر ایک سمجھدار آدمی نتیجہ تک پہنچ
سکتا ہے۔ ہمنے یہ حالات ہر ایک بزرگ کی سوانح عمری مین مفصلاً درج کردیے ہین۔ ان کو
بغور دیکہنا چاہیئے۔

خلافت اور نص خلافت کی تاریخی تحقیقات اور خلیفہ کے فرائض اس باب کے شروع مین کسیقدر
مختصراً بیان ہوچکے ہین۔ اب رہی یہہ بات کہ خلیفہ کا تقرر کوئی نصی کام تہا یعنی قرآن اور حدیث مین کوئی
صاف حکم اسکی بابت وارد ہوچکا تہا یا صحابہ نے مصلحت وقت اور صواب دید رائے سے اُن کو
خلیفہ مقرر کیا تہا علماء کے نزدیک بحث طلب معاملہ ہے۔ ہمارے زمانہ کے ایک آزاد خیال اور
محقق مصلح قوم کی یہ رائے ہے خلافت بعد آنحضرت کوئی امر منصوصی نہ تہا نہ کسی خاص شخص کی
خلافت مذہب اسلام کا کوئی جزو یا حکم تہا۔ سیاست مدن کا جو طریقہ اس وقت ہوگیا تہا وہ سلطنت
جمہوری کے بہت مشابہ تہا اور اسی طرح واقعہ+ بہی ہوا یعنے جس کو بہت سے ذی اقتدار لوگون نے تسلیم

حاشیہ نشان + متعلقہ صفحہ ۵۲

+ جس طرح احق بالخلافت کا مسئلہ مسلمانون مین زیر بحث ہے اس کے قریب قریب افضلیت خلفا کا معاملہ بہی
متنازعہ فیہ ہے لیکن دو چیزون مین ایک کو افضل ٹہرانا اس بات پر موقوف ہے کہ ان مین ایک ہی حیثیت
ہو۔ ایک خسر ایک داماد۔ ایک بہائی ایک غیر۔ آپس مین حیثیت ہی متحد نہین پہر افضیلت وغیر
افضلیت کیسی۔ اعمال اور تقرب الی اللہ کے تول لینے کو ہمارے پاس کوئی ترازو نہین جس سے ہم ایک
کو ہلکا اور ایک کو بہاری ٹہرائین۔ (تحفہ حسن) جو احادیث چارون خلفاء کی شان مین جدا جدا منقول
ہین اگر ان پر غور کیجاوے تو ان سے ہر ایک بجائے خود اعلی درجہ کا ثابت ہوگا اور اس صورت مین ایک
سمجھدار آدمی کے لئیے یہ فیصلہ کرنا غیر ممکن ہوگا کہ ان اصحاب مین سے کسکو اول درجہ کا کہا جائے اور کسکو دوم درجہ کا
سمجھا جائے اس لئیے اہل سنت والجماعت نے مناسب خیال کیا ہے کہ جس سلسلہ سے انکی خلافتین ہوئین اوسی سلسلہ
سے انکا نام بہی لیا جاوے۔ (تاریخ الاسلام) مولف

+ رسول کریم کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق عمر فاروق عثمان ذی النورین علی مرتضی رضی اللہ علیہم اجمعین جو
چار خلیفہ یکے بعد دیگرے ہوئے ہین ان کی خلافت اسی اصول کی پابندی سے حسب قواعد ذیل تسلیم کیگئی
(۱) علماء اور قضات اور اُمراء اور خلایق سے جس قدر ممکن ہو اہل حل وعقد کا بیعت کرنا۔ تمام بلاد اسلام کے

کرلیا وہی خلیفہ ہوگیا"۔ اور اس بزرگوار کی یہ رائے علماء علم کلام کے مطابق ہے چنانچہ علامہ تفتازانی نے شرح عقاید نسفی مین اس کا اجماع نقل کیا ہے الاجماع علے ان نصب الامام واجب علی الخلق لا یجب علے اللہ یعنے خلیفہ جو امام وقت ہے اسکی تقرری لوگون کے ذمہ ہے خدا تعالے کے ذمہ نہین باقی رہین احادیث ان کا حال یہ ہے کہ بعض روایتین کہلے طور پر اس مضمون کو ظاہر کرتی ہین کہ رسول کریمؐ نے انتقال سے پیشتر کسی کو اپنی جانشینی کے واسطے نامزد نہین کیا تہا۔ ان روایات کی بنیاد پر ایک فریق کی رائے ہے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت نص سے نہ تہی بلکہ صحابہ کے اجماع سے ہوئی تہی۔ کچھ روایتین ایسی ہین کہ آپنے اوقات مختلفہ مین بعض اقوال اور افعال اس قسم کے ظاہر فرمائے کہ ان سے ابوبکر صدیقؓ کی جانشینی مفہوم ہوتی تہی۔ ان روایات کی بنیاد پر دوسرے فریق کی یہ رائے ہے کہ ان کی خلافت نص پر مبنی تہی۔ یہ مباحثہ بڑا طویل ہے اور اس رسالہ کی حیثیت کے مطابق اس قدر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتب احادیث مین سے صرف بخاری اور مسلم کی روایتین جو علماء فریقین کے نزدیک پختگی اور صحت کو پہنچی ہوئی تسلیم کی گئی ہین بلابحث لکہدی جائین اور ہر شخص کو ان پر آزادانہ رائے قایم کرنے کا موقع دیا جاوے۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میرے باپ (عمر ابن خطاب) | عن ابن عمرؓ قال حضرت ابی حین

اہل حل و عقد کا اتفاق اسواسطے ضروری نہین سمجہا گیا کہ وہ منتشر ہے ابوبکر صدیقؓ کی خلافت اس شرط کے موافق ظہور پذیر ہوئی۔
(۲) استخلاف یعنی خلیفہ وقت مسلمانون کی بہتری مدنظر رکہکر کسی ایک شخص کو جسمین خلافت کی لیاقتین پائی جائین اپنا جانشین تجویز کرے اور لوگون کو اسکی اطاعت کیواسطے وصیت کرے عمر فاروقؓ کی خلافت اس شرط کے موافق عمل مین آئی
(۳) شوریٰ یعنی خلیفہ وقت خلافت کو چند ایسے اشخاص مین شایع کرے جو اسکے نزدیک مستجمع شروط ہون اور یہ حکم دیکہ خلیفہ کی وفات کے بعد جو شخص انمین سے منتخب ہو وہ خلیفہ تسلیم ہوگا عثمان ذی النورین کی خلافت اس اصول کے موافق عمل مین آئی
علی مرتضےٰ کے انعقاد خلافت پر علماء کا مباحثہ ہے۔ اکثر کی یہ رائے ہے کہ ان کی خلافت مدینہ کے مہاجرین اور انصار حاضر الوقت کی بیعت سے عمل مین آئی تہی اور ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ شوریٰ سے ہی تہی کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یہ مشورہ ہوگیا تہا کہ خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ ہوگا یا علی مرتضی رضی اللہ عنہ پس جب عثمان رضی اللہ عنہ نہ رہا تو علی قائم ہوگیا مگر یہ قول ضعیف سمجہا گیا ہے۔ ملخصا از ازالۃ الخفاء (مولف)

جب زخمی ہوئے تو مین ان کے پاس موجود تھا۔ لوگون نے ان کی تعریف کی اور کہا خداتعالے تم کو نیک بدلہ دے۔ انہون نے جواب دیا مین خدا کی رحمت کا امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف ہون لوگون نے کہا کسی کو اپنا جانشین کر جاے انہون نے کہا کیا مین زندگی مین بہی تمہارا کام کرون اور مرنے کے بعد بہی مین تو اس قدر چاہتا ہون کہ خلافت سے نہ مجھے کوئی وبال ہو اور نہ کوئی فایدہ۔ اگر مین کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو یہ ہوسکتا ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مجھ سے بہتر تھے وہ خلیفہ کر گئے اور اگر مین کسی کو خلیفہ نکرون تو بہی ہوسکتا ہے کیونکہ

أُصِيبَ فَأَثْنَوا عليه وقالوا جزاك الله خيرا۔ فقال راغبٌ وراهبٌ قالوا استخلف فقال أتحمل أمركم حيًا وميتًا لوددت أن حظي منها الكفاف لا عليّ ولا لي۔ فإن استخلف فقد استخلف من هو خير مني يعني ابا بكر۔ وان اترككم فقد ترككم من هو خير مني رسول الله صلعم قال عبد الله فعرفت انه حين ذكر رسول الله غير مستخلف

رسول کریم جو مجھ سے بہتر تھے وہ کسی کو خلیفہ نہین کر گئے عبداللہ بن عمر کا بیان ہے جب انہون نے [مسلم باب الاستخلاف] رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ نہین کرین گے۔

تنبیہ۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً کسی کو خلیفہ نہین کیا اور اسی پر اہل سنت جماعت کا اجماع ہے

(۲) ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ مین نے بی بی عائشہ رض سے سُنا اور ان سے پوچھا گیا کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے انہون نے کہا ابوبکر صدیق رض کو۔ پہر پوچہا گیا کہ انکے بعد کس کو کرتے انہون نے کہا عمر کو۔ پہر پوچہا گیا ان کے بعد کس کو کرتے کہا ابوعبیدہ کو۔ پہر خاموش ہو رہین۔

عن ابي مليكة سمعتُ عائشة وسُئلت من كان رسول الله صلعم مستخلفًا لو استخلفه۔ قالت ابوبكر فقيل لها ثم مَن بعد ابي بكر قالت عمر ثم قيل لها مَن بعد عمر۔ فقالت ابوعبيدة ابن الجراح ثم انتهت الى هذا [مسلم باب الفضائل]

(۳) عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیماری کے زمانہ مین مجھ سے

عن عائشة رض قالت قال لي رسول الله صلعم في مرضه ادعي لي ابا بكر اباك

رمایا ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلاؤ تاکہ مین ایک نوشتہ لکھ دون - مجھے خوف ہے کہ کوئی ارزو کرنے والا خلافت کی تمنا کرے اور کوئی کہنے والا یہ کہے کہ مین اس کا زیادہ حقدار ہون - اللہ تعالے اور مومنین نہین مانین گے مگر ابو بکر کو -

واکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنیٰ متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمومنون الا ابابکر (مسلم)

(۴) ایام مرض مین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیش نمازی کی احادیث جو صفحہ ۴۸ مین مذکور ہو چکی ہین

(۵) - جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا - آپنے فرمایا پھر آنا وہ بولی اگر مین آؤن اور آپ کو نہ پاؤن اس کی مراد یہ تھی کہ شاید آپ فوت ہوچکے ہون آپنے فرمایا اگر تو مجھ کو نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آنا -

عن جبیر بن مطعم ان امرءۃ سئلت رسول اللہ شیئا - فامرھا ان ترجع الیہ - فقالت یا رسول اللہ صلعم ارایت ان جئت و لم اجدک کانھا قال ابی تعنی الموت - قال فان لم تجدینی فاتی ابابکر - بخاری ومسلم باب الفضائل

خلافت کے منصوص غیر منصوص ہونے پر علما کی رائین اور محدثین کی روایتین جو درج ہو چکی ہین انکے علاوہ قران مجید کی ایک آیت سے بھی خلفا کی خلافت پر استدلال کیا جاتا ہے جو عام طور پر آیۃ استخلاف کے نام سے مشہور ہے اللہ تعالے فرماتا ہے -

جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور نیک کام کیے خدا کا ان سے وعدہ ہے کہ ان کو ردئے زمین پر خلیفہ کریگا جیسا کہ ان لوگون کو خلیفہ کیا تھا جو ان سے پہلے ہو گذرے ہین اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے جما کر رہیگا اور خوف کے بعد انکو امن دیگا ہماری عبادت کیا کرین گے اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہین گردانین گے مگر اس آیت پر

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا - سیپارہ ۱۸ سورہ نور آیت ۵۵

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ استخلاف فی الارض کا جو وعدہ باری تعالے کی طرف سے ہوا ہے وہ بطور تعمیم کے ہے کسی خاص شخص یا اشخاص کا تعین نام اس سے نہین ہو سکتا - صاحب تفسیر کبیر اور چند مفسرین نے استخلاف فی الارض کا وعدہ بلحاظ قرینہ لفظ **منکم** ان لوگون سے

متعلق کیا ہے جو نزول آیت کے وقت باایمان اور صاحب عمل صالح تھے اور واقعات کے لحاظ سے حضرات خلفاء اربعہ کو اس کا مورد قرار دیا ہے صاحب تفسیر بیضاوی اور بعض دیگر مفسرین نے منکم کے خطاب میں رسول کریم اور ان کے تمام متبعین کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ ایمان اور عمل صالح کچھ صحابہ ہی کے ساتھ مختص نہ تھا بلکہ امت محمدیہ کا ہر شخص جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرے اس کا مستحق ہو سکتا ہے چنانچہ اکثر علمائے کرام نے عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ پنجم قرار دیا ہے۔ پس یہ آیت خصوصیت سے کسی کی خلافت پر مشتمل نہ ہوگی لیکن ابوبکر صدیق رضہ چونکہ رسول کریم کے پہلے جانشین تھے اس واسطے وہ اور دیگر حضرات خلفاء بلحاظ واقعات بطور دخول اولیہ اس آیت میں ضمناً شامل سمجھے جائیں گے۔

باب پنجم۔ محاربات

اسلام کی نازک حالت مذہب اسلام رسول خدا کی زندگی میں بسرعت ترقی پا کر عرب کے چار طرف پھیل گیا تھا۔ بحیرہ قلزم سے لیکر یمن کے کنارہ تک وہاں سے خلیج فارس کے آخر تک و فرات سے ہوتا ہوا ملک شام کے کنارہ کنارہ بحیرہ قلزم تک تمام ملک اسلام سے معمور تھا مگر آپ کے اخیر زمانہ میں عرب کے تین گروہ مرتد ہو گئے اور ہر گروہ میں سے ایک ایک شخص نے نبوۃ کا دعویٰ کیا۔ ازالۃ الخلفا میں ان مدعیان نبوت کی یہ تفصیل دی ہے

(۱) اسود عنسی۔ اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کے دار الخلافہ صنعا پر قابض ہو گیا۔

(۲) مسیلمہ۔ اس نے یمامہ میں علم نبوت کھڑا کیا اور رسول کریم کو مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کو سلام کے بعد واضح ہو کہ میں عرب کی حکومت میں تمہارا شریک ہوں آدھا ملک میرا ہے اور آدھا قریش کا لیکن قریش اس میں زیادتی کرتے ہیں۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیک اما بعد فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض ولکن قریشا قوم یعتدون

رسول کریم نے اس کے جواب میں لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو واضح ہو کہ جو شخص سیدھے راستہ کی پیروی کرے اس کو سلام ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد الرسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب السلام علی من اتبع الہدی

اور اس کے بعد یہہ کہ ملک خدا کا ہے جسکو چاہے عطا کرے اور اچہا انجام پرہیزگارونکا ہے

(۳) طلیحہ اسدی۔ یہ شخص بنی اسد مین نبوت کا دعویدار ہوا تہا

اما بعد فان الارض للہ
یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین

ان کے سوا ایک عورت سجاح بنت حارث تمیمیہ نے بہی قبیلہ بنی تغلب مین نبوت کا دعوی کیا تہا ان لوگون کے دعوت نبوت کی خبر رسول کریم کی زندگی مین مدینہ مین پہنچ گئی تہی۔ اور آپنے اسود عنسی کے قتال کے واسطے مسلمانان یمن کو حکم بہی بہیجدیا تہا مگر مسیلمہ اور طلیحہ کی وصول خبر کے بعد آپ پر بیماری کا غلبہ ہوگیا اور اس وجہ سے ان پر چڑہائی کی تجویز نہوسکی منجملہ ان دعویداران نبوت کے مسیلمہ سب سے زیادہ زبردست تہا جو بیشتر مسیلمہ کذاب کے نام سے مشہور ہے ایک لاکہہ آدمی اس کے ہمراہ ہوگیا تہا۔

مدعیان نبوت کی طرف سے یہ شورشین ہو رہی تہین کہ رسول کریم کی وفات کے بعد عرب کے گرد و نواح مین جوش ارتداد عام طور پر پڑگیا۔ مکہ اور مدینہ اور جواثی (بحرین مین ایک شہر تہا) کے سوا اکثر قبائل عرب مرتد ہو گئے۔ ان مرتدین مین بعض وہ لوگ تہے جو دنیاوی طمع یا کسی خوف کے باعث منافقانہ طور سے کلمہ اسلام کو اپنی بے کہٹکا زندگی بسر کرنیکا ذریعہ سمجہتے تہے اور بعض وہ لوگ تہے جن کے باپ دادا اسلامی معرکون مین تہ تیغ ہوے اور ان کی مال و دولت مسلمانون کے قبضہ مین آگئی تہی۔ کچہہ عوام الناس تہے جن کو دراصل نہ مسلمانون سے کوئی رنجش اور نہ مرتدین سے کوئی اتحاد تہا بلکہ محض بے تمیزی کے باعث ایک غل غپاڑہ دیکہہ کر اس مین جا شامل ہوے۔ ہر چند اس عام شورش سے عرب کے چارون طرف فساد کی آگ بہڑک اٹہی تہی اور مدعیان نبوت کے فتنہ کو اس سے ایک گونہ اچہی تقویت ہوگئی تہی مگر ابوبکر صدیق رضہ کا استقلال دیکہنے کے لایق ہے کہ وہ اسلام کی ایسی نازک حالت اور خلافت کی ابتدائی کیفیت مین ذرہ برابر نہین گہبرائے اور عزم راسخ و نیت صادق سے نوبت بہ نوبت سب کا بندوبست کیا اور عام مفسدین کا قلع قمع کرنے کے بعد عرب مین پہر کر اسلام کو تازگی بخشی جیسا کہ آگے مذکور ہوگا۔

اسود عنسی کا واقعہ

تاریخ ابو الفدا مین لکہا ہے کہ اسود کا نام عبہلہ بن کعب بن عوف العنسی ہے اس نے یمن کے ایک قبیلہ مذحج مین نبوت کا دعوے کیا تہا یہ شخص شعبدے اور طلسمات دکہلا کر جہلا کو اپنی گفتگو سے مسخر کر لیا کرتا تہا۔ جو شخص اسکا کلام سنتا فوراً اس کی طرف مائل ہوجاتا تہا۔ باشندگان نجران اس سے ملگئے اور عمر بن حزام و خالد بن سعید کو جو رسول خدا کیطرف سے نجران مین رہتے تہے

شہر بدر کر کے اسود کے حوالہ کر دیا۔ پھر اسود نجران سے شہر صنعا کو گیا جو یمن کا دار الخلافہ تہا اور اس پر قابض ہو گیا۔ شہر بن باذان حاکم یمن کو قتل کیا اسکی بیوی کو اپنے گھر مین ڈال لیا اور تمام ملک یمن کا حاکم بنگیا ابن اثیر نے لکہا ہے کہ رسول کریم کی زندگی مین پہلا شخص جو اسلام سے مرتد ہوا وہ اسود عنسی تہا جب رسول خدا کو اس کے ارتداد کی خبر پہونچی تو آپنے معاذ بن جبل اور اسکی دیگر ہمراہی مسلمانون کو اسود کے قتل کا حکم بہیجا۔ فیروز دیلمی جو شہر بن باذان کی بیوی کا چچا تہا اس کام کا ذمہ دار ہوا اور اپنی بہتیجی سے اسود کی خوابگاہ کے حالات دریافت کیے اور پہر اپنے رفقا کی مدد سے نقب لگا بوقت شب اسود کے محل سرا مین گہس گیا اور اس کو قتل کر ڈالا اس کامیابی کی اطلاع مدینہ مین بہیجی گئی۔ چونکہ یہ واقعہ رسول کریم کی وفات سے ایک شبانہ روز پہلے ہوا تہا اس واسطے یہ خبر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین وصول ہوئی اور یہ پہلی فتح تہی جسکی خوشخبری ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونے پر حاصل ہوئی۔

جیش اسامہ ابو بکر صدیق کی پہلی کارروائی حصول خلافت کے بعد اسامہ بن زید کے لشکر کی روانگی تہی۔ رسول کریم نے اپنی بیماری سے دو یوم پیشتر رومیون کے مقابلہ کے واسطے ایک فوج بسر کردگی اسامہ بن زید روانہ ہونیکا حکم دیا تہا ہر چند اس اثنا مین بیماری کے آثار آپ پر نمودار ہونے شروع ہو گئے مگر آپ کو اس فوج کی روانگی مین اس قدر عجلت مقصود تہی کہ حالت مرض مین اسامہ کا جہنڈا اپنے ہاتھ سے درست کیا اور تمام اکابر صحابہ کو اس کے ساتھ جانے کا حکم دیا یہ لشکر مدینہ کے باہر پڑا ہوا تہا اور کوچ کرنے کو آمادہ تہا کہ دفعۃً رسول خدا کے اشتداد مرض نے اس کو روک دیا اور پہر آپکے انتقال کے باعث وہان رکا رہا۔ اب جس وقت ابو بکر صدیق بیعت خلافت سے فارغ ہوئے تو لشکر اسامہ کی روانگی کی تجویز کی۔ لوگون نے کہا کہ عرب کے بادیہ نشین پیشتر مرتد ہو گئے ہین اور مدعیان نبوت فساد پہیلا رہے ہین ایسی حالت مین اسامہ کی روانگی مناسب نہین یہ گفتگو سن کر ابو بکر صدیقؓ کو بہت جوش ہوا اور فرمانے لگے خدا کی قسم اگر پیغمبر خدا کی بیویون کے پاؤن بہی کتے گہسیٹین تو جس لشکر کو رسول خدا نے بہیجا ہے مین اسے ہرگز نہ لوٹاؤنگا۔ اور جس جہنڈے کو رسول خدا نے باندہا ہے مین اُسے ہرگز نہ کہولونگا

واللہ الذی لا الٰہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی ما رددت جیشا وجھہ رسول اللہ ولا حللت لواء

اس کے بعد اسامہ کو روانہ کیا۔ عقد ۵ فوجہ اسامہ ـ تاریخ الخلفا

تاریخ ابوالفدا مین اس قصہ کے متعلق لکھا ہے کہ جن ایام مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والئے خلافت ہوئے ان دنون مین اسامہ بن زید لشکر کا سردار تہا اور عمر فاروق بہی منجملہ لشکر اسامہ کے اُس عہدہ پر تہے جسپر رسول خدا نے ان کو مقرر کیا تہا۔ ایک روز عمر فاروق رضہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انصار ایک ایسے شخص کو چاہتے ہین جو اسامہ سے بڑی عمر کا ہو۔ یہ بات سن کر آپ اچہل پڑے اور عمر فاروق کی ڈاڑہی پکڑکر کہنے لگے۔ جوانان مرگ! رسول خدا نے تو اس کو امیر لشکر مقرر کرلیا ہے اور تو مجہہ سے اس کی معزولی چاہتا ہے۔ یہ کہہ کر لشکر اسامہ کیطرف آئے اور ملاحظہ کے اچہہ اس کو رخصت کیا۔ صرف عمر فاروق کو واسطے صلاح ومشورہ کے اسامہ کی اجازت سے مدینہ مین ٹہرالیا۔ روانگی کے وقت اسامہ گہوڑے پر سوار تہا اور ابوبکر صدیق رضہ پیدل چلتے تہے اس پر اسامہ نے کہا یا تو آپ سوار ہوجایئے یا مجہہ کو حکم دیجیے کہ مین بہی پیدل ہوجاؤن۔ آپنے کہا یہ ہرگز نہ ہوگا اگر مین خدا کی راہ مین ایک ساعت اپنے قدمون کو تہکاؤن تو کچہہ مضایقہ نہین غرض اس کیفیت سے اسامہ کو وداع کیا جو وہان لشکر کشی کے متعلق معاملہ کو کیگئی تہین ان کا حال باب ششم مین مذکور ہے۔

مرتدین کا حملہ مدینہ پر

جو شورش ارتداد مدینہ کے اطراف وجوانب مین پہیل گئی تہی لشکر اسامہ کے کوچ کرنے سے اس کا حوصلہ بڑہگیا اور انہون نے میدان خالی پاکر مدینہ پر حملہ کیا اور کئی روز تک محاصرہ رکہا۔ جو لوگ لشکر اسامہ مین شریک نہین کئے گئے تہے ابوبکر صدیق نے ان کو حکم دیا کہ شبانہ روز مسلح رہین اور جس وقت منادی کی آواز سنین فوراً اپنے اپنے مکان سے نکل کر ایک جا جمع ہوجائین ایک روز ایسی حالت مین ابوبکر صدیق رضہ رضی اللہ عنہ نے موقعہ پاکر بڑی صبح باغیون پر حملہ کیا ان مسلمانون کی مدد سے ان کو تتربتر کردیا کچہہ قتل اور کچہہ قید ہوے اور بہاگ گئے تہے ان کا بڑی مستعدی سے تعاقب کیا گیا۔ بادیہ نشین اس کارروائی سے بہت خائف ہوے اور لشکر اسلام کا رعب ان کے دلون پر بیٹہہ گیا۔

مرتدین کے مقابلہ پر صحابہ کا اختلاف رائے

چالیس دن کے بعد جب اسامہ کا لشکر بکامیابی روم سے واپس آیا اور مدینہ پر حملہ کرنیوالے مرتدین کی قلع وقمع سے بہی فراغت ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضہ نے اپنی ساری توجہ اس امر پر مصروف کی کہ مدعیان نبوت۔ مرتدین اسلام مانعین زکوۃ سے قتال

... ابوبکر صدیق مانعین زکوٰۃ کا قتال مثل کفار کے واجب سمجھتے تھے اور دیگر صحابہ خصوصاً عمر فاروق رض اہل قبلہ سمجھ کر ان کے جہاد کے برخلاف تھے۔ صحیح مسلم مین عمر فاروق کا اعتراض یون نقل کیا گیا ہے۔

آپ کیونکر ان لوگون سے جہاد کرین گے حالانکہ رسولؐ کریم نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگون سے اس وقت تک جہاد کرنے کا حکم ہے جبتک کہ وہ لا الہ الا اللہ نہ کہین پھر جو شخص کلمہ توحید زبان سے کہے اس کی جان اور مال مجھ سے محفوظ ہے اس کے بعد مین کسی کو قتل نکرونگا مگر کسی حق کے عوض اور اس کے اندرونی حالات کا حساب خدا پر ہے۔

كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم مني نفسه وماله الا بحقه وحسابه على الله

مسلم باب الایمان

ابوبکر صدیق نے اس کے جواب مین کہا بخدا مین ان لوگون سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ مین کچھ بھی تفریق کرین گے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہ لوگ جو بکری کا ایک بچہ دیتے تھے اگر اسے نہ دین گے تو مین اس کے نہ دینے پر بھی ان سے جہاد کرونگا۔

والله لاقاتلن من فرق بين الصلوٰة والزكوٰة فان الزكوٰة حق المال والله لو منعوني عناقا كانوا يؤدونها الى رسول الله لقاتلتهم على منعها صحيح مسلم

اس اثنا مین عمر فاروق نے ابوبکر صدیق رض سے ایسے لوگون کے ساتھ نرمی کی درخواست کی جلال الدین سیوطی نے یہ واقعہ عمر فاروق کے حوالے اس طرح بیان کیا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بہت سے عرب مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم نماز پڑہین گے مگر زکوٰۃ نہین دینگے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھ کر ان سے قتال کا حکم دیا) اس وقت مین ان کے پاس گیا اور کہا کہ آپ لوگون کو اسلام مالوف کرین اور نرمی برتین کہ یہ لوگ وحشی جانورون کی مانند ہین ابوبکر

لما قبض رسول الله ارتد من ارتد من العرب وقالوا نصلي ولا نزكي فاتيت ابابكر فقلت يا خليفة رسول الله تالف الناس وارفق بهم فانهم بمنزلة الوحش فقال رجوت نصرتك وجئتني بخذلانك جبار

صدیق نے کہا میں تم سے امداد کا متوقع تھا اور تم میری تذلیل کے واسطے آئے ہو تم زمانہ جاہلیت مین بڑے بہادر تھے اور اب زمانہ اسلام مین سست ہو گئے ہو مین کسی چیز سے ان کو مالوف کرون کیا شعر مطبوع سے یا سحر مفتری سے افسوس کا مقام ہے کہ رسول کریم انتقال کر گئے اور وحی کی آمد بند ہو گئی قسم بخدا جبتک یہ تلوار میرے ہاتھ مین ہے مین ان سے جہاد کرون گا اگرچہ وہ عقال ہی کی خاطر کیون نہو۔

فی الجاهلیه خوار فی الاسلام بماذا عسیت ان اتالفهم بشعر مفتعل او بسحر مفتری - هیهات هیهات مضی النبیٌ وانقطع الوحی - والله جاهدنهم ما استمسك السیف فی یدی

آخر کار عمر فاروق کو جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمدگی رائے معلوم ہو گئی تو آپ نے قتال مانعین زکوٰۃ پر ان سے اتفاق کیا اور دیگر صحابہ جو ابتک اس معاملہ مین متوقف تھے وہ بھی متفق ہو گئے پس جو لوٹ حملہ آورین مدینہ کی شکست دہی سے حاصل ہوئی تھی اور جو مال اسامہ بن زید فتوحات روم سے ہمراہ لایا تھا ان دونون کو ملا کر مرتدین پر حملہ کی تیاری شروع ہوئی۔

روانگی افواج ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق نے اس موقعہ پر فوج کو جو آٹھ ہزار کے قریب تھی گیارہ دستون مین تقسیم کیا اور ہر دستہ پر ایک امیر صاحب علم مقرر کر کے حسب ذیل مقامات کو روانہ کیا۔

(۱) ۔ خالد بن ولید کو اول طلیحہ اسدی اور پھر مالک بن نویرہ پر۔

(۲) ۔ عکرمہ بن ابی جہل کو مسیلمہ کذاب پر۔

(۳) ۔ شرحبیل ابن حسنہ کو عکرمہ بن ابی جہل کی کمک پر۔

(۴) ۔ مہاجر بن ابی امیہ کو اسود عنسی کے لشکر اور کندہ و حضر موت پر۔

(۵) ۔ خالد بن سعید کو شام پر۔

(۶) ۔ عمرو بن عاص کو قبیلہ قضاعہ پر۔

(۷) حذیفہ بن محصن کو عمان پر
(۸) عرفجہ بن ہرثمہ کو مہرہ پر
} ان دونون کو باہم ملکر کارروائی کرنیکا حکم تھا۔

(۹) معن بن حاجز کو بنی سلیم اور ہوازن پر۔

(۱۰) - سوید بن مقرن کو تہامہ یمن پر -

(۱۱) - علاء بن حضرمی کو بحرین پر -

پھر ہر امیر کو اس کے متعلق فرمان لکھدیا اور جملہ مرتدین کے نام ایک ہی مضمون کے متعدد فرمان لکھ کر سفیرون کے حوالہ کئے یہ فرامین ذیل مین درج ہین -

ترجمہ فرمان صدیقؓ بنام افسران فوج

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ فرمان ابو بکر الصدیق خلیفہ رسول خدا کی طرف سے فلان شخص کے نام ہے جبکہ اس کو مرتدین اسلام کی لڑائی کے واسطے روانہ کیا اور اس سے عہد کیا کہ خدا تعالی سے ہر کام مین خفیہ اور علانیہ بقدر امکان کے ڈرتا رہے اور خدا کے کام مین کوشش کرے جو لوگ اس سے انحراف کرین اور اسلام سے شیطانی خواہشون کیطرف بعد رفع عذر کے پھر جائین انکو اسلام کیطرف بلائے اگر وہ اسلام قبول کرین تو ان سے اپنا ہاتھہ روک لے اور اگر انکار کرین تو ان پر چار طرف سے تاخت و تاراج کرے یہانتک کہ وہ اسلام کو ماننے لگین اور جو امور ان کے فائدہ یا نقصان کا باعث ہون اس سے انکو آگاہ کردے اپنا حق ان سے لے اور انکا حق ان کو دے نہ انکو فرصت کا موقعہ دے اور نہ مسلمانون کو ان کے قتال سے روکے جو شخص خدا تعالے کا حکم ماننے اور اس کی تعمیل کرے اسکا اسلام قبول کیا جاوے اور نیک کام مین اس کی مدد کیجاوے صرف وہی شخص قتل کیا جاوے جو خدا کا حکم ماننے کے بعد اس سے انکار کرے اور وہ بھی جب دعوت اسلام کو مان لے تو پھر اسپر کوئی گرفت نہین اگر اس کے بعد وہ کچھہ اخفا کرے تو اسکا محاسبہ خدا کے متعلق ہے جو شخص دعوت اسلام کو نہ مانے وہ رسوائی سے قتل کیا جائیگا خواہ کسی جگہہ ہو اللہ تعالی اسلام کے سوا کوئی چیز قبول نہین کرتا پس جو شخص اسکو ماننے اور اقرار کرے اس کا اسلام قبول کیا جاوے اور اس کی مدد کیجاوے اور جو انکار کرے اوس کو قتل کیا جاوے اور جب اللہ تعالی انپر غالب کرے تو ہتھیار اور آتش فشان چیزون سے ان کو ہلاک کرے اور جو مال غنیمت کا ہاتھہ لگے اس کو مسلمانون مین بانٹ دے اور پانچوان حصہ ہمارے پاس بھیجدے اپنے رفقا کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور ان مین خوگیر کی بھرتی کو داخل نہ ہونے دے تاوقتیکہ

ان کے حالات سے پوری آگاہی حاصل نہ کرے ایسا نہ ہو کہ وہ جاسوسی کا کام کرین اور مسلمانون کو
ان سے نقصان پہنچے۔ مسلمانون سے میانہ روی اختیار کرے اور کوچ ومقام مین ان کے ساتھ
رفق سے پیش آئے اور جو شخص پیچھے رہجائے اس کو تلاش کرے۔ کوئی کسی پر شتاب زدگی نہ کرنے
پائے اور لوگون کو حسن معاشرت اور نرم گفتاری کی نصیحت کرے۔

ترجمہ فرمان صدیق رض بنام اعراب

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ فرمان ابو بکر (صدیق) خلیفہ رسول خدا کی طرف سے قبائل عرب کے ہر خاص و
عام کو ہے جو سلام پر قایم ہے یا اس سے پھر گیا ہے اور سلام اس شخص پر ہے جو راہ راست کی پیروی
کرے اور گمراہی اور خواہش نفسانی کے پیچھے نہ پڑے۔ مین خدا کی حمد وثنا کرتا ہون جس کے سوا کوئی
عبادت کے لایق نہین وہ تنہا ہے رکوئی اس کا شریک نہین۔ مین اس امر کی گواہی دیتا ہون کہ محمدؐ
(صلعم) خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے جو کچھ رسول خدا لائے اس پر ہمارا ایمان ہے اور جو اسے نہ مانے
اس کو کافر جانتے ہین اور اس سے جہاد کرتے ہین اس کے بعد رسول خدا کی نبوت اور آپ کی وفات
کو بہت عمدگی سے بیان کیا اور وعظ ونصیحت مین طولانی تقریر کی اور پھر کہا کہ مین نے فلان شخص کو
مہاجرین اور انصار اور تابعین کے لشکر کے ساتھ تمہاری طرف روانہ کیا ہے اور اس کو حکم دیا ہے
کہ کسی شخص سے قتال نہ کرے جبتک کہ اس کو دین خدا کی دعوت نہ کرے جو شخص اس کی بات مان لے
اور لڑائی سے رک جائے اور اعمال صالحہ بجالائے اس کا اسلام مقبول اور اس کی مدد کی جائے
اور جو شخص نہ مانے اس سے جنگ کی جائے اس کے بعد اسکی کوئی قدر ومنزلت نہ ہوگی۔ جو
شخص اطاعت کرے اس کے حق مین بہتر ہے اور جو انکار کرے وہ خدا کا کچھ بگاڑ نہین سکتا مینے
اپنے سفیر کو حکم دیا ہے کہ اس فرمان کو تمہارے ہر ایک مجمع مین پڑہے خدا کا دین اذان ہے۔ جب
مسلمان اذان دین تو مان لین اور لڑائی سے رک جائین۔ اگر اذان نہ دین تو پھر ان سے ان کے
مذہب کی بابت پرسش کرین۔ بصورت انکار فوراً جنگ کی جائے اور بصورت اقرار انکا
اسلام مانا جائے اور ان سے مناسب سلوک عمل مین آوے (ابن خلدون جلد ۲)

سفیر یہ فرمان لیکر فوجون کے آگے روانہ ہوئے اور سرداران لشکر نے اپنے دستور العمل کے

ساتھ کوچ کیا۔ سب سے پہلا مقابلہ لشکر اسلام کے سپہ سالار خالد کا طلیحہ اور بنی اسد کیساتھ تھا۔

طلیحہ پر فوج کشی

طلیحہ بن خویلد اسدی منجملہ ان تین اشخاص کی ہے جنہون نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ مین نبوت کا دعوے کیا تہا اور ابوبکر صدیق کے زمانہ خلافت مین بدستور اپنے دعوے پر قایم رہا قبیلہ بنی اسد کے لوگ اس کے مطیع ہوگئے اور عیینہ بن حصن فزاری قبیلہ فزارہ کے ساتھ مرتد ہوکر اس کے شامل ہوگیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ محمد (صلعم) بنی ہاشم کے پیغمبر تہے اور طلیحہ بنی اسد کا نبی ہے۔ وہ انتقال کر گئے اور یہ زندہ ہے عیینہ کی اس آبلہ فریبی سے بہت لوگ اس کے ہمراہ ہوگئے طلیحہ نے نماز مین سجدہ کرنا ترک کرا دیا اور لوگون سے کہا کہ خداوند عالم خاک پر منہ رکہنے کو ناپسند کرتا ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ ہر حال مین میری یاد کرو۔ بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر۔ اس کے ابتدائی فروغ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ایک روز اپنی قوم کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور پانی کسی کے پاس نہ تہا۔ شدت تشنگی مین جب لوگون نے پانی کی درخوست کی تو اس نے یہ سجع کہا۔

میرے خاص گہوڑے علال پر سوار ہوکر چند میل چلے جاؤ تم کو پانی ملیگا۔	ارکبوا علالا واضربوا امیالا تجدوا ایلالا ابن اثیر

ایک شخص گہوڑے پر سوار ہوکر گیا تو واقعی پانی مل گیا۔ ہمراہیون کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اور انہون نے طلیحہ کی اس خبر کو اس کے معجزہ پر حمل کیا۔

ابوبکر صدیق کو جب اس کے حالات معلوم ہوئے تو خالد بن ولید کو ایک لشکر دیکر اُسکی

+ خالد بن ولید قریش کا ایک مشہور جنگ جو اور تجربہ کار افسر تہا۔ صفحہ ۱۲ مین بیان ہوچکا ہے کہ ایام جاہلیت مین فوج کیواسطے سامان متعلقہ کا بہم پہنچانا اور قریش کے سوارون سے جنگی خدمت لینا اس کے متعلق تہا۔ ساتوین یا آٹھوین سال ہجری مین شرف اسلام سے بہرہ یاب ہوا اور رسول کریم کے زمانہ مین عظیم الشان فتوحات اس سے ظہور مین آئین۔ اسی جرأت اور بہادری کے باعث رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کا خطاب اس کو عطا کیا۔

ازالۃ الخفا مین لکہا ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضنے خالد کو امیر لشکر مقرر کیا تو حاضرین کو یہ حدیث پڑھکر سنائی۔ انی سمعت رسول اللہ یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ سلہ اللہ عز وجل علی الکفار والمنافقین۔ مؤلف

سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ خالد نے قبیلہ طے مین پہنچکر کوہ سلمیٰ اور اجا کے درمیان ڈیرے ڈال دیئے اور جو لوگ اس نواح مین مذہب اسلام پر ابتک قایم تہے وہ اس سے مل گئے خالد اس عرصہ مین اپنا ایلچی طلیحہ کے پاس بہیجکر اسکو وعظ و نصیحت کرتا اور مخالفت و خونریزی سے روکتا رہا مگر اس نے ایک نہ مانی اور آخر کار لڑائی کی ٹہر گئی۔ حملہ کے وقت فوج کا انتظام اس طرح تہا میمنہ لشکر پر عدی بن حاتم طائی۔ میسرہ لشکر پر زید الخیل جناح پر زبرقان بن بدر اور خود قلب لشکر مین کہڑا ہوا۔ اُدہر سے طلیحہ قبایل اسد غطفان اور فزارہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کیو اسطے نکلا۔ عدی اور زید الخیل نے ایسی جنگ کی کہ دشمنون کے چہکے چہوٹ گئے۔ طلیحہ اس حالت مین ایک گوشہ مین چلا گیا اور چادر اوڑہ کر کہنے لگا کہ اب وحی آرے گی۔ عُیَینہ امیر لشکر بار بار میدان جنگ سے اس کے پاس آتا اور نزول وحی کا حال پوچہتا تہا۔ مگر ہر مرتبہ جواب نفی مین پاتا۔ تیسری مرتبہ طلیحہ نے کہا کہ ہان اب جبریل آیا ہے اور کہتا ہی تیری امید خالد بن ولید کی سی ہوگی اور ایسی حالت | انّ لک رحیً کرحاہ وحدیثاً لا تنساہ۔ ابن اثیر

گزرے گی کہ فراموش نہ ہوگی عیینہ نے کہا کہ ہمسے تمسے بہی وہ حادثہ گذریگا کہ خلایق فراموش نہ کریگی پہر اپنے پیغمبر کی حالت اور لشکر اسلام کی جرأت دیکہہ کر گہبرا گیا اور قوم سے کہا کہ یہ جہوٹا نبی ہے وہ اس کے سنتے ہی بہاگ گئے اور لشکر طلیحہ مین کہلبلی پڑگئی جس کے سبب وہ اپنی بی بی کو لیکر شام کیجانب نکل گیا۔ مگر عیینہ گرفتار ہو کر مدینہ مین بہیجا گیا۔ وہان اس نے مجدداً اسلام قبول کیا۔ طلیحہ کے سبب سے جو قبیلے مرتد ہوئے تہے اس فتح کے بعد سب مسلمان ہو گئے۔ کچہہ عرصہ کے بعد جب طلیحہ کو مرتدین کی عفو تقاصیر کا حال معلوم ہوا تو وہ بہی مدینہ مین آکر مسلمان ہو گیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت مین مسلمانون کے ساتھ جنگ نہاوند مین شہید ہوا

سجاح بنت حارث یہ عورت خاندان بنی تغلب سے تہی اور رسول کریم کی وفات کے بعد نبوت کی دعویدار ہوئی۔ فن کہانت سے خوب واقف تہی اس لئے کئی ہزار آدمی اس کے ساتھ ہولئے اور سب کو ہمراہ لیکر ابوبکر صدیق کے ساتھ لڑائی کے ارادہ سے مدینہ کو روانہ ہوئی جب مقام حُزن مین پہنچی تو مالک بن نویرہ نے اس سے مصالحت کرکے مدینہ کے عزم سے روکا۔ اور بنی تمیم پر حملہ کرنے کی توجہ دلائی۔ اس لڑائی مین ابتداءً یہ کامیاب ہوئی اور وکیع بن مالک بہی

اس سے مل گیا مگر آخر کار شکست پائی - اس کے بعد کچہہ باہم تصفیہ کرکے پہر آگے بڑہی مگر مالک بن نویرہ اور وکیع بن مالک اس سے الگ ہو کر اپنی اپنی قوم مین چلے گئے - تب سجاح مایوس ہو کر بنی حنیفہ کی طرف روانہ ہوئی جہان مسیلمہ نے نبوت کا دعوے کر رکھا تہا - چونکہ لشکر اسلام مسیلمہ کے مقابلہ مین تہا اس لئے سجاح کی آمد سے گہبرایا اور تحایف بہیجکر اس سے مصالحت کی - جب وہ شہر مین داخل ہوئی تو مسیلمہ نے اس کی ملاقات کے واسطے ایک خیمہ نصب کرا کر بخور اور خوشبو سے معطر کیا - اور اس سے تخلیہ مین ملاقات کی ٹہرائی - سجاح نے خیمہ مین داخل ہوتے ہی پوچھا

آپ پر کیا وحی نازل ہوئی ہے اس نے جواب مین کہا کیا تو نے اپنے پروردگار کو نہین دیکہا کہ حاملہ عورتون سے کیا کام کرتا ہے ان سے دوڑتی ہوئی روح پردون اور جہلیون سے نکالتا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلیٰ
اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعیٰ مِنْ بَیْنِ
صَفَاقٍ وَغَشَیٰ — ابن اثیر

جب یہ سن چکی تو کہا کچہہ اور سنائے - تب مسیلمہ نے یہ فقرات پڑہے

اللہ تعالے نے عورتون کو ذی فرج پیدا کیا اور مردون کو ان کا جوڑ بنایا - پس وہ ان کے فرج مین اچہا دخول کرتے ہین پہر ہم جو چاہتے ہین نکالتے ہین اور وہ عورتین ہمارے واسطے بچے جنتی ہین

اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلنِّسَاءِ افراجًا
وَجَعَلَ الرِّجَالَ لَهُنَّ اَزْوَاجًا
فَنُولِجُ فِیْهِنَّ اِیْلَاجًا ثُمَّ نُخْرِجُهَا
مَا شِئْنَا اِخْرَاجًا فَیُنْتِجْنَ لَنَا اِنْتَاجًا — ابن اثیر

چونکہ عورت نوجوان تہی اور خیمہ بہی بخور سے مہک رہا تہا یہ مضامین سن کر جوش مستی اس پر غالب ہوا اور کہنے لگی کہ مین تمہاری نبوت پر گواہی دیتی ہون - اس پر مسیلمہ نے کہا تو نبیہ اور مین نبی دونو نکا خوب جوڑ میل ہو گیا - اب تمہاری مرضی ہو تو ہم بستری کی ٹہر جاوے - سجاح نے اس کی درخواست قبول کی اور دونون ہم بستر ہوئے اور تین دن خیمہ مین اس کے پاس رہ کر اپنی قوم مین واپس چلی آئی پیغمبر یمامہ کی تصدیق نبوت اور اس سے اپنے نکاح کا حال بیان کیا چونکہ مہر کچہہ مقرر نہین ہوا تہا اسواسطے انہون نے ملامت کی تب مسیلمہ کے پاس جا کر مہر کی خواستگار ہوئی چنانچہ اس نے صبح اور شام کی نماز بعوض مہر کے معاف کر دی - اس کے بعد یہ قبیلہ بنی تغلب مین آئی اور امیر معاویہ کے زمانہ مین مسلمان ہو گئی -

مالک بن نویرہ پر فوج کشی

خالد بن ولید طلیحہ کی مہم سے فارغ ہو کر بطاح مین پہنچا - یہ ریاست

رسول کریم صلے اللہ وسلم کے حکم سے مالک بن نویرہ کے تحت مین تہی جو قبیلہ بنی تمیم کا ایک
رئیس بڑا بہادر شہسوار تہا اور اُس کے باشندگان بنی یربوع کا صدقہ لینا رسول خدا نے اس کے
متعلق کر دیا تہا مگر جب ارتداد کی شورش عرب مین ترقی پکڑ گئی تو مالک زکوۃ دینے سے انکاری
ہوا خالد بن ولید نے بطاح مین پہنچکر حسب ہدایات خلیفہ وقت اپنے لشکر کو چارون طرف پہیلا دیا
تاکہ ان لوگون کے اذان اور نماز کا حال معلوم کرین - لشکر کے لوگ بنی ثعلبہ بن یربوع کی ایک
جماعت کو پکڑ لائے جنمین مالک بہی شامل تہا - مگر اس کے بارہ مین ان کی رائے مختلف تہی - ابو
قتادہ انصاری اور چند اشخاص نے کہا کہ ہمنے اذان اور اقامت ان مین سن لی ہے اور
چند اعرابیون نے اس کے برخلاف بیان کیا - خالد نے ضرار بن ازور کو ان قیدیون کی حفاظت
کا حکم دیا اور چونکہ سرما کی راتین تہین ڈھنڈورچی کو یہ حکم پکارنے کے واسطے کہا دافئوا اسراکم
یعنے اپنے قیدیون کو گرم کپڑا اڑہا دو - مگر قبیلہ بنی کنانہ کے نزدیک یہ فقرہ کنایہ قتل سے تہا
ضرار چونکہ کنانی تہا اس واسطے اس نے ڈھنڈورچی کے فقرہ کو کنایہ پر حمل کر کے مالک کو
قتل کر ڈالا بعض کہتے ہین کہ جب مالک خالد کے پاس بلایا گیا تو اثنائے گفت و گو مین اس نے
کہا ما اخال صاحبکم الا قال کذا و کذا یعنے مین نہین خیال کرتا کہ تمہارے صاحب نے
یہ بات کہی ہو اور صاحب سے اس کی مراد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تہی - اس پر خالد بہڑک اٹہا
اور کہا کیا وہ ہمارے صاحب تہے اور تمہارے صاحب نہ تہے چونکہ اس قسم کی تقریر کرنا اس
وقت کے کافرون اور مرتدون کا شیوہ تہا اس واسطے خالد نے اس کو مرتد سمجہکر قتل کا حکم
دیا اور وہ قتل کیا گیا -

مالک کی بیوی ام تمیم نہایت خوب صورت تہی خالد نے اس کے قتل ہوتے ہی
ام تمیم سے نکاح کر لیا اور ہم بستری کی ٹہرا دی - ابو قتادہ انصاری اس بات سے ناراض ہو کر
خالد سے علیحدہ ہو گیا اور مدینہ کو چلا آیا - ابو بکر صدیق کے سامنے مالک کا قصہ بیان کیا اور
خالد کی شکایت مین کہا کہ اس نے میری بات نہ مانی اور بادیہ نشینون کی شہادت پر اعتبار
کیا جن کا مدعا مال غنیمت کا حاصل کرنا تہا - نیز مالک کے بہائی متمم بن نویرہ نے مدینہ مین
آکر ابو بکر صدیق کے پاس صورت حال بیان کی اور اپنے بہائی کا قصاص اور قیدیونکی

واپسی کا خواستگار ہوا عمر فاروق متمم کے مددگار بن گئے اور ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ خالد کی تلوار مسلمانون پر چل رہی ہے اس صورت مین اس سے قصاص لینا چاہیئے ابوبکر صدیق رض نے نامہ بہیجکر خالد کو جریدہ طور پر طلب کیا وہ فوراً مدینہ مین آیا اور بلال کی اعانت سے خلیفہ کی خلوت مین حاضر ہوا مالک کے قتل کی حقیقت اور اپنے عذر کو بیان کیا ابوبکر صدیق نے اسکا عذر مانکر اپنے کام پر واپس کیا اور یہ حکم دیا کہ لشکر کے ساتھ رسائی رکہے اور یمامہ مین پہنچکر مسیلمہ کذاب کی آتش فتنہ کو فرو کرے ادہر مالک کا خونبہا بیت المال سے دیدیا اور اس کی قوم کے قیدی متمم کے حوالہ کر دئے ۔

مالک کے ارتداد اور اسلام کی نسبت مؤرخین کا اختلاف ہے ابن عبد البر مغربی جو امام وقت گذرا ہے اس کی تحقیقات کے مطابق وہ مرتد تہا چنانچہ استیعاب مین لکھا ہے ۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد کو لشکر پر حاکم مقرر کیا پس اللہ تعالے نے یمامہ کا ملک اور اس کے سوا فتح کئے اور اس نے اکثر مرتدین کو قتل کیا جن مین سے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ ہے ۔

امّرہ ابوبکر الصدیق علی الجیوش ففتح اللہ علیہ الیمامہ وغیرھا وقتل علے یدیہ اکثر اھل الردۃ منہم مسیلمۃ ومالک بن نویرۃ

مسیلمہ پر فوج کشی یہ شخص یمامہ کا رہنے والا اور دسوین سال ہجری مین بنی حنیفہ کی ایک جماعت کی ہمراہ مدینہ مین آیا تہا رسول خدا کو اس نے کہلا بہیجا کہ اگر آپ اپنے انتقال کے بعد عرب کی حکومت مجھ کو دینا منظور کرین تو مین بہت آدمیون کے ساتہہ آپ کی اطاعت کو حاضر ہون آپ ثابت بن قیس کو لیکر اس کے پاس گئے اس وقت کہجور کی ایک ٹہنی آپ کے ہاتہہ مین تہی مسیلمہ کے پاس کہڑے ہو کر آپنے فرمایا کہ اگر تو یہہ ٹہنی مجھہ سے طلب کرے تو مین تجھے نہ دونگا اور مین جانتا ہون کہ جو کچھ خدا تعالی نے تیرے حق مین مقدر کیا ہے تو اسکو بہگت کر رہیگا اور جو کچھ خواب مین مجھے دکہایا گیا ہے مین خیال کرتا ہون کہ تو وہی ہے اور تیری باتون کا جواب دینے کو ثابت بن قیس میری طرف سے موجود ہے ۔ بخاری جلد ۲

مسیلمہ نے وطن مین پہنچکر آپ نے آپکو شریک نبوت ظاہر کیا اور رسول کریم کے انتقال کے بعد مستقل نبی بن بیٹھا جو خط اس نے رسول کریم کو زندگی مین بہیجا تہا وہ اور اس کا جواب باب ۱۲ کے شروع مین درج ہو چکا ہے ابوبکر صدیق نے اس کی اور اس کی قوم کی سرکوبی کیواسطے عکرمہ بن ابی جہل کو فوج دیکر بہیجا تہا اور شرحبیل بن حسنہ کو کمک کے واسطے متعین کیا تہا مسیلمہ کی فوج تعداد مین زیادہ تہی اور

لشکر اسلام کم - اس پر عکرمہ کیطرف سے فوج کشی مین کسیقدر جلدی ہوئی اور شکست کی نوبت
پہنچی - جب اس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا تو انہون نے خالد بن ولید کو
ہدایت کی کہ فوراً یمامہ مین پہنچکر مسیلمہ کا تدارک کرے - خالد بن ولید بطاح سے فارغ ہوکر یمامہ کیطرف
روانہ ہوا - اور ایک مقام مین جو یمامہ کی سرحد پر ہے قیام کیا مسیلمہ چالیس ہزار فوج لیکر مقابلہ کو نکلا
دونون طرف سے صف آرائی ہونے لگی مسیلمہ نے میمنہ میسرہ قلب اور جناح لشکر کو آراستہ کیا
اور ہر ایک عہدہ دار کو اس کی جگہ پر مقرر کرکے خود قلب لشکر مین علم لیکر کھڑا ہو گیا - ادہر سے
خالد بن ولید نے زید بن خطاب کو میمنہ پر اور ساحہ بن زید کو میسرہ پر بہیجا اور عکرمہ کو مقدمۃ الجیش
قرار دیا اور خود قلب لشکر مین کھڑا ہو گیا اب دونو نطرف سے بڑے جوش وخروش کے ساتھ
لڑائی شروع ہوئی - لشکر اسلام سے تین سو آدمی کے قریب مارا گیا اور ادہر سے ایک جماعت
کثیر قتل ہوئی - اس حالت مین لشکر مسیلمہ نے دفعۃً مسلمانون پر حملہ کیا اور ان کے پاؤن
اکھیڑ دیئے - اس حملہ مین اسّی مسلمان شہید ہوئے - لشکر کی گویہ حالت تہی مگر خالد کے
استقلال مین ذرا فرق نہین آیا وہ بدستور اپنی جگہ پر پاؤن جمائے کھڑا رہا - اور لشکر کو پکار کر
کہنے لگا "اے حاملان سورۂ بقر - اے تعلیم یافتگان جناب پیغمبر - اے گروہ ثابت قدم
تمہارا استقلال قرآن مین مذکور ہے اے بہادرو تمہاری شجاعتین عالم مین مشہور ہین خدا سے
ڈرو اور دشمنان دین سے منہ نہ موڑو - ورنہ خدا تعالے تمپر غضبناک ہوگا اور تمہارا عذر قبول
نہ کریگا" - یہ فقرات سن کر مسلمانون نے کمال درجہ کی شجاعت دکھلائی اور بگڑی لڑائی کو دوبارہ
بنا لیا - اس روز مہاجرین اور انصارین سے ۴۵۰ حافظ قرآن شہید ہوئے رافع بن خدیمہ
انصاری کا بیان ہے کہ مینے جنگ بنی حنیفہ کو دیکھا بیس مرتبہ سے زیادہ لشکر اسلام کو جگہ سے
اکھیڑ دیا اور ایک جماعت کثیر کو نامداران لشکر سے شہید کیا - مگر آخر کار مسلمانون نے
ایسا استقلال دکھایا کہ مسیلمہ کا لشکر منہزم ہوکر مسیلمہ کے باغ مین پناہ لینے کو جا گھسا - اس
وقت براء بن مالک نے کہا مجھے ڈہال پر بٹھا کر اور اس کے اطراف مین نیزہ لگا کر ایک بارگی باغ
کے اندر پہینک دو جب براء اندر پھینکا گیا تو اسنے خوب قتال کیا اور اس باغ کا دروازہ کھول
دیا جس سے مسلمان اندر گھس گئے اور بڑا گھمسان کا معرکہ ہوا - مسلمانون نے خون کی ندیان

بھاگے ہیں - مسیلمہ بھی چاہتا تھا کہ دروازہ باغ سے باہر نکل جائے مگر وحشی باغ کے دروازہ پر کھڑا تھا - ایک انصاری نے مسیلمہ کو پہچان کر آواز دی کہ او وحشی! دیکھتے ہو مسیلمہ سلامت نکلا جاتا ہے - یہ سنتے ہی وحشی دوڑا اور جس حربہ سے حضرت حمزہ (عم رسول ؐ) کو شہید کیا تھا وہی حربہ مسیلمہ کے شکم پر ایسے زور سے مارا کہ وہ زرہ کو توڑ کر پیٹھ کی طرف سے نکل گیا - مسیلمہ زمین پر گر پڑا اور وحشی نے آواز دی کہ مین وحشی غلام جبیر ابن مطعم کا ہون - حالت کفر مین بہترین خلق کو قتل کیا تھا اور حالت اسلام مین بدترین خلق کو مارا - جو لوگ بنی حنیفہ کے زندہ رہے تھے وہ باغ کے راستون سے بھاگ گئے -

اس کے بعد مجاعہ بن فرار کی تجویز سے بنی حنیفہ کے ساتھ مصالحت کی تجویز قرار پائی جسقدر درہم و دینار اور مال و اسباب قلعون مین تھا وہ سب اور تیسرا حصہ مواشی کا اور چوتھائی زراعت لیکر خالد نے صلح منظور کر لی - اس صلح مین مجاعہ کیطرف سے فریب ہی عمل مین آئی تھی کہ اس نے عورتون کو جنگی لباس پہنا کر قلعہ کی فصیلون پر ٹہلنے کو کہا تھا تاکہ خالد کو معلوم ہو کہ ہنوز بنی حنیفہ کی بہت سی فوج قلعہ مین موجود ہے جب یہ راز کھل گیا اور مجاعہ سے باز پرس کیگئی تو اس نے عذر کیا کہ ہمارے ہان کے مرد سب مارے گئے تھے قوم کی عورتون اور بچون کے بچاؤ کے واسطے ہمنے یہ سازش کی تھی - معاہدہ تو قائم رہا مگر مجاعہ کو اس فریب کی سزا بھگتنی پڑی - خاتمہ جنگ پر جب لشکر اسلام کا شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار دو سو صحابہ شہید ہوئے جنمین سے سات سو حافظ قرآن تھے یہ پہلی شکست مسلمانون کو تھی

ارتداد اہل بحرین اہل بحرین رسول کریم کے زمانہ مین مسلمان ہو چکے تھے اور علاء ابن الحضرمی دعوت اسلام کے لئے وہان بھیجا گیا تھا ۸ھ مین جب وصول صدقات کیلئے رسول کریم ؐ نے اپنے عمال اطراف و جوانب کو روانہ کئے تو علاء ابن الحضرمی بحرین مین بھیجا گیا - یہ ابھی بحرین ہی مین تھا کہ رسول کریم کے انتقال کی خبر پہنچی اور اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد منذر بن ساری حاکم بحرین جو مسلمان تھا فوت ہو گیا اور اہل بحرین مرتد ہو گئے -

بحرین مین دو فریق تھے - ایک بنی عبد القیس اور دوسرے بنی بکر ان مین سے بنی عبد القیس کے لوگ اسلام پر قایم تھے اور بنی بکر کے لوگ مرتد ہو گئے تھے اس اختلاف کی وجہ سے دونو فریق

مین لڑائی قایم ہو گئی - اور قدیمی عداوت اس جنگ کی اور مزید ترقی کا باعث ہوئی - بنی بکر نے
کسری بادشاہ عجم سے مدد طلب کی اور عبد القیس مسلمانان مدینہ سے اعانت کا خواستگار ہوا
فریقین مین جنگ عظیم واقع ہوئی - پہلے لشکر کفار منہزم ہوا مگر آخر کار بنی بکر نے غلبہ حاصل کیا اور بنی
عبد القیس شکست پاکر قلعہ جواثی مین پناہ گزین ہوئے اور کفار نے مدت تک انکا محاصرہ جاری
رکہا جب قلعہ نشین سامان خورد و نوش سے بہت تنگ ہوئے تو ایک شخص نے یہ اشعار لکہکر قاصد
کے ہاتھہ مدینہ کو بہجوائے -

الا ابلغ ابابکر رسولا
وفتیان المدینة اجمعینا
فهل لکم الی قوم کرام
قعود فی جواثی محصرینا
کأن دماءهم فی کل فج
شعاع الشمس تغشی الناظرینا
توکلنا علی الرحمن انا
وجدنا النصر للمتوکلینا

اے قاصد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مدینہ کے
جوانون کو خبر پہنچادے جو لوگ جواثی مین محصور
بیٹھے ہین تمہین ان کی نسبت بہی کچھہ دہیان ہے
ان کا خون تمام رستون مین سورج کی کرنون کی طرح
ناظرین کی آنکھون کو چوندہیا رہا ہے ہمنے خدا پر
بہروسہ کیا ہے اور مدد بہروسا کرنیوالون کے لئے
ہوتی ہے -

ابو بکر صدیق نے ان اشعار کے وصول ہونے پر علا ابن الحضرمی کو فوج دیکر محصورین کی مدد
کے واسطے روانہ کیا اور حکم دیا کہ راہ مین جو مسلمان قبیلے ملے اس سے مجاہدین لئے جایئن چنانچہ
راستہ مین ثمامہ بن اثال اور قیس بن عاصم معہ اپنے رفقاؤن کے ساتھہ ہولئے جب یہ لوگ
بحرین مین پہنچے اور محصورین کو ان کی اطلاع ملی تو انہون نے مخالفین کی کثرت لشکر سے علا
کو خبر دار کیا - علا نے کہلا بہیجا کہ ہم شبخون مارین گے جب ہمارے نعرہ کی آواز تمہارے کانون
مین پہنچے تو فی الفور حملہ آور ہونا - چنانچہ اس تجویز کے موافق علا نے رات کے وقت حملہ
کیا اور نعرہ کی آواز سنکر قلعہ والے بہی آشامل ہوئے اور سب نے ملکر کفار کا کام تمام کیا اس لڑائی مین مسلمان بہت شہید ہوئے
اور کفار بہی مارے گئے غنیمت کا مال اسقدر ملا کہ خمس نکلنے کے بعد سوار کے حصہ مین چھہ ہزار درہم اور ہر پیادہ کے حصہ مین دو ہزار درہم آیا
اس کے بعد قلعہ ردم پر حملہ کیا جس مین بنی بکر کے لوگ اور منذر بن نعمان (جو شاہ فارس
کی طرف سے امیر لشکر ہو کر آیا تہا) پناہ گزین تہے اس حملہ مین مسلمان کامیاب ہوئے بنی بکر

اور لشکر عجم کے اکثر لوگ مارے گئے۔ جو لوگ لشکر سے بچے تھے وہ کسریٰ کے پاس ہزیمت کی خبر پہنچانے گئے۔ مگر منذر بن نعمان مسلمان ہوگیا۔

ارتداد اہل عمان و مہرہ عمان اور مہرہ کے لوگ جو رسول کریمؐ کے زمانہ مین مشرف باسلام ہوئے تھے مرتد ہو گئے۔ جیفر اور عبد جنکو رسول کریمؐ نے یہان کا حاکم مقرر کیا تہا بھاگ کر ایک پہاڑ مین پناہ گزین ہوے اور قاصد بھیجکر ابو بکر صدیقؓ کو اس حال سے اطلاع دی انہون نے حذیفہ بن محصن اسدی کو عمان کیجانب اور عرفجہ بارقی کو مہرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ عکرمہ بن ابی جہل جو ابھی یمامہ کی فتح سے واپس نہین آیا تہا اس کو ان دونون کی کمک کے واسطے مامور کیا۔ پہلے عمان پر حملہ ہوا جہان لقیط بن مالک ازدی پیغمبر بنا ہوا تہا اور اس کے دار الحکومۃ دبا مین لشکر جرار فراہم کر رکہا تہا۔ لشکر اسلام نے ایک زبردست لڑائی کے بعد فتح حاصل کی۔ دس ہزار کافر اور ان کا پیغمبر قتل ہوا اور غنیمت کا بہت سامال مسلمانون کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد مہرہ پر چڑہائی شروع ہوئی۔ عکرمہ اس فوج کا سپہ سالار تہا۔ بڑی خونریز لڑائی کے بعد مسیح مجازی سرغنہ کفار مارا گیا اور اسکی فوج کچھ مقتول اور کچھ مفرور ہوئی جو مال غنیمت کا حاصل ہوا اس مین منجملہ اور سامان کے صرف دو ہزار عربی گہوڑے تھے۔

ارتداد اہل حضر موت و کندہ رسول کریم نے حضر موت اور کندہ کے وصول صدقات کے واسطے زیاد بن لبید انصاری کو مقرر کیا تہا اور آپ کی زندگی تک وہ اسی بلاد مین مقیم رہا۔ جب رسول کریمؐ کی وفات کی خبر پہونچی تو اشعث بن قیس جو ان لوگون مین ذی وجاہت تہا مع اپنی قوم کے مرتد ہوگیا اور زیاد سے لڑائی کی نوبت پہنچی وہ بھاگ کر مدینہ مین چلا آیا۔ اور ابو بکر صدیق رضؓ کو اس حادثہ سے آگاہ کیا آپ نے ایک معقول فوج دیکر اہل حضر موت اور کندہ کی سرکوبی کے واسطے اسؓ کو واپس کیا کفار اور مسلمانون مین کئی مرتبہ سخت لڑائیان ہوئین مگر آخری فیصلہ کسی فریق کے حق مین نہ ہوا۔ یہ حال دیکھ کر ابو بکر صدیق نے عکرمہ بن ابی جہل اور مہاجر بن امیہ کو زیاد کی مدد کے واسطے جانیکا حکم دیا۔ متعدد لڑائیون کے بعد اشعث ایک قلعہ مین محصور ہوگیا اور مدت تک محصور رہا آخر کو گرفتار ہو کر مدینہ بہیجا گیا اور خلیفہ وقت کے سامنے کفر سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔ عمر فاروق رضؓ ہر چند اشعث کے قتل کے درپے تھے مگر ابو بکر صدیق نے اسکی

جوانمردی اور سپہ سالاری اور پہر صدق دل سے قبول توبہ کو دیکھکر اس کا قصور معاف کیا اور اسکی درخواست پر اپنی بہن ام فروہ کا نکاح اس سے کر دیا یہ فراست ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت کارگر ہوئی اور عراق کی لڑائی مین بڑے کارنمایان اشعث سے ظہور مین آئے۔

عراق پر فوج کشی رسول کریم کی وفات کے بعد مدعیان نبوت کی بغاوت اور مرتدین کی شورش سے جو ضعف اسلام کو آچلا تہا ابو بکر صدیق نے اپنی خلافت کا پہلا سال اسکی اصلاح مین صرف کیا جب اندرونی بغاوتین اس طرح فرو ہو گئین اور فتنہ فساد مٹ کر عرب کا ملک ان جہگڑون سے پاک و صاف ہو گیا تو دوسرے سال کے شروع ہونے پر ابو بکر صدیق کو وہ خیالات تازہ ہوئے جنکی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مین فرمایا تہا کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے کہ فارس شام اور یمن مین اسلام کی روشنی پہیلے۔ پس ابو بکر صدیق رضہ نے اس پیشین گوئی کی تعمیل مین سب سے پہلے عراق عرب* پر فوجکشی کی تجویز کی جو ملک فارس کا ایک صوبہ ہے اس لڑائی کی ابتدا یون ہوئی کہ مثنی بن حارث شیبانی جو کچہہ عرصہ سے اپنی قوم کے ہمراہ اطراف عراق مین باجازت شاہ ایران رہا کرتا تہا حال مین لشکر عجم نے اس پر زیادتی شروع کی وہ اس سال مدینہ مین آکر مشرف باسلام ہوا اور کوفہ پر چڑہائی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ابو بکر صدیق نے اس کے علو خاندان اور ذاتی قابلیت کا حال دیکہکر اسکو روانگی کوفہ کی اجازت دی مثنی کی قوم کے نواح کے باشندے جو سلاطین عجم کی طرف سے بہت تکالیف اٹہا چکے تہے بارادہ انتقام مثنے کے ہمراہ ہو گئے اور سبنے مل کر کوفہ پر لوٹ مار شروع کردی۔ شاہ ایران نے یہ خبر پا کر ایک لشکر جرار اس کے مقابلہ کیواسطے روانہ کیا۔ ابو بکر صدیق نے اس کے سنتے ہی عمر فاروق رضہ کے مشورے سے خالد بن ولید کو کہ ہنوز یمامہ مین تہا عراق کی جانب کوچ کرنیکا حکم دیا اور یہ لکہا کہ فارس اور حیرہ اور کوفہ کی لڑائی کا کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے ان مہمون کے طے کرنے پر اُبلہ کی جانب بڑہنا ہوگا۔ ادہر مثنی کو لکہکر بہیجا کہ خالد بن ولید تمہاری مدد کے واسطے

---

* عراق عرب آجکل تو سلطان روم کے زیر حکم ہے مگر مسلمانون کے حملہ کے وقت کسری شاہ فارس کے ماتحت تہا اور شاہ فارس کی سلطنت اسوقت اس قدر وسیع تہی کہ عراق عرب عراق عجم۔ فارس خراسان۔ ژندران گرمان سب اسکے قبضہ مین تہے۔ مورخین فارس کو ایران بہی کہتے ہین۔ مولف

روانہ کیا جاتا ہے۔ زمانہ فوج کشی مین اسکو امیر سمجھو۔

خالد ماہ محرم سنہ ۱۲ ہجری مین ایک زبردست فوج لیکر سواد کوفہ اور اعراق عرب کو روانہ ہوا اس وقت سواد کوفہ کی حکومت ابن صلوبا اور حیرہ کی حکومت قبیصہ بن ذویب طائی کے متعلق تھی ان دونون نے سال بسال زر کثیر دینا کر کے خالد سے صلح کر لی اور یہ پہلا جزیہ* تھا جو عراق مین مقرر ہوا۔ اس کے بعد خالد نے ابلہ کی طرف کوچ کیا اور ہرمز والئے ابلہ کو جو کسریٰ کی طرف سے مقرر تھا ایک جنگ عظیم کے بعد قتل کر ڈالا اور غنیمت مین بہت سا مال ہاتھ لگا جسمین ہرمز کا تاج قیمتی ایک لاکھ درہم اور ایک ہاتھی بھی تھا۔ خالد نے یہ تاج اور ہاتھی خمس کے

---

* جزیہ ایک قسم کی ٹیکس ہے جو غیر مسلم اشخاص سے بعوض انکی جان و مال کی معافظت کے لیجاتی تھی جزیہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیس روپے سالانہ تھی اور عام شرح چھ روپے اور تین روپیہ سالانہ۔ مفصلہ ذیل اشخاص ادائے جزیہ سے معاف تھے۔

(۱) بیس برس سے کم عمر کا آدمی۔ | (۲) پچاس برس سے زیادہ عمر کا آدمی

(۳) عورتین | (۴) مفلوج یعنے فالج زدہ۔

(۵) معطل یعنی جس کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے ہون۔ (۶) نابینا

(۷) مجنون (۸) مفلس جسکے پاس دو سو درہم سے کم ہو

مسلمان اس ٹیکس سے بسبب ادائے فوجی خدمات کے مستثنے سمجھے جاتے تھے انکا ہر فرد بشر فوج کا ایک سپاہی ہوتا تھا اور ضرورت کے وقت میدان جنگ مین مسلح ہو کر آنا اس کا فرض تھا اس جان جوکھون کے عوض مین مسلمانون کا ایک خفیف ٹیکس سے مستثنے رہنا کوئی قومی یا مذہبی رعایت نہ تھی۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جزیہ کے موجد مسلمان نہیں ہیں بلکہ ان سے پیشتر نوشیروان عادل بادشاہ ایران نے اس کو قایم کیا تھا اسکی اصل گزیہ ہے عربون نے معرب کر کے جزیہ بنا لیا خالد بن ولید نے تقرر جزیہ کی نسبت جو معاہدہ صلوبا سے کیا تھا اس کا ترجمہ یہ ہے۔ خالد بن ولید کی تحریر ہے صلوبا بن نسطونا اور اسکی قوم کے لئے مینے تمسے معاہدہ کیا جزیہ اور محافظت پر۔ پس تمہاری ذمہ واری اور محافظت ہم پر ہے جبتک ہم تمہاری محافظت کرین ہمکو جزیہ کا حق ہے ورنہ نہین۔ ماہ صفر سنہ ۱۲ھ۔ ملخصاً

از رسالہ جزیہ مولفہ شمس العلما مولوی شبلی نعمانی۔ مؤلف

ہمراہ مدینہ کو بھیجدیا اور باقی مال لشکر مین بانٹ دیا جب اس کارزار کی اطلاع قارن کو پہونچی جو کسرے کیطرف سے اہواز کا حاکم تہا تو وہ پچاس ہزار کی جمعیت سے خالد کے مقابلہ کو چلا۔ یہ معرکہ بہت سخت تہا اور اس مین ۳۰ ہزار آدمی کفار کے مارے گئے اور بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا۔ جب خالد نے غنیمت کا خمس مدینہ کو روانہ کیا تو وہان کے لوگ اس کو دیکہکر بہت خوش ہوئے اور خالد کو دعا خیر دی۔ اس مال کے ساتھہ کچھہ قیدی بہی تہے جن مین حسن بصری کا والد بہی تہا۔ اسکے بعد شاہ ایران کی کچھہ فوج قارن کی کمک کو آئی اور لشکر اسلام سے مقام ولجہ اور لیس مین مقابلہ ہوا مسلمان دونون جگہ کامیاب ہوئے۔ اور لیس کے مقام مین اس قدر کفار مارے گئے کہ ان کے خون کی ندیان پانی کی طرح بہتی تہین۔ فتح کی خبر مع خمس کے مدینہ بہیجی گئی۔ اس کے بعد انبار۔ عین التمر۔ دومۃ الجندل اور کئی نامی قلعے فتح ہوئے۔

اسی سال مین ایران کا کسرے اردشیر فوت ہوا اور عجم کے حالات مین بہت کچھہ خلل واقع ہوگیا۔ اس وقت خالد نے کسرے کو ایک نامہ لکہا جس کا مضمون یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خالد بن ولید کیطرف سے عجم کے بادشاہ کسری کو لکہا جاتا ہے کہ اللہ تعلے جس نے تمہاری جمعیت کو متفرق کیا ہے اور تمہاری سعادت بخت کو شقاوت سے بدل دیا اور تمہاری شوکت کو توڑ ڈالا اس کے شکریہ اور تعریف کے بعد واضح ہو کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔ اگر تم دونون مین سے ایک بات نہ مانو گے تو مین ایسا لشکر تمہارے پاس بہیجون گا جو موت کو اسی طرح پسند کرتا ہے جس طرح تم زندگی کو چاہتے ہو۔

جب یہ خط اس کو پہنچا تو بہت گہبرایا مگر باوجود اس کے جرات کر کے ایک لشکر خالد کے مقابلہ کے واسطے آراستہ کیا۔ مگر اس وقت خالد حدود شام پر چڑھائی کے واسطے روانہ ہو چکا تہا۔

شام پر فوجکشی عراق کے معاملات سے جب فراغت ہوگئی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنہ ۱۳ ہجری مین رومیون+ کے مقابلہ کے واسطے تیاری کی اور چار اشخاص کو مندرجہ ذیل مقامات

+ رومیون سے اسوقت سلطان روم کی رعایا مراد ہے جو ایک اسلامی سلطنت ہے مگر مسلمانون کے حملہ کیوقت رومیون کا اطلاق ان عیسایون پر ہوتا تہا جن کو آج ہم یونانی کہتے ہین قدیم زمانہ مین شہر روم اس عیسائی سلطنت کا پایہ تخت تہا جو ملک اطالیہ مین واقع ہے کچہہ عرصہ بعد باہمی خانہ جنگیون سے

فتح کرنے کیواسطے متعین کیا۔

(۱) عمرو بن عاص کو فلسطین مین۔ (۳) یزید بن ابی سفیان کو دمشق مین

(۲) ابو عبیدہ کو حمص مین۔ (۴) شرجیل بن حسنہ کو اردن مین

اور یہ حکم دیا کہ جب کبھی چارون اکٹھے ہون تو تمام لشکر کا امیر الامرا ابو عبیدہ ہوگا اور جب علیحدہ علیحدہ ہون تو ہر شخص اپنے علاقہ کا امیر ہوگا۔ جس قدر لشکر ان کے ہمراہ بہیجا گیا تہا اسکی مجموعی تعداد سات ہزار تہی جو ایسے دور دراز فاصلہ کے واسطے بمشکل کافی ہوسکتی تہی۔

عمرو بن عاص جب فلسطین مین پہنچا تو اس کو معلوم ہوا کہ ہرقل شاہ روم نے مسلمانون کی خبر پاکر تہیوڈور (تدارق) اپنے بہائی کو پچاس ہزار یا ستر ہزار فوج کی جمعیت سے انکے مقابلہ کیواسطے روانہ کیا اور خود انطاکیہ مین پہنچ کر فراہمی لشکر اور تیاری سامان حرب مین مشغول ہے۔ عمرو بن عاص نے اس تمام معاملہ کی اطلاع ابو بکر صدیق کو لکہہ بہیجی اور کمک کا طالب ہوا۔ انہون نے سعد بن وقاص کے بہتیجے ہاشم کو تین ہزار بہادرون کے ہمراہ روانہ کیا۔ اور اس کے بعد ہر روز تازہ مدد بہیجتے رہے اور ساتہہ ہی خالد بن ولید کو لکہہ بہیجا کہ عراق کی حکومت مثنیٰ بن حارث کو دیکر فوج یمامہ کے ہمراہ شام کو کوچ کرے اور ابو عبیدہ سے فوج کی سپہ سالاری کا چارج لے۔ اس موقعہ پر ابو بکر صدیق نے خالد بن ولید کو جو فرمان لکہا تہا اس کا مضمون یہ تہا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرمان عبداللہ بن ابی قحافہ کی طرف سے خالد بن ولید کے نام ہے۔ سلام علیک کے بعد مین حمد کرتا ہون اس خدا کی جس کے سوا کوئی بندگی کے لایق نہین اور رحمت بہیجتا ہون اللہ کے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور اس کی اولاد پر۔ مین تم کو لشکر مسلمانان کا امیر مقرر کرکے قتال روم کا حکم دیتا ہون۔ پس خدا تعالی کی خوشنودی اور مقابلہ دشمن کیطرف جلدی کرو اور ان لوگون مین ہو جاؤ جو راہ خدا مین حق جہاد ادا کرتے ہین۔

اے ایمان والو کیا راہنمائی کرون مین تم کو اس تجارت کیطرف جو تم کو عذاب سخت سے بچائیگی۔

یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

اور تحقیق مینے تم کو ابو عبیدہ اور اس کے ہمراہیون پر سردار مقرر کیا ہے۔

خالد کی روانگی ملک شام کو

۱۳ھ

خالد کو جب ابو بکر صدیق رض کا یہ حکم پہنچا تو عراق عرب کی حکومت مثنیٰ

بن حارث کو دیگر فوج یمامہ کے ہمراہ ملک شام کو روانہ ہوا اور رستہ مین چند قلعے فتح کرتا ہوا موضع بصریٰ مین ابو عبیدہ سے جا ملا۔ یہان کے لوگون نے مسلمانون کی کثرت اور فوج اسلام کی شوکت دیکھہ کر جزیہ پر صلح کرلی۔ فتوحات دیار شام مین یہ پہلا شہر شمار کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عمرو بن عاص کی مدد پر توجہ کی۔ جب رومیون کو ان کے فلسطین مین پہنچنے کا حال معلوم ہوا تو اجنادین مین بڑے زور و شور سے لشکر کا جماؤ کیا اسی جگہہ مسلمانون اور رومیون مین مقابلہ کی نوبت پہنچی اور دونون فریق مین قتال عظیم واقع ہوا مسلمانون کی فوج چھتیس ہزار اور رومیون کا لشکر ستر ہزار بلکہ بعض روایات کے مطابق اس سے بہی زیادہ تہا۔ مسلمانون نے خالد بن ولید کے حکم سے یکبارگی حملہ کیا اور اس شدت سے لڑے کہ کفار کے حوصلے چھوٹ گئے تین ہزار کے قریب ان مین سے قتل ہوئے اور بہت سے لوگ بہاگ گئے۔ اس فتح سے بیشمار سامان جنگ اور بہت سا زر نقد اور نقرہ و طلا غیر مسکوک مسلمانون کے ہاتہ آیا۔ فتح کی اطلاع مدینہ مین بہیجی گئی۔ شاعرون نے قصاید مدحیہ کہے اور دبیرون نے پر زور فتحنامے تحریر کیے۔

اس کے بعد خالد نے ان ملعون پر چڑہائی کا ارادہ کیا جہان اجنادین کے بہاگے ہوئے لوگ پناہ گزین تہے۔ سب سے پہلے دمشق کا محاصرہ شروع ہوا۔ اور مورچہ بندی نہائیت احتیاط سے مطابق کی گئی۔ چنانچہ۔

ابو عبیدہ کو باب جابیہ پر۔ یزید بن ابی سفیان کو باب صغیر پر۔

شرحبیل بن حسنہ کو باب توما پر۔ عمر بن معدی کرب کو باب فرادیس پر۔

قیس بن ہبیرہ کو باب کیسان پر۔ اور شرقی دروازہ سے ایک میل کے فاصلہ پر اپنا ڈیرہ ڈال دیا اور اس طرح سے محصورین کو بہت تنگ کیا مگر کوئی صورت کامیابی کی نہ ہوئی نہ شہر مین جانے کا رستہ ملتا تہا اور نہ محصورین مقابلہ کے واسطے باہر آتے تہے۔ اسی اثنا مین یہ خبر ملی کہ ہرقل کی بیس ہزار فوج دمشقیون کی مدد کو آرہی ہے۔ ابہی اس کا لشکر مقام مرج الصفر مین تہا کہ خالد نے بڑہکر ان کا مقابلہ کیا اور شکست دی پانچسو آدمی قتل اور اسیقدر بہاگتے ہوئے مارے گئے خالد بدستور محاصرہ کے مقام پر واپس چلا آیا۔ مؤرخین نے اس واقعہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ کی وفات سے چار دن پہلے کا قرار دیا ہے۔

جب اجنادین کی لڑائی کا حال ہرقل کو معلوم ہوا تو اس نے ایک فوج جرار لشکر اسلام کے مقابلہ کے واسطے تیار کی جس کی تعداد تین لاکھ کے قریب تھی - خالد اس خبر کے سنتے ہی دمشق کے محاصرہ کو چھوڑ کر اس طرف صف آرائی کے واسطے روانہ ہوا اور مقام یرموک + پر دونون فوجون کی مٹ بھیڑ ہوئی - رومیون کا لشکر ایسے موقعہ پر اترا ہوا تھا کہ یرموک کی وادی ان کے اور لشکر اسلام کے درمیان خندق کے طور پر واقع تھی لشکر اسلام کی جمعیت چھتیس ہزار اور بعض روایات کے مطابق چالیس ہزار تھی - یہ کیفیت دیکھکر ایک شخص نے خالد سے کہا کہ لشکر اسلام کم اور لشکر کفار زیادہ ہے خالد نے کہا نہیں بلکہ لشکر اسلام زیادہ اور لشکر کفار کم ہے کیونکہ فتح و شکست فوج کی قلت اور کثرت پر منحصر نہیں بلکہ نصرت الٰہی پر موقوف ہے یہ کہکر ایک ہزار مسلمانون کو جو پیغمبر خدا کی صحبت سے فیضیاب ہو چکے تھے منتخب کر کے سب سے آگے کیا - اور منجملہ ان کے سو آدمیون کو جو فقرائے مہاجرین اور انصار سے تھے اور معرکہ بدر کا شرف حاصل کر چکے تھے علیحدہ کر کے دعاے فتح و نصرت پر مقرر کیا اور کہا کہ میرا ارادہ تم سے محاربہ کا نہیں بلکہ خدا کی درگاہ مین دعا اور التجا کرنیکا ہے -

یہان فوج کی درستی اور کفار کے مقابلہ کی یہ تجویزین ہو رہی تہین کہ دفعتہً مدینہ سے ایک قاصد آیا اور خالد کے پاس پہنچکر چپکے سے ابوبکر صدیق کے انتقال کی خبر سنائی خالد نے مصلحت وقت سمجھکر اس خبر کو مخفی رکھا - اور قاصد کو بھی اس کے اخفا کی تاکید کی - جب خلافت کا حال پوچھا گیا تو معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے ہین - خالد سمجھا کہ اس نامہ مین میری معزولی درج ہوگی - چنانچہ قاصد نے اس کی تصدیق کی اور ابو عبیدہ کے امیر الامرا مقرر ہونیکا حال بیان کیا - خالد ان خبرون کے سننے سے ذرہ نہین گھبرایا اور بڑے استقلال سے کہا کہ مین جہاد خدا کے واسطے کرتا ہون نہ مجھے امارت کا شوق ہے اور نہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوشنودی مقصود ہے

+ یرموک اور اجنادین کی لڑائیون کے متعلق مورخین کی رائین باہم مختلف اور مضطرب الحال ہین - بعض حرب اجنادین کو حرب یرموک پر مقدم سمجھتے ہین اور بعض اس کے برعکس - بعض دونون لڑائیون کو ایک قرار دیتے ہین اور بعض نے ان دونون کو اوایل خلافت عمر فاروق مین بیان کیا ہے ملخصاً از روضۃ الاحباب - مولف

بلکہ میری یہ تمام کارروائی صرف رضائے الٰہی کیواسطے ہے یہ کہکر قلب لشکر سے کفار پر حملہ کیا۔ عمرو بن عاص نے میمنہ سے اور یزید بن ابی سفیان نے میسرہ سے مدد کی۔ کئی مرتبہ فریقین کو فتح وشکست کی صورت ہوئی مگر آخر کار کفار کے پانون اکھڑ گئے اور انہون نے بھاگنا شروع کیا لشکر اسلام نے انکا تعاقب کیا ایک لاکھ بیس ہزار کافر مارے گئے اور تیس ہزار مسلمان کام آئے جنمین اور اصحاب کبار کے علاوہ ایک دستہ فوج کا افسر عکرمہ بن ابی جہل بھی تھا اور یہ واقعہ رجب سنہ ۱۳ ہجری کا ہے اس لڑائی مین دیبائے رومی کے ۲۰ ہزار خیمے اور اسی قدر مکلف سراپردے اور بہت ساز نقد اور جواہرات اور دیگر قیمتی مال غنیمت مین ہاتھہ لگا۔

جب لڑائی سے فراغت ہوئی اور تقسیم غنیمت کا وقت آیا تو خالد نے ابو عبیدہ کو بلاکر ابوبکر صدیق کی وفات۔ عمر فاروق کی خلافت۔ اپنی معزولی اور لشکر اسلام پر اس کی امارت کا حال بتلایا۔ اور جملہ لشکریون کو ابو عبیدہ کی اطاعت کیواسطے کہا اور خود بھی مثل دیگر سپاہیون کے فوج مین شامل ہوگیا۔ لوگ خالد کے استقلال اور خیرخواہی اسلام کا حال دیکھکر بہت خوش وقت ہوئے۔ اس کے بعد قاصد نے عمر فاروق کا فرمان ابو عبیدہ کو دیا جس کا مضمون موافق تحریر ابن اثیر اور صاحب روضۃ الاحباب کے یہ تھا۔

خالد وہ شخص ہے جس نے مالک بن نویرہ کو مار ڈالا اور جہوٹھہ بولا۔ ایسا آدمی لشکر اسلام کی سپہ سالاری کے لایق نہین ہوسکتا۔ اگر وہ برملا اپنی دروغ بیانی کو تسلیم کرے تو جس طرح فی الحال اپنے عہدہ پہ ہے قایم رہے اور اگر تسلیم نہ کرے تو وہ اپنے عہدہ سے معزول اور تم اس کی جگہہ مقرر کئے گئے۔ بیت المال کا چارج اس سے لیلو۔ اور مال غنیمت مین سے جو کچہہ اس کے پاس ہے اس کا حساب کرکے آدہا بیت المال مین داخل کرو اور آدہا اس کے پاس رہنے دو۔ ابو عبیدہ نے خالد سے کہا کیا مرضی ہے۔ خالد نے شب بہر کی مہلت لی اور اپنی بہن فاطمہ سے کہ نہایت عقلمند اور صائب الرائے تھی مشورہ کیا۔ فاطمہ نے کہا عمر فاروق تم کو کبھی نہین چاہیگا اقرار کرنے مین خطرہ جان ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نصف مال اور حکومت ابو عبیدہ کے حوالہ کردو۔ چنانچہ خالد نے ویسا ہی کیا۔

مثنی کی حالت عراق مین پیشتر مذکور ہوچکا ہے کہ خالد بن ولید عراق سے روانہ ہوتے وقت وہان کی

حکومت مثنی بن شیبانی کو سپرد کر آیا تہا - اس عرصہ مین سلاطین عجم کے حالات دگرگون ہوگئے اردشیر ایران کا بادشاہ فوت ہوگیا اور اس کا بیٹا بازان تخت نشین ہوا اس نے ایک لشکر جرار ۳۰ ہزار کی جمعیت سے بسرکردگی ہرمز جاذویہ کے عراق پر روانہ کیا اور بہت سے ہاتھی اس کے ہمراہ کئے - مثنی نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر لشکر تیار کیا اور بڑی مستعدی سے مقابلہ کو نکلا اور دونون فریق مین ایک جنگ عظیم ہوئی - ہاتہی جو قلعہ کی دیوار کی مانند کھڑے کئے گئے تہے مثنی کے حکم سے ان پر تیر برسانے شروع ہوئے ایک ہاتہی کی آنکھہ پر ایسا تیر لگا کہ وہ پیچھے کو ہٹا اور اس کے منہ پھیرتے ہی دوسرے ہاتہی بہاگ نکلے اور ایرانیون کے لشکر کو ان سے شکست ہوئی اور بہت سے آدمی مارے گئے جب یہ خبر ایران مین پہنچی تو بازان مرچکا تہا اور سلطنت کا انتظام بچون اور عورتون کے ہاتھ مین تہا - اس بدانتظامی کے باعث ایرانیون کیطرف سے عراق پر کوئی حملہ نہ ہوا عراق - حیرہ - کوفہ اور اس کے متعلقات بلا تنازع مثنے کے قبضہ مین رہے انہی دنون ابوبکر صدیق رضہ انتقال کر گئے اور مرنے سے پیشتر ایران پر فوج کشی کرنے کی وصیت عمر فاروق کو کر گئے انہون نے ان کی وصیت کے موافق اپنے عہد مین ایران پر حملہ کیا اور تمام ملک کو فتح کر لیا -

ضمیمہ باب پنجم - قصہ فدک و جمع قرآن

قصہ فدک فدک یہودیون کا ایک گاون خیبر مین واقع تہا - ۷ھ مین مسلمانون نے یہان کے باشندون کو اسلام کی دعوت کی مگر انہون نے اسلام قبول نہ کیا اور نہ لڑنے کی جرأت کی فدک کی آدہی زمین رسول خدا کی نذر کرکے صلح کر لی رسول کریم اس کی آمدنی سے اپنی بی بیون کا سال کا خرچ نکال کر باقی ماندہ کو محتاج مسلمانون مین بانٹ دیا کرتے تہے - جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو ابوبکر صدیق کے شروع خلافت مین بی بی فاطمہ بنت رسول خدا ابوبکر صدیق کے پاس آئین اور اپنے باپ کی وراثت کی دعویدار ہوئین جسمین فدک؛ اور دیگر اموال شامل تہے

؛ امام نووی نے شرح صحیح مسلم کے باب الجہاد مین قاضی عیاض سے نقل کیا ہے کہ حدیث میراث مین جن صدقات کا مذکور ہوا ہے وہ تعداد مین سات اور رسول خدا کی ملک خاص تہے اور کسی کا حق نہین تہا،

ان کا دعوے قرآن مجید کی اس آیت پر مبنی تھا یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ یعنے اللہ تمہاری اولاد (کے حصون) کے بارہ مین تم سے کہہ رکھتا ہے کہ لڑکے کا دو لڑکیون کے برابر حصہ ہے - ابوبکر صدیق نے یہ جواب دیا کہ پیغمبرون کے مال مین وراثت نہین ہوتی - اس پر بی بی فاطمہ ناراض ہوکر چلی گیئن اور مرتے دم تک ابوبکر صدیق رض سے نہ بولین - یہ قصہ کتب حدیث اور تاریخ مین بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

بخاری نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ بنت رسول نے ابوبکر صدیق کے پاس کسی شخص کو بہیجا اور مدینہ فدک اور مابقی خمس خیبر مین سے جو رسول کریم کے پیچھے رہا تہا اپنا حصہ مانگا - ابوبکر صدیق رض نے جواب دیا رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبرون کے مال مین وراثت نہین ہم جو کچھ چہوڑ جائین وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے البتہ آل محمد اس مال سے بقدر اخراجات ضروری کے حصہ پائین گے - قسم بخدا مین اس مین کچھہ تغیر نہ کرونگا اور جس طرح رسول کریم صلعم اسمین تصرف کرتے تھے ویسا ہی مین بہی کرونگا

عن عائشۃ ان فاطمۃ بنت النبی صلعم ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثھا من رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال - وانی واللہ لا اغیر شیئاً من صدقۃ رسول اللہ عن حالھا التی کان علیھا فی عھد رسول اللہ ولاعملن فیھا بما عمل بہ رسول اللہ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئاً

(۱) - سات باغ بنی نضیر کے جو ایک یہودی کی وصیت کے موافق آپ کی ملکیت مین آئے تھے جبکہ وہ جنگ اُحد کے دن مسلمان ہوا -

(۲) وہ زمین جو انصار نے آپ کو دی تہی -

(۳) - بنی نضیر کا مال جب وہ مدینہ سے نکالے گئے اور لڑے بغیر رسول خدا کے ہاتھ لگا -

(۴) - فدک کا نصف حصہ جو فتح خیبر کے بعد صلح کے رو سے قرار پایا تہا -

(۵) - تہائی وادی القریٰ کی -

(۶) - خیبر کے دو قلعے وطیح اور سلالم جو صلح سے حاصل ہوئے تہے -

(۷) - خیبر کا خمس - مولف

جب ابوبکر صدیق نے حصہ دینے سے انکار کیا تو بی بی۔ فاطمہ ناراض ہوگئیں اور بولنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ فوت ہوئیں۔	فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت

بخاری غزوہ خیبر

اس موقعہ پر ابوبکر صدیق نے جو عطائے ورثہ سے انکار کیا تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اس کے متعلق رسول خدا سے قطعی حکم سن چکے تھے ورنہ بی بی فاطمہ سے اُن کو کوئی بغض یا عداوت نہ تھی اور اس کی دلیل صاف یہ ہے کہ اگر رسول خدا کا ترکہ تقسیم ہوتا تو آپ کے ازواج مطہرات کو جنمین ان کی اپنی بیٹی عائشہ بھی شامل تہین حصہ ملتا۔ پس اگر مان لیا جاوے کہ ابوبکر صدیق کو بی بی فاطمہ سے بغض اور عداوت تہی تو ازواج مطہرات اور ان کے باپ اور بہائیوں خصوصاً بی بی عائشہ سے کیا عداوت تہی کہ ان سب کو ترکہ سے محروم رکہا۔

بخاری نے دوسرے مقام پر ایک اور حدیث لکھی ہے کہ ازواج مطہرات نے بھی رسول کریم کے ترکہ سے وراثت کا دعوی ابوبکر صدیق کے پیش کیا تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث جیسے بی بی فاطمہ کو معلوم نہ تہی ویسے آپ کی ازواج بہی (سوائے بی بی عائشہ کے) اس سے بخبر تہین۔ الفاظ حدیث کے یہ ہین۔

مینے بی بی عائشہ سے سنا وہ کہتی تہی کہ ازواج نبی نے عثمان کو ابوبکر صدیق کے پاس بہیجا تاکہ ان سے اپنا اٹھوان حصہ اس چیز سے لین کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کو مال غنیمت کیا تہا مینے اس کو لوٹا دیا اور کہا وہ خدا سے نہین ڈرتی ہین۔ کیا ان کو معلوم نہین کہ نبی فرماتے تہے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا اور جو کچہہ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے۔ صرف آل محمد بقدر ضرورت اسمین سے لے سکتی ہے	[۲] انا سمعت عائشة زوج النبی تقول ارسل ازواج النبی عثمان الی ابی بکر لیسئلہ ثمنهن مما افاء الله علی رسوله فکنت انا اردهن فقلت لهن الا تتقین الله الم تعلمن ان النبی کان یقول لا نورث ما ترکناه صدقة نفسه انما یاکل آل محمد فی هذا المال فانتهی ازواج النبی الی ما اخبرتهن۔

پس ازواج نبی کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ رک گئین

بخاری و مسلم و موطا۔

گو اس حدیث کی عدم شہرت کی یہ کیفیت تہی کہ بی بیان اور بیٹی تک اس سے لاعلم تہین مگر چونکہ ابوبکر صدیق نے بذات خود اس کو رسول خدا سے سُنا تہا اس واسطے ان کے لئے واجب العمل ہوگئی تہی۔

اب رہا معاملہ نص قرآنی کا سو اس کی بابت علماء اہل سنت نے جواب دیا ہے کہ یہ حدیث مخالف

نص نہین بلکہ اس کی مخصص ہے اور ایسی کئی تخصیصین اس آیت مین پائی جاتی ہین۔
(۱)۔ کافر کی اولاد کو وراثت نہین پہنچتی۔ (۲)۔ غلام وارث نہین ہوتا۔ (۳)۔ قاتل بہی وارث نہین ہوتا۔

اہل تشیع اور اہل تسنن مین قصۂ فدک کے متعلق بڑے بڑے مباحثے ہین مولوی سید احمد حسین صاحب نے کتاب مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین مین اس حدیث کے صحت وسقم۔ رسول کریم کے بعض اموال کا صحابہ کے پاس جانے۔ انبیا مین وراثت مالی کے جاری ہونے کو قرآن حدیث اور تاریخ سے بہت بسط کے ساتھ بیان کیا ہے جو صاحب اس مباحثہ کے شائق ہون کتاب مذکور کو ملاحظہ کرین۔

جمع قرآن رسول کریم کے زمانہ وفات تک تمام قرآن مجید کسی ایک نسخہ مین مرتب نہین ہوا تہا بلکہ زمانہ نبوت مین جیسی جیسی آیتین نازل ہوتی تہین کاتبان وحی کہجور کی شاخون شانہ کی ہڈیون باریک پتہرون وغیرہ اشیاء پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو لکہہ لیتے تہے اور بعض صحابہ ان کو زبانی بہی یاد کر لیتے تہے اس طرح پر حافظان قرآن کی ایک جماعت کثیر ہو گئی تہی مگر کوئی نسخہ ایسا مرتب نہین ہوا تہا جسمین قرآن مجید من اولہ الی آخرہ یکجا لکہا ہوا ہو۔ جنگ یمامہ مین جب سات سو حافظ قران ایکدم شہید ہو گئے تو عمر فاروق کو اندیشہ پیدا ہوا اور انہون نے ابوبکر صدیق کو جمع قرآن پر توجہ دلائی۔ چنانچہ زید بن ثابت صحابی جو رسول کریم کے زمانہ مین ذرالانشا وحی کے ایک رکن تہے اس کام پر متعین ہوئے اور انہون نے قرآن مجید کا ایک نسخہ مرتب کیا* امام بخاری نے اس قصہ کو مفصل بیان کیا ہے آخری حصہ حدیث کا یہ ہے

ابوبکر صدیق نے زید کو کہا تم جوان عاقل ہو تمہارا حافظہ یا صداقت متہم نہین اور رسول کریم کے زمانہ	قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل ولا نتہمک وقد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ

* یہ جو عام لوگون مین مشہور ہے کہ عثمان جامع القرآن یعنی عثمان ذی النورین خلیفہ ثالث جامع قرآن ہین بخاری کی روایت سے معلوم ہوگا کہ یہ بات ٹہیک نہین انہون نے تو اپنے زمانہ خلافت مین چند نقلین لکہوا کر حکماً اطراف و جوانب دیار اسلام اور فوج کی چہاؤنیون مین بہجوا دی تہے۔ پس وہ جامع القرآن تو نہین ہو سکتے البتہ اگر ان کو جامع الناس الی القرآن کہا جاوے تو واقعات کے لحاظ سے اقرب بہ صحت ہے۔ مؤلف۔

مین تم وحی بہی لکہا کرتے تہے اہتمام کرکے قرآن کو
جمع کرڈالو زید نے قسم کہا کر کہا کہ پہاڑ کا ایک جگہہ
سے دوسری جگہہ منتقل کرنا میرے لئے جمع قرآن
سے آسان ہے آخر مین نے ان کے اصرار سے یہ کام شروع
کیا اور پرچیون۔ شانہ کی ہڈیون کہجور کی شاخون
اور حافظون کے سینون سے قرآن فراہم کیا۔
یہان تک کہ دو آیتین سورۂ توبہ کی (لقد جاءکم
رسول من انفسکم الخ) خزیمہ بن ثابت سے
پائین جو اور کسی کے پاس نہ تہین۔

فتتبع القرآن واجمعه فوالله لو كلفني
نقل جبل من الجبال ما كان اثقل
علىّ مما امرني به من جمع القرآن فتتبعت
القرآن اجمعه من الرقاع والاكتاف
والعسب وصدور الرجال حتى
وجدت من سورة التوبة ايتين
مع خزيمة بن ثابت لم اجدهما مع
غيره لقد جاءكم رسول من انفسكم
تا آخر۔ بخاری کتاب فضائل القرآن

ایک محقق عالم نے قرآن مجید کی تدوین پر آیات قرانی سے نہایت لطیف استدلال کیا
ہے وہ فرماتے ہین قرآن کی کتابت اور حفاظت کا اہتمام جناب پیغمبر کے زمانہ حیات مین اس شان
اور نگہداشت سے ہوتا تہا کہ ایک جماعت صحابہ کلمات وحی کو لکہتی تہی اور دوسری جماعت انکی
حفظ کرنے پر متعین اور بہت سے اصحاب حافظ اور جامع ہی تہے چنانچہ تمام قرآن جتنا کہ اب موجود ہے
جناب پیغمبر کے زمانہ مین لکہا جا چکا تہا اور خود قرآن مین متعدد مقامات پر اس کے مکتوب ہونے کا
اشارہ اور تصریح ہوئی ہے اور لکہنے والونکا ذکر بہی ہوا ہے۔

(۱) قرآن ایک نصیحت ہے پہر جو کوئی چاہے اسکو پڑہے
قابل ادب عالی اور پاک ورقون مین۔ معزز اور نیک
لکہنے والون کے ہاتہون مین۔

كلا انها تذكرة۔ فمن شاء
ذكره في صحف مكرمة مرفوعة
مطهرة بايدي سفرة كرام بررة
پ ۳۰ سورہ عبس

یہ بہت قدیم سورہ ہے اور غالباً ہجرت حبشہ کے پہلے کی ہے یہ زمانہ ابتداء اسلام کا تہا
اس وقت مین کاتبان قرآن کی تعریف اور توثیق ہوئی جس سے ابتدا سے اس کی کتابت
اور حفاظت کا اہتمام ثابت ہوتا ہے

(۲) یہ قرآن بڑی شان کا۔ لکہا ہے تختی مین جسکی
نگہبانی ہوتی ہے۔

بل هو قرآن مجيد في لوح محفوظ
س ۳۰ سورہ بروج

لوح کہتے ہین شانہ کو اور شانہ کی چوڑی ہڈی پر قرآن لکہا جاتا تہا - (لوح کتف وہر چہ پہن باشد از استخوان و چوب و تختہ - صراح) یہ سورہ بہی قدیم سورتون مین سے ہے

(۳) - قسم ہے لکہی کتاب کی کشادہ ورق مین - | وکتاب مسطور فی رق منشور پہلا پارہ ۲۷ سورہ طور

سورہ طور بہی مکی ہے جو قبل ہجرت نازل ہوئی رق کہتے ہین چمڑہ کو جس پر اگلے زمانہ مین کتابین لکہی جاتی تہین - (رق بالفتح پوست آہو کہ بر وے نویسند - صراح) - اس آیت سے قرآن کا مکتوب ہونا تو ظاہر ہے مگر لفظ رق نے بہت بڑا فایدہ یہ دیا کہ اس کا چمڑہ کے ورقون پر لکہا جانا ثابت ہوا - ابن حجر کا قول بہی اس کا موید ہے کہ پہلے قرآن قطعات ادیم پر لکہا جاتا تہا

ابو بکر صدیق کے زمانہ مین جمع ہونے سے پیش تر چمڑے اور کہجور کی شاخون پر قرآن لکہا ہوا تہا | انما کان فی الادیم والعسب اولا قبل ان یجمع فی عہد ابی بکر - تفسیر اتقان

(۴) بیشک قرآن ہی عزت والا لکہا ہوا ہے محفوظ کتاب مین اس کو وہی چہوتے ہین جو پاک ہین | انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون - ۲۷ سورہ واقعہ

اس مین قرآن کی تعریف مین وہی کتابت اور حفاظت بیان ہوئی ہے اور یہ بہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کے نسخے بکثرت موجود تہے اور عوام مین منتشر تہے -

(۵) - یہ تو مکہ کی کیفیت تہی - مدنی آیتون مین اور بہی زیادہ قرآن کے مکتوب ہونیکا ذکر ہے

خدا کی طرف سے پیغمبر آیے اور پاک صحیفے پڑہتا ہو جس مین پکی کتابین لکہی ہین - | رسول من اللہ یتلوا صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمہ ۳۰ سورہ بینہ

(۶) - کئی جگہہ قرآن کو کتاب کے لفظ سے یاد کیا ہے -

یہ وہ کتاب ہی جسکے کلام الٰہی ہونے مین کچہہ شک نہین | ذلک الکتاب لا ریب فیہ سورہ بقر

یہ ایسی کتاب ہے جس کے مضامین مستحکم کر دیے گئے ہین | کتاب احکمت ایاتہ ہود

(اے پیغمبر) خدا نے تم پر یہ کتاب اتاری | انزل علیک الکتاب آل عمران

ان کل آیات پر نظر کرنے سے ظاہر ہے کہ مدینہ مین قرآن کے نسخون کی بہت کثرت سے اشاعت ہو گئی تہی اور آپ سے آپ ہی ایسا ہوا ہو گا - کیونکہ جبکہ مکہ مین قرآن کے متعدد نسخے موجود تہے اور ایک جماعت کاتبون کی مستعد تہی حالانکہ وہ زمانہ اسلام کی مصیبت کا تہا اور مسلمان بہی کم

تہے پس جبکہ مدینہ مین مسلمانون کو امن ملا اور تعداد بہی بڑہی تو بالضرور کتابت کی کثرت اور دور دور نسخے منتشر ہو گئے ہون گے۔

اس کے بعد محقق مذکور انگریزی مصنفون کی تحقیقات لکہہ کر ابو بکر صدیق کے زمانہ مین قرآن جمع کئے جانے کی نسبت لکہتا ہے۔حضرت خلیفہ اول کے عہد مین قرآن جمع کئے جانے اور اس سے پہلے اس کا جمع کیا ہوا نہ ہونے کی خبر منجملہ اخبار لحاز کے ہے جو قطعی اور یقینی حالت کے مقابلہ مین قایم نہین رہ سکتی۔ اور اسکی تقریر ایسی مبالغہ آمیز ہے کہ قطعی واقعات کے خلاف ہے اگر اسی طور سے زید بن ثابت کا قرآن جمع کیا ہوا ہوتا تو ضرور مشتہر ہوتا اور بہت سی روائتیز اسکی پائی جاتین۔ برخلاف اس کے صحاح مین بہت ہی کم اسکی خبر ملتی ہے۔ خیال کیجئے کہ یمامہ کی لڑائی بحساب واقدی والو معشر ١٢ھ ہجری کے ربیع الاول مین ہوئی اور بحساب طبری ١١سال اور بقول آخر ١١سال کے آخر مین ہوی اور زمانہ خلافت ابو بکر صدیق دو برس دو مہینہ کے قریب ہوتا ہے زید کے تتبع اور تلاش مین ایک معتدبہ عرصہ صرف ہوا ہوگا۔ کہجور کے شاخین پتہر کے ٹکڑے۔ چمڑے کے ورق۔ تختیان۔ چوڑی ہڈیان ڈہونڈنے اور منگوانے اور حافظون کو ہر چار طرف سے جمع کرنے مین بہت عرصہ اور نیز شہرہ ہوا ہوگا۔ اس صورت مین یہ معاملہ ایسا مشہور ہونا چاہیئے تہا جیسے بدر کا معرکہ اور احزاب کی لڑائی۔ مگر تمام صحاح کو چہان مارو یہی زید بن ثابت۔ یحیی بن عبد الرحمن۔ لیث بن سعد۔ ابن شہاب اسکے ناقل پائے جاتے ہین۔ مین یہ سمجہتا ہون کہ ابو بکر صدیق نے خلافت کی حثیت سے حکماً یعنی سرکاری طور پر ایک نسخہ نامہ (امپیریل اڈیشن) تمام وکمال ایک جلد مین زید سے لکہوایا اور دستور العمل خلافت اور ہدیت ریاست کے طور پر اس کو رکہا گو وہ پہلے سے بہت لوگون کے پاس لکہا ہوا موجود اور دور دور کے پرگنون مین مشہور تہا۔ حارث محاسبی نے ہی اس کے قریب قریب جمع قرآن کے متعلق اپنی رائے ظاہر کی ہے چنانچہ تفسیر اتقان مین لکہا ہے۔

قرآن مجید کی کتابت کوئی امر جدید نہین ہے کیونکہ رسول کریم اسکو خود لکہواتے جاتے تہے مگر وہ پرچون شانہ کی ہڈیون کہجور کے شاخون پر متفرق تہا۔	كتابة القرآن ليست بمحدثة فانه صلعم كان يأمر بكتابته ولكنه كان مفرقا في الرقاع والاكتاف والعسب

کا حکم دیا اور یہ چیزین بمنزلہ اوراق منتشرہ کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گہر سے دستیاب ہوئی تہین جن مین قرآن مجید موجود تہا پس ان کو اکٹہا کر کے دہاگہ سے باندہ دیا تاکہ اسمین سے کچہ کہویا نہ جائے۔

الی مکان مجتمعاً وکان ذلک بمنزلۃ اوراق وجدت فی بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہا القرآن منتشر فجمعہا جامع وربطہا بخیط حتی لا یضیع منہا شیء - تفسیر اتقان

مگر یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ نسخہ تمام وکمال کس چیز پر لکہا گیا۔ غالباً کاغذ پر ہوگا چنانچہ امام مالک کا بیان ہے

سالم بن عبداللہ سے روائت ہے کہ ابو بکر صدیق نے قرآن کو کاغذ پر لکہوایا۔

عن سالم بن عبد اللہ قال جمع ابو بکر القرآن فی قرطیس - موطا

معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم کے زمانہ سے پیشتر کاغذ بنایا جاتا تہا گو عام طور پر اس کی اشاعت نہ تہی۔ چنانچہ مصریون نے قدیم زمانہ مین کتابت کیواسطے پیریس کا کاغذ ایجاد کیا اہل مصر اس کاغذ کو جو ایک درخت کے پتون سے بنایا جاتا تہا پاپو کہتے تہے وہین سے اہل یونان نے پیپرس کہنا شروع کیا۔ پہلے تمام ممالک مین اسی کاغذ پر کتابین لکہی جاتی تہین۔

باب ششم۔ سیاست و انتظام سلطنت

کاتب ابو بکر صدیق کا زمانہ خلافت بادشاہی تکلفات سے بالکل سادہ تہا انہون نے اپنے واسطے کوئی وزیر مقرر نہین کیا بلکہ جس طرح رسول کریم کے زمانہ مین معاہدون اور فرمانون کے لکہنے کیواسطے کاتب مقرر تہے انہون نے بہی اپنے زمانہ مین وہی طریق جاری رکہا۔ ان کے تین کاتب تہے۔ عثمان بن عفان - زید بن ثابت - عبداللہ بن ارقم - اور ان کا کام ایسا تہا جیسے آجکل سکرٹری کا۔

خلیفہ کے فرائض ان کا زمانہ خلافت کچہ تو مختصر تہا اور کچہ عراق عرب و شام کے شروع محاربات کے باعث اسلام کی اشاعت ابہی غیر ملکون مین نہین ہوئی تہی اور نہ ملکی آمدنی مین کوئی خاص

وسائل ترقی کے پیدا ہوئے تھے اس واسطے ان کے زمانہ مین وضع قوانین کی ضرورت پیش نہین آئی۔ اس وقت تک اسلام کے بڑے اور اہم فرائض یہ تھے نماز کی جماعت کرانا۔ صدقات کا وصول کرنا۔ امور متنازعہ پر فیصلہ دینا۔ اشاعت اسلام کیواسطے افواج کا بھیجنا۔ ان امور کی مختصر کیفیت یہ ہے۔

اول۔ نماز۔ سب سے اہم اور مقدم کام نماز تھی۔ ابو بکر صدیق نپجگانہ نماز کے وقت مسجد مین آتے اور نماز پڑہاتے۔ اور ان کی غیر حاضری مین عمر فاروق اس کام کو کر دیتے۔

دوم۔ صدقات کا وصول کرنا۔ وصولی صدقات پر جس قدر توجہ ابو بکر صدیق کو تھی قبائل مرتدین کا واقعہ اس کو بخوبی ظاہر کر چکا ہے اس کام کے واسطے مفصلہ ذیل عامل ملک کے اطراف وجوانب مین ان کی طرف سے مقرر تھے۔

(۱)۔ مکہ مین اثاث بن اسید۔
(۲)۔ طائف مین عثمان بن ابی العاص۔
(۳)۔ صنعا مین مہاجر بن امیہ۔
(۴)۔ حضرموت مین زیاد بن لبید۔
(۵)۔ خولان مین یعلی ابن امیہ۔
(۶)۔ جند مین معاذ بن جبل۔
(۷)۔ بحرین مین علا بن حضرمی۔

ان عاملون کو یون سمجھنا چاہیے جیسے گورنر۔ ابو بکر صدیق ان کی تقرری مین اس امر کے پابند تھے کہ جو لوگ رسول کریم کے زمانہ مین ان کامون پر رہ چکے ہین انہی کو یہ عہدے دئے جائین سوائے اس صورت کے کہ کوئی شخص از خود اس کام کو چھوڑ دے۔ ابن عبد البر اندلسی نے لکھا ہے

خالد بن سعید اور اس کا بہائی رسول خدا کی طرف سے عامل تھے آپ کے انتقال کے بعد جب وہ اپنے علاقون سے چلے آئے تو ابو بکر صدیق رضہ نے کہا تم کیون آئے ہو رسول خدا کے عاملون سے کوئی زیادہ حقدار نہین ہے اپنے علاقون کو واپس چلے جاؤ۔ انہون نے جواب دیا ہم ابو احیحہ کی اولاد ہین رسول خدا صلے اللہ وسلم کے بعد کسی کی خدمت نہین کرین گے۔

کان خالد بن سعید واخوتہ عمالا لرسول اللہ فرجعوا عن عمالتہم حین مات رسول اللہ۔ فقال ابو بکر مالکم رجعتم عن عمالتکم ما احد احق بالعمل من عمال رسول اللہ ارجعوا الی اعمالکم فقالوا نحن بنو ابی احیحۃ لا نعمل لاحد بعد رسول اللہ استیعاب

ایام خلافت مین جس قدر روپیہ بیت المال مین جمع ہوا وہ قریباً ۵ لاکھ درہم تھا - اور سب کا سب
خرچ ہو گیا - ابو بکر صدیق کی وفات پر جب بیت المال کی پڑتال کی گئی تو صرف ایک درہم
برآمد ہوا جو کسی چیز مین لپٹا ہوا رہ گیا تھا -

سوم فیصلہ تنازعات - امور متنازعہ کا فیصلہ کرنے مین ابو بکر صدیق بہت اہتمام کرتے
تھے - جب کوئی اہل مقدمہ ان کے پاس آتا پہلے قرآن مجید پر غور کرتے اور پہر حدیث کی
تلاش مین مصروف ہوتے - جب دونون جگہہ کچھ نہ ملتا تو شرفا اور اہل علم سے مشورہ لیکر کثرت
رائے کے موافق فیصلہ کرتے ازالۃ الخفا مین محدث دارمی کے حوالہ سے لکہا ہے -

جب کوئی اہل مقدمہ ابو بکر صدیق رض کے پاس
آتا تو قرآن مجید کو دیکھتے اگر اس مین کوئی حکم
ملتا تو اس کے موافق فیصلہ کردیتے - اگر قرآن مجید
مین نہ ہوتا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوتا
تو اسکے موافق حکم دیتے اگر قرآن مجید مین نہ ہوتا اور نہ
رسول کریم سے سنا ہوتا تو صحابہ سے دریافت کرتے
اور کہتے کہ میرے پاس فلان مقدمہ آیا ہے کیا تم کو اس
معاملہ مین رسول خدا کا کوئی حکم معلوم ہے - اکثر
اوقات ایسے لوگ انکے پاس ہوتے جو رسول خدا کا حکم اس
معاملہ مین بیان کرتے - تب ابو بکر صدیق کہتے
خدا کا شکر ہے کہ اسنے ہم مین ایسے آدمی پیدا کیے
ہین جو نبی کریم کی باتون کو یاد رکھتے ہین - اگر صحابہ سے
بہی کوئی حدیث نہ ملتی تو شرفا اور اہل علم کو جمع کرتے
اور جس امر پر ان کا اتفاق رائے ہوتا اس کے مطابق فیصلہ کردیتے

كان ابو بكر اذا ورد عليه الخصم نظر
في كتاب الله فاذا وجد فيه ما يقضي
بينهم قضى به وان لم يكن في الكتاب
وعلم من رسول الله ذلك الامر سنة
قضى به - فان اعياه خرج فسئل المسلمين
وقال اتاني كذا فهل علمتم ان رسول الله
قضى في ذلك بقضاء فربما اجتمع اليه
النفر كلهم يذكر من رسول الله فيه قضاء
فيقول ابو بكر الحمد لله الذي جعل فينا من
يحفظ على نبينا - فان اعياه ان يجد
فيه سنة من رسول الله جمع رؤس
الناس وخيارهم فاستشارهم فاذا
اجتمع رأيهم على امر قضى به

مختصر یہ کہ رعایا کے کاروبار مین اون کو آزادی اور خود مختاری حاصل تھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
کے بعد وہ شرفا اور اہل علم کے مشورہ اور ان کی رایے کے پابند تھے -

بیعت عام کے بعد یہ تقریر جو انہون نے کی تہی (ع) "مین مسلمانون مین ویسا ہی آدمی ہون جیسے کہ تم ہو۔ نہ خطاؤن سے معصوم ہون اور نہ غلطیون سے محفوظ۔ نہ تم سب سے بہتر اور اچھا ہون اس لئے تم میری خبرداری رکھنا۔ میری جو باتین خدا اور اس کے رسول کے احکام کے موافق ہون ان مین میری پیروی کرنا اور جن مین مجھے لغزش کرتے ہوئے دیکھو سنبھالنا"۔ ایام خلافت مین اس پر پورا عمل کر دکھایا۔

مدینہ کے فیصلہ جات کیواسطے عمر فاروق کو انہون نے قاضی مقرر کیا تہا مگر لوگون نے فصل قضایا مین کچھہ زیادہ توجہ ان کی طرف نہین کی چنانچہ تاریخ ابن اثیر مین لکھا ہے کہ ان کے اس دو سالہ زمانہ قضا مین صرف دو آدمی ان کے پاس گئے۔

چہارم۔ اشاعت اسلام کے واسطے افواج کا بہیجنا۔ اس کام کے واسطے جو فوجین بہم پہنچائی جاتی تہین۔ اس کے سپاہی تنخواہ دار نہین ہوتے تہے بلکہ اس زمانہ کے قومی دستور کے موافق مجاہدین بہم پہنچ جاتے تہے۔ جنکو ضروری سامان جنگ سے مدد دی جاتی تہی ان کی خدمات کا معاوضہ دنیا مین افواج دشمن کا مال و اسباب اور عقبیٰ مین خوشنودی خدا ہوتی تہی۔ ابو بکر صدیق رضہ اسی دستور کے موافق مجاہدین کو طلب کرتے اور فوج مین شامل کر لیتے۔ ازالۃ الخفا مین محدث ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لکھا ہے۔

ابو بکر صدیق جب روان گی لشکر کا ارادہ کرتے تو لوگون کو بلواتے اور سامان تیار ہونے پر لشکر کو اس سے آراستہ کرتے۔	کان ابو بکر اذا اراد ان یبعث بعثا ندب الناس فاذا کمل له من العدۃ ما یرید جہزہم بما کان عندہ

جب اس طرح سے فوجین بہم پہنچ جاتین تو ایک تجربہ کار اور ذی رتبہ صحابی کو امیر مقرر کرتے اور جملہ ساز و سامان کے ملاحظہ کے بعد اس کو رخصت کرتے۔

فوجی انتظام کے متعلق جو ہدایتین لشکر کے نام ابو بکر صدیق نے جاری کین اور جو نگرانی ان کی طرف سے وقتاً فوقتاً عمل مین آتی رہی اس کا مختصر بیان حسب ذیل ہے

(۱) فوج کشی کے متعلق ہدایات عامہ۔ مرتدون پر فوج کشی کے وقت جو فرمان افسران لشکر کے نام ابو بکر صدیق نے جاری کیا اس مین یہ ہدایت خصوصیت سے درج تہی کہ جس بستی

مین جاؤ پہلے وہان کے باشندون کو اسلام کی دعوت کرو۔ دعوت اسلام کے بغیر دفعۃً ان پر چڑہائی نہ کرنا۔ اسامہ بن زید اور خالد بن سعید اور دیگر افسران کو جب ملک شام کیطرف لشکر دیکر روانہ کیا تو ہر ایک کو روانگی سے پیشتر ان امور پر عمل کرنیکی ہدایت کی یہ ہدایتین موطا امام مالک تاریخ واقدی اور ابن خلدون سے حسب ذیل معلوم ہوئی ہین ۔

(۱) کوئی عورت اور لڑکا اور بڈہا نہ مارا جاے ۔

(۲) کسی کا ناک کان نہ کاٹا جاے ۔

(۳) راہب (نصاریٰ کے عابد زاہد) قتل نہ کئے جائین اور نہ ان کے عبادت خانے مسمار کئے جائین ۔

(۴) کوئی درخت پہلدار نہ کاٹا جاوے اور نہ کوئی کہیت جلایا جاوے ۔

(۵) کوئی آبادی ویران نہ کی جاے

(۶) بکری اونٹ وغیرہ جانور کی کونچین نہ کاٹی جائین

(۷) جو عہد وپیمان غیر مذہب والون سے کیا جاے اس مین بیوفائی نہ کیجاے ۔

(۸) جو لوگ اطاعت کرین ان کے جان ومال مسلمانون کے جان ومال کے برابر سمجھے جائین

(۹) مال غنیمت مین خیانت نہ کیجاے

(۱۰) میدان جنگ سے گریز نہ کی جاے

(۱۱) مجوسیون کو قتل کیا جاے

ان ہدایتون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابلہ اور لشکر کشی کے وقت نرمی اور نیکی کی بہت رعایت کی جاتی تہی اور بدعہدی سے بچنے کی سخت تاکید ہوتی تہی ۔

(۲) تقرری عہدہ مین رشتہ کا لحاظ نکرنا۔ ابوبکر صدیق نے جب یزید بن ابی سفیان کو ملک شام کیطرف بہیجا تو اس امر پر بڑے زور سے توجہ دلائی کہ کسی رشتہ دار کو صرف الفت اور محبت کی وجہ سے ہرگز کوئی عہدہ نہ دے ازالۃ الخفا مین امام احمد کے حوالہ سے لکہا ہے ۔

اے یزید تمہارے بہائی بند مین مجہ کو اندیشہ ہے کہ تم ان کو حاکم بناؤ اور مین اس بات سے ڈرتا ہون کیونکہ رسول خدا نے کہا کہ جو شخص مسلمانون کا حاکم ہوا اور کسی کو رعایتاً امیر مقرر کرے اس پر خدا کی لعنت ہے خدا تعالے نہ اس کا نفل قبول کریگا اور نہ فرض بلکہ اس کو جہنم مین بہیجے گا اور جو شخص

یا یزید ان لك قرابة خشیت ان تؤثرهم بالامارة وذلك اكبر ما اخاف علیك فان رسول الله قال من ولی من امر المسلمین شیئاً فامر علیهم احداً محاباة فعلیه لعنة الله لا یقبل منه صرفاً ولا عدلاً حتی یدخله جهنم ومن اعطی لاحد حمی الله فقد انتهك فی

کسی کو اللہ کے بندوں مین سے بغیر حق کے کچھہ دے اُسنے خدا کے حدود کو توڑ دیا - اور اس پر خدا کی لعنت ہے اور اللہ تعالے اس سے بری الذمہ ہے -	حمی اللہ شیئا بغیر حقہ فعلیہ لعنۃ اللہ وقال تبرئت منہ ذمۃ اللہ عزوجل

(۳) تقسیم غنیمت مین حصہ کی مساوات - میدان جنگ مین جو مال ہاتھ آتا اس کی تقسیم کا یہ دستور تھا کہ مقتول کا گھوڑا اور ہتیار تو قاتل کو دئے جاتے اور باقی مال یکجا جمع ہو کر ایک خمس بیت المال مین بھیجا جاتا اور چار خمس فوج مین برابر تقسیم ہوتے

البتہ سوار کو دو حصے اور پیادہ کو ایک حصہ ملتا - عمر فاروق کی رائے اس معاملہ مین انکی برخلاف تہی - وہ سبقت فی الاسلام اور شرافت نسب کے لحاظ سے کم و بیش تقسیم کرنا چاہتے تھے مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو نہین مانا اور کہا کہ مسلمان سب برابر ہین - چنانچہ ازالۃ الخفا مین محدث ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لکھا ہے

عمر فاروق نے کہا جن لوگون نے مال اور جان سے خدا کے رستہ مین جہاد کیا اور اپنے گھرون سے ہجرت کی تم ان کو ان کے برابر سمجھتے ہو جو اسلام مین مجبوراً داخل ہوئے - ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے اعمال خدا واسطے تھے اور اس کا معاوضہ خدا پر ہے - دنیا کا تہوڑا مال ان کے لئے کافی ہے	قال عمر اتجعل الذین جاھدوا فی اللہ باموالھم وانفسھم وھاجروا دیارھم کمن دخل فی الاسلام کرھا - فقال ابو بکر انما عملوا للہ وانما اجورھم علی اللہ وانما الدنیا بلاغ -

(۴) - فوجی افسرون کی نگرانی - مرتدون کے قتال اور عراق عرب و شام کی سرحدون پر جو فوجین بھیجی گئی تہین آپ مدینہ مین بیٹھے ہوئے ان کے حالات کی نگرانی رکھتے اور میدان جنگ کی خبر گیری کیا کرتے - میدان جنگ کے حالات کے موافق کبھی کبھی امیران لشکر کی تبدیلی بھی کرتے - اور ان کی امداد کے واسطے حسب ضرورت فوجین برابر بہیجتے رہتے مسیلمہ کی سرکوبی کے واسطے پہلے عکرمہ بن ابی جہل کو فوج دیکر بھیجا تہا مگر جب وہ اس کے مقابلہ مین پورا نہ اترا تو خالد بن ولید کو اس کام پر متعین کیا - مثنیٰ بن حارث پر جب لشکر ایران نے غلبہ کیا تو خالد بن ولید کو عراق مین بہیجدیا - افواج شام کا امیر الامرا ابو عبیدہ جب اتنی بڑی مہم کا متحمل

ہوتا نظر نہ آیا تو سپہ سالاری کا عہدہ خالد بن ولید کو دیدیا - اور اس تمام تغیر و تبدل مین ان کی تجاویز تیر بہدف ثابت ہوئین -

(۵) فوجی افسرون سے درگزر اور سلوک - ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کارکن آدمیون کی ہمیشہ قدر کرتے اور ان کے معقول عذرات کو قابل قبول تصور کر کے ان سے درگزر فرماتے - مالک بن نویرہ کے معاملہ مین جب خالد بن ولید کی شکایتین گذرین تو پہلے جواب دہی کے واسطے اسکو مدینہ مین طلب کیا -

اگرچہ عمر فاروق بہی مخالفین سے متفق تہے مگر جب خالد نے اپنے عذرات پیش کئے تو ان پر غور کرنے اور اس کی جنگی خدمات عہد رسول خدا پر لحاظ کرنے کے بعد اسکے عذرات کو قابل پذیرائی تصور کیا اور اس سے درگذر کر کے اسکو اپنے کام پر واپس کر دیا - خالد پر کیا حصر ہے اشعث بن قیس باوجودیکہ مرتد ہو گیا تہا مگر اسکی بہادری اور جرأت اور اس پر صدق دل سے توبہ کا حال معلوم کر کے اس کا قصور معاف کیا اور اس درجہ اسکے حال پر عنایت کی کہ اس کی درخواست پر اپنی بہن ام فردہ کا نکاح اسکے ساتھ کر دیا -

باب ہفتم

عمر فاروق کا استخلاف - ابوبکر صدیق کی وفات اور دیگر امور

عمر فاروق کا استخلاف

ابن اثیر نے لکہا ہے جب ابوبکر صدیق بیمار ہوئے اور علالت زیادہ ہو گئی تو آپنے عبد الرحمن بن عوف کو بلا کر عمر فاروق کی جانشینی کی بارہ مین رائے لی - انہون نے کہا آپ کی جو رائے عمر فاروق کے حق مین ہے وہ اس سے بڑہکر ہین مگر ان کی طبیعت مین سختی زیادہ ہے آپنے کہا ان کی یہ سختی اس سبب سے ہی کہ میری طبیعت مین نرمی زیادہ ہے جب خلافت کا کام ان کی سپرد ہوگا تو سختی کو بہت کچھ کم کر دین گے - مینے غور سے دیکہا ہے کہ جب مین کسی پر غصہ ہوتا تو یہ اسکی سفارش کیا کرتے اور اگر مین کسی سے زیادہ نرمی کرتا تو یہ سختی پر آمادہ ہوتے پہر عثمان

بن عفان کو بلا کر ان سے مشورہ لیا - انہون نے کہا کہ عمر کا باطن ان کے ظاہر سے اچہا ہے اور ہم مین ویسا کوئی نہین - طلحہ بن عبد اللہ کو جب اس معاملہ کی اطلاع ہوئی تو انہون نے کہا اے خلیفہ رسول آپ عمر فاروق کے غصہ کو جانتے ہین اور پہر ان کو ہم پر خلیفہ مقرر کرتے ہین اگر لوگ انکے غصہ سے سختی اٹہائین تو پہر آپ خدا کو کیا جواب دینگے ابو بکر صدیق رضؓ نے کہا تم مجہے اللہ سے ڈراتے ہو - اگر خدا مجہہ سے پوچہیگا تو مین یہی کہونگا کہ بار خدایا مینے تیری مخلوق پر بہترین شخص کو خلیفہ کیا ہے - اس کے بعد عثمان بن عفان سے ایک وصیت نامہ لکہوایا جسکا مضمون حسب تحریر ابن خلدون کے یہ تہا -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - یہ وصیت نامہ ابو بکر خلیفہ رسول خدا کا ہے اوسکی آخری زمانہ دنیا مین اور پہلے زمانہ عقبیٰ مین اور اس وقت کا ہے جبکہ کافر ایمان لانیوالا اور فاجر یقین کرنیوالا ہوتا ہے مینے تم لوگون پر عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا اور اس سے تمہاری بہتری مین کچہہ کوتاہی نہین کی اگر وہ عدل اور ثبات سے کام کرے تو میرے علم اور رائے کے موافق ہی اور اگر اس مین کچہہ تغیر و تبدل کرے اور جور و ستم کام مین لائے تو مین غیب دان نہین ہون اور ہر ایک اپنے افعال کا جوابدہ ہے اور ظالم عنقریب معلوم کرینگے کہ وہ کس طرف رجوع کرنیوالے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ھذا ما عھد بہ ابو بکر خلیفۃ محمد رسول اللہ عند آخر عھدہ بالدنیا و اول عھدہ بالآخرۃ فی الحال التی یؤمن فیھا الکافر و یوقن فیھا الفاجر - انی استعملت علیکم عمر بن الخطاب و لم آل لکم خیرًا - فان صبر و عدل فذلک علمی بہ و رائی فیہ و ان جار و بدل فلا علم لی بالغیب والخیر اردت - و لکل امرئ ما اکتسب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

یہ وصیت نامہ تحریر ہو کر ابو بکر صدیق کے حکم سے سر بمہر کیا گیا اور اسکی کئی نقلین اطراف و جوانب کے امراؤ کو سر بمہر بہیجی گیئن - پہر عمر فاروق کو بلا کر کہا مینے تم کو اصحاب رسول کریم پر خلیفہ مقرر کیا ہے عمر فاروق نے جواب دیا مجہہ کو اس تکلیف سے معاف رکہئے مجہے خلافت کی کچہہ ضرورت نہین ابو بکر صدیق رضؓ نے کہا تم کو اسکی ضرورت نہین مگر اسکو تمہاری ضرورت ہے اور تمہین کرنی پڑیگی - خاتمہ گفتگو اسپر تہا اگر میری نصیحت مانوگے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تم کو پسند خاطر نہ ہوگی اور اگر نہ مانوگے تو کوئی پوشیدہ چیز موت سے زیادہ تم کو ناپسند نہ ہوگی -

وفات و تجہیز و تکفین ابو بکر صدیق رضؓ ۱۳ جمادی الآخر ۱۳ھ اور ۶۳۴ع کی ۲۳ - تاریخ کو جمعہ کے دن فوت ہوئے

+ یہ بات یاد رکہنے کے لائق ہے کہ اسوقت ابو بکر صدیق کے دو بیٹے عبد الرحمن اور محمد موجود تہے جنمین سے عبد الرحمن بڑا جری اور جنگ یار

بعض نے لکھا ہے کہ دوشنبہ کو دن آپ کی وفات ہوئی اُس وقت آپ کی عمر ۶۳ برس اور خلافت کی مدت سوا دو برس تہی - صاحب اصابہ کے نزدیک تعداد عمر یہی معتبر ہے لیکن امام ابن قتیبہ اس سے زیادتی کے قائل ہین جیسا کہ شروع کتاب مین مذکور ہو چکا ہے -

جس مرض سے آپکا انتقال ہوا اس کی نسبت بہی اختلاف ہے - بعض مورخین کا بیان ہے کہ ایک یہودی نے انتقال سے برس دن پیشتر آپ کو زہر آلود کہانا ہیجا تہا جو آپنے اور حارث بن کلدہ نے کہایا حارث طبیب تہا اس نے کہانے کی کیفیت معلوم کر کے کہا کہ ای خلیفہ رسول خدا اس کہانے مین زہر ملا ہوا ہے جسکا اثر ایک برس کے بعد ہو گا - پس مین اور آپ ایک ہی دن مرینگے - چنانچہ آپ اسیدن سے بیمار ہوے اور برس کے بعد انتقال کیا - چند مورخون نے لکہا ہے کہ آپنے ایک دن ٹہنڈی ہوا مین غسل کیا تہا اس سے تپ ہو گئی اور پندرہ دن اسی بیماری مین رہکر فوت ہوے - لوگون نے ایام مرض مین کہا اگر آپ اجازت دین تو ہم طبیب کو بلائین آپنے جواب دیا کہ طبیب میری پاس آیا تہا اور یہ کہہ گیا انی فعال لما یرید یعنی خدا ایسا جو چاہتا ہے سو کرتا ہے لوگ اسکا مطلب سمجہ کر خاموش ہو رہے بی بی عائشہ کا بیان ہے کہ ابو بکر صدیق بیماری کے آخر دن بیہوش ہو گئے اور مین گریہ وزاری کی حالت مین یہ کہہ رہی تہی کہ میرے باپ کو سخت مرض لاحق ہو گیا ہے - جب آپ کو بیماری سے افاقہ ہوتا تو کہتے یون نہین بلکہ یہ ہے وجاءت سکرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد موت کی بیہوشی تو ضرور آکر رہیگی یہی وہ حالت ہے جس سے تو گریز کرتا تہا -

اسی حالت مین مجہسے پوچہا کہ رسول خدا کو کتنے کپڑون مین کفنایا تہا - مینے کہا سحول[*] کے تین کپڑے تہے جن کے اندر قمیص اور عمامہ نہ تہا - پہر پوچہا رسول خدا نے کس دن وفات پائی تہی - مینے کہا دوشنبہ کو - پہر پوچہا آج کیا دن ہے مینے کہا دوشنبہ - تب کہا مین خدا سے امید کرتا ہون کہ آج رات اور دن کے درمیان میری موت ہو گی - پہر وہ کپڑا جسمین آپ کی بیماری ہوئی تہی اور جو اس وقت آپنے پہنا ہوا تہا اسکو دیکہکر کہا کہ اسمین زعفران کا دہبہ جو پڑا ہوا ہے اسکو دہو کر اور دو کپڑے زاید ملا کر مجہے دفن کرنا - مینے کہا یہ تو پرانا ہے - آپنے کہا زندہ مردہ سے نئے کپڑے کا زیادہ حاجتمند ہے اور کفن تو ریم وخون کے واسطے ہے | الحی احوج الی الجدید من المیت انما هو للمهنة والصدید

تجہیز وتکفین کے متعلق آپنے وصیت کی تہی کہ آپکی بی بی اسما بنت عمیس غسل دے اور آپ کا بیٹا عبد الرحمن اسکی مدد کرے اور کہا مین نہین چاہتا کہ ان کے سوا کوئی اور شخص میرے بدن کو برہنہ دیکہے رات کیوقت آپکا انتقال ہوا - مرتے وقت آپکے منہ پر یہ الفاظ تہے توفنی مسلما والحقنی بالصالحین یعنے تو مجہ کو اپنی

[*] سحول یمن مین ایک بستی کا نام ہے اور یہ کپڑا وہین بنا جاتا ہے

فرمانبرداری کی حالت مین ادنیا سے اٹھاے اور اپنے نیک بندون مین داخل فرما۔

آپ کی وصیت کے موافق تجہیز وتکفین عمل مین آئی - جس تخت پر رسول کریم سویا کرتے تھے اسپر آپکا جنازہ اٹھایا گیا - عمر فاروق نے جنازہ پڑہا بی بی عائیشہ رض کی حجرہ مین رسول کریم کی قبر کے برابر آپ کی قبر کھودی گئی عبدالرحمن - عثمان - طلحہ قبر مین داخل ہوئے اور اسی شب آپکو دفن کیا اُسوقت انکے والد ابو قحافہ مکہ مین زندہ موجود تہے

لطیفہ ابوبکر صدیق اور رسول کریم کے باہمی قرب قبر کے متعلق امام ابن عبد ربہ نے عقد الفرید مین لکھا ہے کہ جب ہارون رشید مسجد نبوی مین آیا تو امام مالک کو بلوایا اور رسول کریم کی قبر کے پاس کہڑے ہو کر کہا فرمائیے ابوبکر صدیق رض کا مرتبہ رسول کریم کے نزدیک کیسا تہا امام مالک نے جوابدیا انکے رتبہ کا قرب ویسا ہی تہا جیسے ان کی قبر کا قرب ہے - ہارون رشید نے کہا بیشک ٹھیک ہے ۔

حلیہ آپ کا بدن چھریرا اور قد لانبا تہا - رنگ سفید مائل بزردی - پیشانی ابہری ہوئی آنکھین اندر کو گھسی ہوئین - رخسارون پر گوشت اس قدر کم تہا کہ چہرہ پر گین نہ دار رہتی تہین اور ہاتھ کی انگلیون پر بال بالکل نہ تہے ڈاڑہی کو مہندی اور خضاب سے رنگا کرتے تہے - (معارف ابن قتیبہ)

ازواج واولاد ایام جاہلیت مین آپ کی دو بیبیان تہین

(۱) - قتیلہ بنت عبد العزیٰ جسکے بطن سے عبد اللہ اور ایک صاحبزادی اسماء تہی ۔

(۲) - ام رومان بنت عامر جسکے پیٹ سے عبد الرحمن اور بی بی عائیشہ پیدا ہوے ۔

زمانہ اسلام مین مدینہ پہنچنے کے بعد دو نکاح اور کیے - (۱) اسماء بنت عمیس سے جنکے بطن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوے (۲) - حبیبہ بنت خارجہ انصاری سے جو آپ کی وفات کے وقت حاملہ تہی اور انتقال کے بعد اس سے ام کلثوم پیدا ہوئی

منجملہ ان چارون کے قتیلہ آپ کی زندگی مین فوت ہو گئی تہی اور باقی آپ کی وفات پر زندہ تہین

پس آپ کی چار بی بیان قتیلہ - ام رومان - اسماء - حبیبہ تہین اور تین بیٹے عبد اللہ عبد الرحمن - محمد - اور تین بیٹیان اسماء - عائیشہ - ام کلثوم ہہ معارف ابن قتیبہ ۔

گذر اوقات وطرز زندگی ابو بکر صدیق قبول خلافت سے پیشتر سوداگری کیا کرتے اور اس سے اپنا اور اپنے کنبہ کا گذارہ چلاتے تہے اب خلیفہ ہونے پر انہون نے چاہا کہ بدستور اپنا کام جاری رکھین - چنانچہ انعقاد بیعت کی اگلی صبح تجارت کا مال لیکر بازار کو جارہے تہے کہ رستہ مین عمر فاروق اور ابو عبیدہ ان سے مل گئے اور کہنے لگے کہان جاتے ہو - جوابدیا کہ خرید و فروخت کیواسطے بازار جاتا ہون - انہون نے کہا کہ اب آپ مسلمانون کی حاکم

ہوگئے ہین اس طرح سے آپ کو بازار مین آمد و رفت کرنا مقتضیات نہین - ابو بکر صدیق
نے کہا یہ نہ کرون تو گہر کا خرچ کس طرح چلے وہ بولے کہ واپس چلو ہم تمہارے مصارف کیواسطے بیت المال سے کچھ مقرر
کردینگے - اس پر ابو بکر صدیقؓ چلے آئے اور جملہ اصحاب کے مشورہ سے ان کے اور ان کے
کنبہ کی روزانہ خوراک کیواسطے ایک اوسط درجے مہاجر کی خوراک کے انداز سے گذارہ مقرر کیا اسکے علاوہ سال
بہر کا کپڑا اور ایک خادم بہی تجویز ہوا - بعض نے لکہا ہو کہ دو یا ڈہائی ہزار درہم سالانہ ان کی گذارہ کے
واسطے مقرر ہوا تہا اور پہر چھ ہزار تک اسکی نوبت پہونچگئی تہی -

معارف ابن قتیبہ اور دیگر کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر صدیق کے واسطے جو کچھ
بیت المال سے مقرر ہوا تہا اُس سے ان کا گذارہ ہی چلتا تہا کسی قسم کی بچت نہین ہوتی تہی چنانچہ مرض
الموت مین بی بی عائشہ سے جو گفتگو ابو بکر صدیق کی ہوئی وہ اسکی موید ہے - اس گفتگو کا ماحصل یہ ہے
ابو بکر صدیق نے بی بی عائشہ سے کہا جب سے ہم مسلمانون کے حاکم ہوئے ہین اُن کے مال سے سوائے
موٹی روٹی اور گاڑہی کپڑے کے اور کچھ نہین لیا - ایام خلافت سے جو اضافہ ہمارے مال مین ہوا ہے
اس کو دیکہو - انہون نے دیکہہ کر کہا کہ ایک اونٹ پانچ درہم کی ایک پرانی چادر اور ایک توشک ہے
یہ سنکر کہا جب مین مرجاؤن تو اس کو بیت المال مین واپس کردینا - چنانچہ ایسا ہی کیا گیا - ابن
اثیر نے اس مال کی تفصیل مین اونٹ پرانی چادر اور حبشی غلام لکہا ہے -

عادات وخصائل ابو بکر صدیق کی طبیعت مین سادگی اور انکسار نہایت درجہ کا تہا اور بڑے بڑے
مجمعون مین عام لوگون کی طرح آمد و رفت کیا کرتے تہے اسامہ بن زید کو جب لشکر دیکر ملک شام کیطرف
روانہ کیا تو کچھ دور تک اُسکی مشایعت کیواسطے پاپیادہ ہمراہ گئے اور وہ گہوڑے پر سوار تہا یزید
بن ابی سفیان کو جب روانہ کیا تو اُس وقت بہی یہی کیفیت تہی - ہر چند ان دونون موقعون کے
افسران فوج نے کہا کہ آپ سوار ہو جائین یا ہم کو پیادہ چلنے کی اجازت دین مگر نہ مانا اور کہا کہ مین
ان قدمون کو خدا کی راہ مین شمار کرتا ہون -

غریبون اور بیکسون کے حال پر شفقت کرنے اور دردیدہ ان کی خبرگیری کرتے رہنے کی بہت
روایتین مشہور ہین - اطراف مدینہ مین ایک نابینا بڑہیا عورت رہتی تہی - یہ اکثر شب کے وقت
چپکے سے جاتے اور اس کو کہلا پلا کر اُس کے دیگر ضروری حوائج کا انصرام کر کے چلے آتے [illegible]

عمر فاروق بھی اس بڑھیا کی خبرگیری کو جایا کرتے تھے مگر ابو بکر صدیقؓ ہمیشہ ان سے سبقت لے جاتے آخرکار کچھ مدت کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ حال معلوم ہوا۔

بیماروں کی عیادت کو بھی جاتے اور ان کے ساتھ تسلی اور تشفی کی باتیں کرتے جب کسی کی تعزیت کو جاتے تو متوفی کے پس ماندگان کو اس طرح مخاطب کرتے۔ جس مصیبت پر صبر کیا جائے وہ مصیبت نہیں رونا پیٹنا بے فایدہ ہے۔ موت اُس چیز سے جو اس کے پہلے ہے آسان ہے اور جو چیز اس کے بعد ہے اس سے سخت ہے۔ رسول کریم کی موت کو یاد کیا کرو تاکہ تمہاری مصیبت آسان ہو جائے اور خدا تعالےٰ تمہیں زیادہ ثواب عطا کرے

ابو بکر صدیقؓ کی طرف سے جو انکسار مکہ پہنچنے پر اپنے والد کی ملاقات میں ظاہر ہوا اور جس سادگی کے ساتھ انہوں نے کعبہ کا طواف اور عام لوگوں کے حالات دریافت کئے وہ ایک بینظیر مثال ان کی عمدہ خصلتوں کی ہے۔ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے کتاب محاضرات الابرار میں لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق ۱۲ھ میں عمرہ کے ارادہ سے مکہ گئے تھے صبح کے وقت جب اپنے گھر پہنچے تو ان کے والد ابو قحافہ دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے لوگوں نے کہا یہ آپ کا بیٹا ہے وہ سنکر اٹھ کھڑے ہوئے ابو بکر صدیقؓ اپنی اونٹنی کے بٹھانے میں جلدی کی اور اسکے بیٹھنے سے پیشتر کود کر نیچے آگئے اور والد کی بغل گیر ہو کر کہا آپ بیٹھے رہئے اٹھنے کی تکلیف نہ فرمائیے پھر ان کی پیشانی کو چوما۔ ابو قحافہ کی آنکھوں سے خوشی کے مارے آنسو جاری ہو گئے صحابہ میں سے جن لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر ہوئی تھی وہ بھی آگئے اور ان الفاظ سے مخاطب ہوئے اے خلیفہ رسول السلام علیکم آپ رسول کریم کا نام سنتے ہی رونے لگ گئے اور لوگوں کو بھی رلا دیا اور رسول کریم کی وفات کا غم آپ کو از سر نو تازہ ہو گیا۔ ابو قحافہ نے کہا یہ لوگ تمسے ملنے آئے ہیں ان سے ملو جلو۔ آپنے جواب دیا کہ خلافت کا ایسا بوجھ میرے متعلق کیا گیا ہے کہ مجھے اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں مگر خدا کے فضل سے پھر گھر میں چلے گئے اور نہا کر نکلے انکے رفقا بھی پیچھے چلنے لگے مگر آپنے اُن کو روک دیا۔ جو لوگ رستہ میں ملتے رسول کریم کی تعزیت کرتے اور آپ زار زار روتے اسی حالت میں کعبہ تک پہنچے۔ اور ارکان عمرہ سے فارغ ہو کر مکان کو واپس چلے آئے۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو پھر کعبہ میں جا کر طواف کیا اور دار ندوہ کے قریب جا بیٹھے اور کہا اگر کسی کو میرے مظالم کی شکایت ہو یا کسی حق کا مطالبہ ہو تو بیان کرے مگر کوئی شخص نہ اٹھا اور سب نے حاکم مکہ کے برتاؤ کی تعریف کی

ابو بکر صدیق کے فصیح اور بلیغ خطبے باب الخلافت مین مذکور ہو چکے ہین
ان کی معاملہ فہمی اور صیانت رائے کا حال ان کے جنگی انتظامات سے بخوبی ظاہر ہے - اب
ہم یہ دکہانا چاہتے ہین کہ عرب کی نسب دانی اور تعبیر گوئی مین انکو کس درجہ کی مہارت تہی -

ابن ہشام کا قول ہے کہ ابو بکر صدیق علم نسب مین تمام قریش سے فایق تہے اور ان کے وقایع اور ایام اور نیک و بد معاملات کو بخوبی جانتے تہے -

کان ابو بکر انسب قریش لقریش واعلم قریش بہا و بما کان فیہا من خیر و شر - ابن ہشام

ابن عبد البر نے استیعاب مین لکہا ہے کہ جس زمانہ مین حسان بن ثابت نے قریش کی ہجو کہنی
شروع کی تو رسول کریم نے کہا تم کس طرح انکی ہجو کرو گے حالانکہ مین قریش مین سے ہون اور ابو سفیان
کی ہجو کس طرح کہو گے کہ وہ میرا چچازاد بہائی ہے - حسان نے جواب دیا کہ مین ہجو کہتے وقت آپ کو
اس طرح علیحدہ کر لیتا ہون جیسے آٹے مین سے بال - تب آپنے فرمایا کہ ابو بکر صدیق کے پاس
جاؤ کہ وہ قریش کی نسب کو تم سے زیادہ جانتا ہے - یہ ابو بکر صدیق کے پاس جایا کرتے
تاکہ انساب عرب سے واقفیت حاصل کرین - اس کے بعد جو شعر انہون نے کہے قریش سنکر کہتے کہ یہ
ایسے شعر ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے بیخبر نہین ہے -

ابن عبد ربہ نے ابو بکر صدیق اور ایک اعرابی کا جو مناظرہ عقد الفرید مین لکہا ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ان کی واقفیت علم نسب مین کس درجہ تک بڑہی ہوئی تہی - علی مرتضیٰ
سے روایت ہے کہ جب رسول خدا قبائل عرب کی وعظ و تلقین کے واسطے نکلے تو ایک مرتبہ
مین اور ابو بکر ان کے ہمراہ تہے اتفاقاً ہم دونون ایک عرب کی محفل مین جا پہنچے - ابو بکر صدیق
ہم مین بڑے نسب دان تہے انہون نے آگے بڑہکر عرب سے حسب ذیل گفت گو کی -

(۱) - ابو بکر تم کس قبیلہ سے ہو -

(۲) عربی قبیلہ ربیعہ سے -

(۳) ابو بکر - کیا ربیعہ کی بڑی شاخ سے -

(۴) عربی - ہان

(۵) ابو بکر - کونسی بڑی شاخ سے -

(۶) عربی - زحل اکبر کی اولاد سے

(۷) ابو بکر - کیا عوف بن محلم تمہین مین سے تہا جسکی نسبت یہ کہاوت مشہور ہی لاحر بوادی عوف یعنی عوف کی وادی مین کوئی آزاد نہین وہان جو جاے اس کا غلام ہے -

(۸) عربی - نہین

(۹) ابو بکر - کیا حسان بن مرّہ تمہاری خاندان مین سے تہا جسکی نسبت یہ مشہور ہے حامی الذمار مانع الجار یعنے اپنی عزت کا حامی اور پڑوسی کا محافظ -

(۱۰) عربی نہین

(۱۱) - ابو بکر - کیا شاہی خاندان کندہ کے ماموں تمہارے رشتہ دار ہین -

(۱۲) عربی - نہین -

(۱۳) ابو بکر - کیا شاہان لخم کے خسر تم مین سے ہین -

(۱۴) عربی - نہین

(۱۵) ابو بکر پہر تم زحل اکبر نہین ہو بلکہ زحل اصغر ہو -

تاریخ الخلفا مین محمد بن سیرین کے حوالہ سے لکہا ہی کہ ابو بکر صدیق خوابون کی تعبیر کہنے مین سب سے مقدم [illegible] کریم کے بعد اس فن مین تمام امت سے فائق تہے - ان کی تعبیرون کی بہت [illegible] جگہ صرف دو روایتین نمونہ کے طور پر لکہی جاتی ہین -

(۱) [illegible] کریم نے ایک خواب دیکہا اور ابو بکر صدیق سے اس کا حال بیان کیا کہ مین اور تم دونون ایک زینے پر چڑہ رہے ہین - اور مین تم سے ڈہائی سیڑہیان آگے بڑہ گیا ہون ابو بکر صدیق نے کہا اللہ تعالی آپ کو رحمت اور بخشش کیطرف اٹہائیگا اور مین آپکے بعد ڈہائی برس زندہ رہون گا - چنانچہ ایسا ہی ظہور مین آیا ہے

(۲) بی بی عائشہ نے خواب مین دیکہا کہ تین چاندان کے حجرہ مین پڑی ہوئی ہین آپنے اس خواب کو ابو بکر صدیق سے بیان کیا - انہون نے جواب دیا کہ اگر تمہاری خواب سچ ہے تو تمہاری حجرہ مین تین شخص بہترین اہل زمین دفن ہونگے - جب رسول کریم اس حجرہ مین دفن ہوے تو انہون نے کہا کہ تمہاری چاندون مین سب سے بہتر یہ ہین

خصوصیات | ابو بکر صدیق کو چار خصوصیتین ایسی حاصل تہین کہ صحابہ کرام مین سے کوئی شخص اس معاملہ مین ان کا شریک نہین ہوا -

(۱) - انکی چار پشتون نے بحالت اسلام رسول خدا کو دیکھا - یعنی ابو قحافہ - ان کا بیٹا ابوبکر صدیقؓ - انکا بیٹا - عبدالرحمنؓ - ان کا بیٹا ابو عتیق -

(۲) - رفاقت غار (۳) رفاقت عریش (۴) قرب مدفن

جب رسول کریم فوت ہوے تو صحابہ مین آپکے مقام دفن پر اختلاف ہوا بعضون نے کہا آپ کو مکہ مین دفن کرنا چاہیئے کہ آپ کا مولد ہے - بعضون نے کہا مسجد نبوی مین - بعض نے کہا جنت بقیع مین - بعض نے کہا بیت المقدس مین کہ انبیا کا مدفن ہے - ابوبکر صدیقؓ نے یہ حال سن کر کہا مینے رسول کریم سے سنا ہوا ہے ما من نبی یقبض الا دفن مضجعہ یعنے نبی جہان انتقال کرے اسی جگہ اس کو دفن ہونا چاہیئے - سب نے اس معاملہ مین ابوبکر صدیقؓ سے اتفاق کیا - علمائے لکھا ہے کہ ابوبکر صدیق اس مسئلہ مین مہاجرین اور انصار مین سب سے منفرد تھے -

اولیات

امور مندرجہ ذیل پہلی مرتبہ ابوبکر صدیق کے متعلق بیان ہوے ہین

(۱) وہ سب سے پہلے اسلام لائے -

(۲) سب سے پہلے قرآن جمع کیا -

(۳) قرآن کا نام مصحف رکھا -

(۴) سب سے پہلے خلیفہ رسول کہلائے -

(۵) باپ کی زندگی مین خلیفہ ہوئے

(۶) بیت المال سے ان کے واسطے وظیفہ مقرر ہوا -